بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

صدقہ کے فضائل
اور
بکرے کا صدقہ

مصنف
مُفتی محمّد رضوان

ادارۂ غفران
راولپنڈی پاکستان

صدقہ کے فضائل اور بکرے کا صدقہ

مصنف
مفتی محمد رضوان

ادارۂ غفران

صدقہ کے فضائل
اور
بکرے کا صدقہ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک آدمی نے (ایمان کے علاوہ) کبھی خیر کا عمل نہیں کیا تھا، وہ لوگوں کو قرض دیا کرتا تھا، پھر اپنے نمائندے (یعنی ملازم وخادم وغیرہ) سے کہہ دیا کرتا تھا کہ جو میسر ہو، وہ لے لو، اور جو میسر نہ ہو، وہ چھوڑ دو، اور درگزر کردو، شاید کہ اللہ ہم سے درگزر کردے، پھر جب وہ فوت ہو گیا، تو اللہ عزوجل نے اس سے فرمایا کہ کیا تو نے کبھی کوئی خیر کا عمل کیا ہے؟ اس نے کہا کہ نہیں، سوائے اس کے کہ میرا ایک لڑکا (ملازم وغیرہ) تھا، اور میں لوگوں کو قرض دیا کرتا تھا، پس جب میں اس کو قرض کے تقاضا کے لئے بھیجا کرتا تھا، تو اس سے یہ کہہ دیا کرتا تھا جو میسر ہو، وہ لے لو، اور جو میسر نہ ہو، وہ چھوڑ دو، اور درگزر کردو، شاید کہ اللہ ہم سے درگزر کردے، شاید کہ اللہ ہم سے درگزر کردے، اللہ عزوجل نے فرمایا کہ میں نے تجھ سے درگزر کردیا (مسند احمد)

ادارۂ غفران
راولپنڈی پاکستان

مؤلف کا مختصر تعارف

مفتی محمد رضوان صاحب

ابن حضرت حاجی محمد غفران خان صاحب رحمہ اللہ

پیدائش

۱۸/رمضان المبارک ۱۳۸۸ھ
بمطابق 09 دسمبر 1968ء

فاضل ومفتی

درس نظامی وتخصص فی الافتاء

امامت وخطابت

جامع مسجد امیر معاویہ، کوہاٹی بازار،
راولپنڈی (1992ء تا 2014ء)

مناصب

بانی ومدیر: ادارہ غفران ٹرسٹ، راولپنڈی، پاکستان
مدیر: ماہنامہ "التبلیغ" راولپنڈی، پاکستان

ابتدائی اصلاحی تعلق

مسیح الامت حضرت مولانا محمد مسیح اللہ خان صاحب رحمہ اللہ

تصوف وطریقت میں خلافت واجازت

حضرت نواب محمد عشرت علی خان قیصر صاحب رحمہ اللہ
خلیفہ اجل: مسیح الامت حضرت مولانا محمد مسیح اللہ خان صاحب
ومولانا فقیر محمد صاحب پشاوری رحمہما اللہ

ومولانا سید قاری بلال احمد صاحب

تصانیف

فضائل ومسائل، فقہ، معاشرت، اخلاق وتزکیہ وغیرہ کے مختلف موضوعات پر تقریباً 100 سے زائد کتب ورسائل

ادارہ غفران کا مختصر تعارف

ادارہ غفران کا قیام

شعبان المعظم ۱۴۱۹ھ دسمبر 1998ء

بانی ومدیر

مفتی محمد رضوان صاحب

سرپرست

حضرت نواب محمد عشرت علی خان قیصر صاحب رحمہ اللہ
وحضرت مولانا ڈاکٹر تنویر احمد خان صاحب رحمہ اللہ

ادارہ غفران میں قائم شعبے

دارالافتاء
شعبہ تصنیف وتالیف
شعبہ نشرواشاعت
مسجد ادارہ غفران
شعبہ حفظ وناظرہ (برائے طلبہ وطالبات)
ضروریات دین کورس (برائے طلبہ وطالبات)
تعمیر پاکستان سکول (برائے طلبہ وطالبات)
ماہنامہ "التبلیغ"
اصلاحی دروس

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

صدقہ کے فضائل

اور

بکرے کا صدقہ

شرعی صدقہ پر مُرَتَّب ہونے والے عظیم فضائل وفوائد

صدقہ کی حقیقت ومفہوم اور اس کی مختلف صورتیں

شرعی صدقہ کے مقاصد اور مقبول صدقہ کی شرائط

صدقہ میں بے جا قیود اور فضول پابندیوں کے نقصانات

بکرے کے مروّجہ صدقہ کا شرعی حکم اور بکرے کے صدقہ

کرنے کی نیت کر لینے اور منت مان لینے کے بعد شرعی حکم

عباداتِ مالیہ سے متعلق شرعی وفقہی قواعد وضوابط

مصنّف

مفتی محمد رضوان

ادارہ غفران راولپنڈی پاکستان

Idara Ghufran

(جملہ حقوق بحق ادارہ غفران محفوظ ہیں)

نام کتاب: صدقہ کے فضائل اور بکرے کا صدقہ

مصنف: مفتی محمد رضوان

طباعتِ اوّل: ربیع الثانی 1427ھ مئی/ 2010ء. طباعتِ سوم: ذی الحجہ 1437، ستمبر 2016ء

صفحات: 224

ملنے کے پتے

Idara Ghufran

فہرست

صفحہ نمبر	مضامین

7	**تمہید** (از مؤلف)
9	**صدقہ کے فضائل وفوائد اور اس کی صورتیں**
//	صدقہ، کامیابی کا ذریعہ اور بخل سے بہتر ہے
13	بخل اور صدقہ کرنے والوں کی مثال
15	شدید بخل اور مال کی حرص مہلک چیزوں میں سے ہے
21	شدید بخل اور ایمان کا ایک دل میں جمع ہونا مشکل ہے
22	شدید بخل اور مال کی حرص کا تعلق نفاق سے ہے
23	بخل سے پناہ طلب کرنے کا حکم
24	قیامت کے قریب بخل کا عام ہونا
27	مرتے وقت صدقہ کی تمنا کرنا
//	صدقہ پر ملنے والا اَجر وثواب سات سو گنا تک ہوتا ہے
28	صدقہ کو اللہ بڑھاتا ہے
34	صدقہ، ایمان کی دلیل ہے
35	صدقہ، گناہوں کی معافی اور پاکی کا ذریعہ ہے

Idara Ghufran

صدقہ، شیطان سے خلاصی کا ذریعہ ہے	37
صدقہ، اللہ کے غضب سے حفاظت کا ذریعہ ہے	39
صدقہ، عذابِ قبر سے حفاظت کا ذریعہ ہے	41
صدقہ، جہنّم سے حفاظت کا ذریعہ ہے	46
صدقہ کرنے والے کو قیامت کے دن سایہ حاصل ہوگا	48
صدقہ، جنت کے راستے کو آسان بنانے والا عمل ہے	53
صدقہ کرنے والوں کا جنت کے دروازے پر استقبال	54
صدقہ کیا ہوا مال اپنے مال میں داخل ہے	57
صدقہ، اپنے لئے محفوظ ہے	58
صدقہ سے مال میں کمی نہیں، بلکہ برکت ہوتی ہے	60
صدقہ، بیماریوں کی دوا ہے	67
صدقہ سے تجارت میں شامل، لغو باتوں اور قسموں کا کفارہ	70
مسکین، یتیم اور قیدی کو کھلانے اور مدد کرنے کی فضیلت واہمیت	72
مسلمان کی بھوک پیاس مٹانے، اور کپڑا پہنانے کی فضیلت	90
مسلمان کا قرض ادا کرنے اور بھوک مٹانے کی فضیلت	91
مفلس مقروض کو معاف کرنا یا مہلت دینا بھی عظیم صدقہ ہے	94
بھوکے، پیاسے جانور کو کھلانے، پلانے پر بھی اجر وثواب	103
درخت اور فصل سے جانور کے کھانے پر صدقہ کا ثواب	106
دودھ دینے والا جانور صدقہ کرنے کی فضیلت	113
موت سے پہلے صحت کی حالت میں صدقہ کرنا افضل ہے	114

اپنی جان کے ضروری حقوق دوسروں پر صدقہ سے مقدم ہیں	116
مستحق رشتہ داروں پر صدقہ کرنا دُوہری فضیلت رکھتا ہے	121
اپنے اہل وعیال اور مستحق قریبی عزیز صدقہ میں مقدم ہیں	122
پڑوسی اور قریبی علاقہ کے افراد دُور والوں سے مقدم ہیں	127
صدقہ کرنے کے بعد اس سے رجوع کرنے کی برائی	128
والدین وغیرہ کے ایصالِ ثواب کے لئے صدقہ	129
صدقۂ جاریہ کی فضیلت اور صدقۂ جاریہ کی بعض صورتیں	132
صدقہ کا ثواب حسبِ اخلاص وحسبِ حیثیت ہے	137
مال کے علاوہ بھی کئی خیر کے کام صدقہ کا ثواب رکھتے ہیں	144
صدقہ کرنے والا ہاتھ لینے والے ہاتھ سے بہتر ہے	167
لوگوں سے استغنا کرنے والے پر اللہ کی مدد	171
لوگوں سے سوال نہ کرنے پر جنت کی بشارت	172
سوال کر کے جو مال حاصل ہو وہ بابرکت نہیں ہوتا	173
لوگوں سے سوال کرنے پر فاقہ بند نہیں ہوتا	174
پیشہ ور بھکاری اور سائل، حقیقی مسکین نہیں	176
مال بڑھانے کے لئے مانگنے پر وعید	178
غیر مستحق کے مانگنے پر قیامت میں عذاب	//
مانگنا سخت ضرورت کے علاوہ جائز نہیں	180
اللہ کے نام پر سوال کرنے اور دینے کی حیثیت	185

Idara Ghufran

صدقہ وخیرات مقبول ہونے کی شرائط	190
(1)......نیت میں اخلاص کا ہونا	//
(2)......صدقہ کا سنت کے مطابق ہونا	192
(3)......صحیح مصرَف کا انتخاب کرنا	//
(4)......صدقہ کر کے احسان نہ جتلانا	198
(5)......صدقہ کر کے تذلیل وتحقیر نہ کرنا	//
(6)......صدقہ، حلال مال سے کرنا	199
بکرے کے صدقہ کا شرعی حکم	201
بکرے کے مروّجہ صدقہ میں پیدا شدہ خرابیاں	//
صدقہ کی مروّجہ رسم پر چند اردو فتاویٰ	208
بکرے کے صدقہ کی نیت کر لینے کے بعد شرعی حکم	214
بکرے کے صدقہ کی منت مان لینے کے بعد شرعی حکم	215
عبادتِ مالیہ سے متعلق چند فقہی قواعد	220

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تمہید

(از مؤلف)

اسلام میں جن چیزوں کو عبادت قرار دیا گیا ہے، ان میں سے بعض عبادات کا تعلق بدن کے ساتھ ہے، اور وہ بدنی عبادات کہلاتی ہیں، جیسے نماز، روزہ، تلاوت، درود شریف اور ذکر واذکار وغیرہ۔

اور بعض عبادات کا تعلق مال کے ساتھ ہے، اور وہ مالی عبادات کہلاتی ہیں۔

مالی عبادات میں زکاۃ کا درجہ سرِ فہرست ہے، اور زکاۃ کے ساتھ ساتھ واجبی صدقات مثلاً فطرانہ، قسم کا کفارہ، منت کی ادائیگی اور دیگر عام نفلی صدقات بھی مالی عبادات ہی سے تعلق رکھتے ہیں۔

قرآن وسنت میں زکاۃ اور صدقات کے عظیم الشان فضائل اور فوائد آئے ہیں، جن کے اخروی فضائل وفوائد تو اپنی جگہ ہیں، اور بہت عظیم ہیں، اسی کے ساتھ زکاۃ وصدقات کے دنیاوی فوائد بھی بے شمار ہیں، اور بعض خیر کے کام بھی صدقہ کا ثواب رکھتے ہیں۔

لیکن ظاہر ہے کہ خواہ زکاۃ کا معاملہ ہو یا صدقات کا، نماز، روزے کی طرح زکاۃ وصدقات کے صحیح اور مقبول ہونے کے لئے شرعاً کچھ شرائط وآداب مقرر ہیں، جن کو ملحوظ رکھ کر ہی زکاۃ وصدقات کے اخروی ودنیاوی فضائل وفوائد کو حاصل کیا جانا ممکن ہے۔

مگر شریعت کے احکام سے لاعلمی کی وجہ سے بہت سے لوگ زکاۃ وصدقات اور خیرات وغیرہ کے عنوان سے بھاری بھرکم مال خرچ کرنے کے باوجود زکاۃ، صدقات وخیرات کے مختلف فضائل وفوائد سے نہ صرف یہ کہ محروم رہتے ہیں، بلکہ بعض اوقات نیکی برباد اور گناہ لازم کا مصداق بن جاتے ہیں۔

اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہمارے یہاں بکرے کے صدقے کا مروجہ طریقہ ہے، کہ شرعی صدقہ

کی حقیقت اور اس کے صحیح مفہوم کو نظر انداز کر کے بہت سے لوگوں نے اس میں لاعلمی کے باعث اپنی طرف سے بے شمار ایسی پابندیاں اور شرائط عائد کر دی ہیں کہ جن کی وجہ سے بلاوجہ کی مشقت اور پریشانی تو اپنی جگہ ہے ہی، اس کے ساتھ ہی صدقہ کے حقیقی فضائل وفوائد سے محرومی بلکہ بعض صورتوں میں کئی گناہ بھی لازم آ رہے ہیں۔

اسی حقیقت کو واضح کرنے کے لئے مدت پہلے ایک مختصر رسالہ ترتیب دیا گیا تھا، جو اس سے پہلے کئی مرتبہ شائع ہو چکا ہے، اس مرتبہ کی اشاعت میں کچھ مزید مفید اضافے شامل کئے گئے ہیں، اور قرآن وسنت کا مزید ذخیرہ شامل کیا گیا ہے، نیز احادیث کی تحقیق وتخریج پر بھی کام کیا گیا ہے، اور معتبر احادیث وروایات کو ہی شامل کیا گیا ہے، اور جن احادیث وروایات میں ضعف وغیرہ سامنے آیا، ان کی بھی نشاندہی کر دی گئی ہے، تاکہ قوی اور ضعیف احادیث و روایات اپنے اپنے درجہ پر قائم رہیں، اور خلط ملط نہ ہوں، کیونکہ جو احادیث موضوع یا شدید ضعیف نہ ہوں، بلکہ ہلکے درجہ کی ضعیف ہوں اور وہ حسن لعینہٖ یا حسن لغیرہٖ کے درجہ کی نہ ہوں، وہ اکثر اہلِ علم حضرات کے نزدیک فضیلت کی حد تک بعض شرائط کے ساتھ معتبر ہو جاتی ہیں، ان شرائط میں سے ایک شرط یہ بھی ہے کہ ان کے ثبوت وسنت ہونے کا یقین وعقیدہ نہ رکھا جائے۔

اگرچہ بہت سی اردو کتابوں میں قوی وضعیف بلکہ شدید ضعیف اور بعض موضوع احادیث وروایات کو بھی بغیر وضاحت کئے ہوئے نقل کر دیا جاتا ہے، جس سے متعدد غلط فہمیاں اور بے اعتدالیاں لازم آتی ہیں، جن کی اصلاح کی ضرورت ہے۔

جبکہ ''زکاۃ کے فضائل واحکام'' کے نام سے مفصل ومدلل کتاب الگ سے شائع ہو چکی ہے۔

اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق عطا فرمائیں۔

محمد رضوان

24 / رمضان المبارک / 1437ھ 30 / جون / 2016ء بروز جمعرات

ادارہ غفران، راولپنڈی، پاکستان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

صدقہ کے فضائل وفوائد اور اس کی صورتیں

سب سے پہلے قرآن وسنت کی روشنی میں بخل اور مال کی حرص کی مذمت اور شرعی صدقہ پر مرتب ہونے والے مختلف فضائل وفوائد ذکر کئے جاتے ہیں، تاکہ ہر مسلمان بخل اور مال کی حرص سے اپنے آپ کو بچائے، اور شوق وذوق کے ساتھ شرعی صدقہ کا اہتمام کرے۔

صدقہ، کامیابی کا ذریعہ اور بخل سے بہتر ہے

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

وَأَنۡفِقُوۡا خَيۡرًا لِّأَنۡفُسِكُمۡ وَمَنۡ يُّوۡقَ شُحَّ نَفۡسِهٖ فَأُولٰٓئِكَ هُمُ الۡمُفۡلِحُوۡنَ (سورة التغابن، رقم الآية ١٦)

ترجمہ: اور خرچ کرو تم، جو بہتر ہے تمہاری ذات کے لئے، اور جو شخص بچالیا گیا اپنے نفس کے بخل (وحرص) سے، تو یہ لوگ ہی کامیابی پانے والے ہیں (سورہ تغابن)

اور قرآن مجید ہی میں ایک مقام پر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

وَمَنۡ يُّوۡقَ شُحَّ نَفۡسِهٖ فَأُولٰٓئِكَ هُمُ الۡمُفۡلِحُوۡنَ (سورة الحشر، رقم الآية ٩)

ترجمہ: اور جو شخص بچالیا گیا اپنے نفس کے بخل (وحرص) سے، تو یہ لوگ ہی کامیابی پانے والے ہیں (سورہ حشر)

اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَجُلًا أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ، فَبَعَثَ إِلٰى نِسَائِهٖ فَقُلۡنَ: مَا مَعَنَا إِلَّا الۡمَاءُ، فَقَالَ رَسُوۡلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ: مَنۡ يَّضُمُّ أَوۡ

Idara Ghufran

يُضِيفُ هٰذَا، فَقَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْأَنْصَارِ: أَنَا، فَانْطَلَقَ بِهٖ إِلٰى اِمْرَأَتِهٖ، فَقَالَ: أَكْرِمِيْ ضَيْفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَتْ: مَا عِنْدَنَا إِلَّا قُوْتُ صِبْيَانِيْ، فَقَالَ: هَيِّئِيْ طَعَامَكِ، وَأَصْبِحِيْ سِرَاجَكِ، وَنَوِّمِيْ صِبْيَانَكِ إِذَا أَرَادُوْا عَشَاءً، فَهَيَّأَتْ طَعَامَهَا، وَأَصْبَحَتْ سِرَاجَهَا، وَنَوَّمَتْ صِبْيَانَهَا، ثُمَّ قَامَتْ كَأَنَّهَا تُصْلِحُ سِرَاجَهَا فَأَطْفَأَتْهُ، فَجَعَلَا يُرِيَانِهٖ أَنَّهُمَا يَأْكُلَانِ، فَبَاتَا طَاوِيَيْنِ، فَلَمَّا أَصْبَحَ غَدَا إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: ضَحِكَ اللّٰهُ اللَّيْلَةَ، أَوْ عَجِبَ، مِنْ فَعَالِكُمَا فَأَنْزَلَ اللّٰهُ: وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰى أَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَأُولٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ (بخاری) [1]

ترجمہ: ایک آدمی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے گھر کی عورتوں کے پاس (اس آدمی کے کھانے کے لئے) پیغام بھیجا، تو ان گھر کی عورتوں نے جواب میں کہا کہ ہمارے پاس تو صرف پانی ہے، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کون ہے وہ شخص جو اس آدمی کی ضیافت کرے گا، تو انصار میں سے ایک آدمی نے کہا کہ میں کروں گا، وہ انصاری صحابی اس آدمی کو اپنی بیوی کے پاس (یعنی گھر میں) لے گئے، اور (اپنی اہلیہ سے) کہا کہ تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مہمان کا اکرام کرو، ان انصاری صحابی کی بیوی نے کہا کہ ہمارے پاس تو صرف آج کے دن اپنے بچوں کا کھانا ہے، تو ان انصاری صحابی نے فرمایا کہ تم کھانا تیار کر لینا، اور (کھانے کے وقت) اپنے چراغ کو جلا دینا، اور جب بچے کھانا مانگیں، تو ان کو سُلا دینا، تو ان انصاری صحابی کی بیوی نے اپنا

[1] رقم الحديث ٣٧٩٨، كتاب مناقب الانصار، باب قول الله :ويؤثرون على أنفسهم ولو كان بهم خصاصة.

کھانا تیار کیا، اور اپنا چراغ جلا دیا، اور اپنے بچوں کو سُلا دیا، پھر ان انصاری کی بیوی اُٹھیں گویا کہ وہ چراغ کو درست کرنے لگی ہیں، پھر انہوں نے اس چراغ کو بجھا دیا، پھر (اندھیرے میں) وہ دونوں میاں بیوی اس طرح ظاہر کرنے لگے، گویا کہ وہ کھانا کھا رہے ہیں (لیکن انہوں نے خود کھانا پیٹ بھر کر نہیں کھایا، بلکہ سارا کھانا مہمان کو کھانے دیا) اور ان حضرات نے خود بھوک کی حالت میں رات گزاری، پھر جب صبح ہوئی، تو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ رات کے تمہارے عمل پر ہنسا یا بہت خوش ہوا، پھر اللہ نے (سورہ حشر کی) یہ آیت نازل فرمائی کہ:

وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰى أَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَأُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ.

''اور یہ لوگ ترجیح دیتے ہیں (دوسروں کو) اپنے آپ پر، اگرچہ ان کو سخت محتاجی ہو، اور جو شخص بچا لیا گیا اپنے نفس کے بخل (وحرص) سے، تو یہ لوگ ہی کامیابی پانے والے ہیں'' (بخاری)

حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سورہ حشر کی مذکورہ آیت میں جو ''شُح'' کا لفظ استعمال ہوا ہے، اس سے مال کا ایسا شدید بخل اور حرص مراد ہے، جس میں دوسرے کے مال کو ناحق ہڑپ کیا جائے۔ [1]

---

[1] عن الأسود بن هلال، قال " :جاء رجل إلى عبد الله بن مسعود رضى الله عنه، فسأله عن هذه الآية (ومن يوق شح نفسه فأولئک هم المفلحون) ، وإني امرؤ ما قدرت، ولا يخرج من يدى شىء ، وقد خشيت أن يكون قد أصابني هذه الآية فقال عبد الله :ذكرت البخل، وبئس الشىء البخل، وأما ما ذكر الله في القرآن فليس كما قلت، ذلک أن تعمد إلى مال غيرک أو مال أخيک فتأكله(مستدرک حاکم، رقم الحديث ۳۸۱۵)

قال الحاكم: هذا حديث صحيح على شرط الشيخين ولم يخرجاه "

وقال الذهبي في التلخيص: على شرط البخاري ومسلم.

Idara Ghufran

اس سے معلوم ہوا کہ بخل یا شدید بخل شریعت کی نظر میں بہت بری چیز ہے، اور اس کے مقابلہ میں صدقہ وخیرات کرنا فضیلت کی چیز ہے۔

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَا ابْنَ آدَمَ إِنَّکَ أَنْ تَبْذُلَ الْفَضْلَ خَيْرٌ لَّکَ وَأَنْ تُمْسِکَهُ شَرٌّ لَکَ وَلَا تُلَامُ عَلٰى کَفَافٍ وَابْدَأْ بِمَنْ تَعُوْلُ وَالْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِّنَ الْيَدِ السُّفْلٰى (صحیح مسلم) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے ابنِ آدم! تیرے لئے (اپنے، اور اپنے اہل وعیال کی ضرورت سے) زائد کو (صدقہ وخیرات کے طور پر) خرچ کرنے میں خیر ہے، اور اس کو تیرے لئے روک کر رکھنے میں شر ہے، اور بقدرِ کفایت اپنے پاس رکھنے پر تجھے کوئی ملامت نہیں کی جائے گی، اور (خرچ کرنے میں) ان لوگوں کو مقدم رکھیں، جن کی آپ کفالت کرتے ہیں، اور اوپر (یعنی دینے اور مدد کرنے) والا ہاتھ نیچے (یعنی لینے) والے ہاتھ سے بہتر ہے (مسلم، ترمذی)

اس سے معلوم ہوا کہ صدقہ وخیرات کرنا باعثِ خیر وبرکت ہے، بشرطیکہ اپنے اور اپنے اہل وعیال کی ضروریات کے بعد بچ جانے والے مال میں سے کرے۔ [2]

---

[1] رقم الحدیث ١٠٣٦ "٩٧"، کتاب الزکاۃ، باب بیان أن الید العلیا خیر من الید السفلی، سنن الترمذی، رقم الحدیث ٢٣٤٣.

[2] (ولا تلام علی کفاف) ھو بفتح ھمزۃ أن ومعناہ إن بذلت الفاضل عن حاجتک وحاجۃ عیالک فھو خیر لک لبقاء ثوابہ وإن أمسکتہ فھو شر لک لأنہ إن أمسک عن الواجب استحق العقاب علیہ وإن أمسک عن المندوب فقد نقص ثوابہ وفوت مصلحۃ نفسہ فی آخرتہ وھذا کلہ شر ومعنی لا تلام علی کفاف أن قدر الحاجۃ لا لوم علی صاحبہ وھذا إذا لم یتوجہ فی الکفاف حق شرعی کمن کان لہ نصاب زکوی ووجبت الزکاۃ بشروطھا وھو محتاج إلی ذلک النصاب لکفافہ وجب علیہ إخراج الزکاۃ ویحصل کفایتہ من جھۃ مباحۃ ومعنی ابدأ بمن تعول أن العیال والقرابۃ أحق من الأجانب (شرح النووی علیٰ مسلم، ج٧ص١٢٧، کتاب الزکاۃ، باب بیان أن الید العلیا خیر من الید السفلی)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara Ghufran

بخل اور صدقہ کرنے والوں کی مثال

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

ضَرَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :مَثَلَ الْبَخِيْلِ وَالْمُتَصَدِّقِ كَمَثَلِ رَجُلَيْنِ عَلَيْهِمَا جُنَّتَانِ مِنْ حَدِيْدٍ قَدِ اضْطُرَّتْ أَيْدِيْهِمَا إِلٰى ثُدَيِّهِمَا وَتَرَاقِيْهِمَا فَجَعَلَ الْمُتَصَدِّقُ كُلَّمَا تَصَدَّقَ بِصَدَقَةٍ اِنْبَسَطَتْ عَنْهُ حَتّٰى تُغَشِّيَ أَنَامِلَهٗ وَتَعْفُوَ أَثَرَهٗ وَجَعَلَ الْبَخِيْلُ كُلَّمَا هَمَّ بِصَدَقَةٍ قَلَصَتْ وَأَخَذَتْ كُلُّ حَلْقَةٍ مَكَانَهَا قَالَ فَأَنَا رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ -صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -يَقُوْلُ بِإِصْبَعِهٖ فِيْ جَيْبِهٖ فَلَوْ رَأَيْتَهٗ يُوَسِّعُهَا وَلَا تَوَسَّعُ (صحیح مسلم) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بخل کرنے اور صدقہ کرنے والے کی مثال (یعنی ان دونوں کی صفت) ان دو آدمیوں کی طرح ہے، جن پر لوہے کی زرہ ہیں (جو جنگ کے موقع پر پہنی جاتی ہیں) جس میں ان کے ہاتھ چھاتیوں میں اور گلوں میں جکڑے ہوئے ہوں، پھر جب صدقہ دینے والا صدقہ دیتا ہے، تو اس کی وہ زرہ کشادہ ہو جاتی ہے (اور اس کی تنگی و جکڑ بندی ختم ہو جاتی ہے) یہاں تک کہ اس کے انگلیوں کے پوروں کو ڈھانپ لیتی ہے (اور اس کے پورے جسم کو دشمن کی زَد سے محفوظ کر دیتی ہے) اور اس کے قدم کے نشان جو زمین پر

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

(ولا تلام على كفاف) بالفتح وهو من الرزق القوت وهو ما كف عن الناس وأغنى عنهم، والمعنى: لا تذم على حفظه وإمساكه أو على تحصيله وكسبه، ومفهومه أنك إن حفظت أكثر من ذلك ولم تتصدق بما فضل عنك فأنت مذموم وبخيل وملوم (مرقاة المفاتيح، ج۴ص ۱۳۰۰، كتاب الزكاة، باب الإنفاق وكراهية الإمساك)

[1] رقم الحديث ١٠٢١، كتاب الزكاة، باب مثل المنفق والبخيل، بخارى، رقم الحديث ١٤٤٣.

ہوں، ان کو بھی مٹا دیتی ہے (یعنی اس کی حفاظت کے ساتھ اس کے گناہ بھی معاف ہوتے ہیں) اور بخل کرنے والے کا حال ایسا ہے کہ جب صدقہ کرنے کا ارادہ کرتا ہے، تو اس کی زرہ تنگ ہو جاتی ہے، اور اس کا ہر حلقہ اپنی جگہ پکڑ لیتا ہے۔

اور راوی کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے گریبان میں ہاتھ سے اشارہ کرتے ہوئے دیکھا (تاکہ سننے والوں کے ذہن میں اس کے تنگ ہونے کی تصویر بن جائے) اور اگر تم اس کو دیکھتے، تو سمجھ جاتے کہ وہ (بخیل اپنی زرہ) کشادہ کرنا چاہتا ہے، اور زرہ کشادہ نہیں ہوتی (مسلم، بخاری)

اس حدیث سے صدقہ کرنے والے کی فضیلت اور اس کے مقابلہ میں بخل کرنے والے کی برائی معلوم ہوئی کہ صدقہ کرنے والا اپنے آپ کو عذاب اور تنگی وسختی سے محفوظ کرتا جاتا ہے، اور بخل کرنے والا اپنے آپ کو تنگی وسختی میں پھنساتا جاتا ہے۔ [1]

---

[1] (مثل البخيل والمتصدق) فى رواية البخيل والمنفق (كمثل) بزيادة الكاف أو مثل (رجلين عليهما جبتان) بضم الجيم وشد الموحدة وروى بنون أى درعان ورجح بقوله (من حديد) وادعى بعضهم أنه تصحيف والجبة الحصن وبها سمى الدرع لأنها تجن صاحبها أى تحصنه والجبة بموحدة ثوب معروف (من ثديهما) بضم المثلثة وكسر الدال المهملة ومثناة تحتية مشددة جمع ثدى كفلس (إلى تراقيهما) جمع ترقوة العظمين المشرفين فى أعلى الصدر (فأما المنفق فلا ينفق شيئا (إلا سبغت) بفتح المهملة وموحدة مخففة وغين معجمة امتدت وعظمت (على جلده حتى تخفى) بضم المثناة الفوقية ومعجمة ساكنة وفاء مكسورة وفى رواية بجيم ونون أى تستر (بنانه) بفتح الموحدة ونونين أصابعه أو أنامله وصحفها بعضهم ثيابه بمثلثة فمثناة تحت (وتعفوا أثره) محركا بالنصب عطفا على تخفى وكلاهما مسند لضمير الجبة أى تمحو أثر مشيه لسبوغها يعنى أن الصدقة تستر خطاياه كما يغطى الثوب جميع بدنه والمراد أن الجواد إذا هم بالصدقة انشرح لها صدره وطابت بها نفسه فوسع فى الإنفاق (وأما البخيل فلا يريد أن ينفق شيئا إلا لزقت) بكسر الزاى التصقت (كل حلقة) بسكون اللام (مكانها) قال الطيبى :قيد المشبه به بالحديد إعلاما بأن القبض والشدة جبلى للإنسان وأوقع المتصدق موضع السخى لجعله فى مقابلة البخيل إيذانا بأن السخاء ما أمر به الشارع وندب إليه لا ما يتعاناه المسرفون (فهو يوسعها فلا تتسع) ضرب المثل برجل أراد لبس درع يستجن به فحالت يداه بينها وبين أن تمر على جميع بدنه فاجتمعت فى عنقه فلزمت ترقوته والمراد أن البخيل إذا حدث نفسه بالصدقة شحت وضاق صدره وغلت يداه -.(حم ق ن عن أبى هريرة) وزعم بعضهم أن قوله وهو يوسعها إلخ مدرج من كلام أبى هريرة وهو وهم لورود التصريح برفعه فى رواية(فيض القدير للمناوى، تحت رقم الحديث ٨١٢٨)

شدید بخل اور مال کی حرص مہلک چیزوں میں سے ہے

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

خَطَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: إِيَّاكُمْ وَالشُّحَّ، فَإِنَّمَا هَلَکَ مَنْ کَانَ قَبْلَکُمْ بِالشُّحِّ، أَمَرَهُمْ بِالْبُخْلِ فَبَخِلُوْا، وَأَمَرَهُمْ بِالْقَطِيْعَةِ فَقَطَعُوْا، وَأَمَرَهُمْ بِالْفُجُوْرِ فَفَجَرُوْا (سنن ابی داؤد) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ دیا اور فرمایا کہ تم اپنے آپ کو شدید بخل (اور مال کی حرص) سے بچاؤ، پس تم سے پہلے لوگ شدید بخل (اور مال کی حرص) کی وجہ سے ہلاک ہوئے ہیں، شدید بخل (اور مال کی حرص) نے انہیں بخل کرنے کا حکم دیا، تو انہوں نے بخل کیا، اور انہیں قطع تعلقی کا حکم دیا، تو انہوں نے قطع تعلقی کی، اور انہیں فسق وفجور (بے حیائی وزنا) کا حکم دیا، تو انہوں نے فسق وفجور کیا

(ابوداؤد)

اس سے معلوم ہوا کہ شدید بخل اور مال کی محبت اور مال کی حرص، ہلاکت اور دنیا میں فساد اور آخرت میں سخت عذاب کا ذریعہ ہے، اور شدید بخل اور مال کی بے جا محبت کی وجہ سے قطع تعلقی اور لوگوں سے جھگڑے اور مختلف منکرات جیسی بُری خصلتیں پیدا ہوتی ہیں۔ [2]

---

[1] رقم الحديث ١٦٩٨ ، كتاب الزكاة، باب فى الشح.
قال شعيب الارنؤوط:
اسناده صحيح (حاشية سنن ابى داؤد)

[2] (والشح) الذى هو أشد البخل (التيسير بشرح الجامع الصغير ،للمناوى، ج ١ ، ص ٤٧١ ، حرف الثاء)

(إياكم والشح) الذى هو قلة الإفضال بالمال فهو فى المال خاصة أو عام رديف البخل أو أشد وإذا صحبه حرص أو مع الواجب أو أكل مال الغير أو العمل بالمعاصى كما سبق (فإنما هلک من كان قبلكم) من الأمم (بالشح) كيف وهو من سوء الظن بالله (أمرهم بالبخل فبخلوا) بكسر الخاء (وأمرهم بالقطيعة) للرحم (فقطعوها) ومن قطعها قطع الله عنه رحمته وإفضاله (وأمرهم بالفجور)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: اِتَّقُوا الظُّلْمَ، فَإِنَّ الظُّلْمَ ظُلُمَاتٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَاتَّقُوْا الشُّحَّ، فَإِنَّ الشُّحَّ أَهْلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ، حَمَلَهُمْ عَلٰى أَنْ سَفَكُوْا دِمَاءَهُمْ وَاسْتَحَلُّوْا مَحَارِمَهُمْ (مسلم) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم ظلم سے بچو، کیونکہ ظلم قیامت کے دن اندھیروں کی شکل میں ظاہر ہوگا (جس کی وجہ سے راستہ نہیں مل سکے گا، اور طرح طرح کی تکالیف کا سامنا کرنا پڑے گا) اور تم شدید بخل (اور مال کی حرص) سے بچو، کیونکہ بخل تم سے پہلے لوگوں کو ہلاک کر چکا ہے، شدید بخل نے ان کو آپس میں خونریزی پر ابھارا، اور انہوں نے اس کی وجہ سے حرام کاموں کو حلال کر لیا (مسلم)

شدید بخل کے نتیجہ میں انسان دوسرے کے مال پر ناحق قبضہ جماتا ہے، چوری کرتا اور ڈاکہ زنی وغیرہ جیسے جرائم کا ارتکاب کرتا ہے، جس کی وجہ سے خونریزی پیدا ہوتی ہے، اس کا علاج یہ ہے کہ صدقہ وخیرات کا اہتمام کیا جائے۔

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

أى الميل عن القصد والسداد والإنبعاث فى المعاصى (ففجروا) أى أمرهم بالزنا فزنوا والحاصل أن الشح من جميع وجوهه يخالف الإيمان (أشحة على الخير أولئك لم يؤمنوا) ومن ثم ورد لا يجتمع الشح والإيمان فى قلب أبدا قال الماوردى :وينشأ عن الشح من الأخلاق المذمومة وإن كانت ذريعة إلى كل مذموم أربعة أخلاق ناهيك بها ذما :الحرص والشره وسوء الظن ومنع الحقوق فالحرص شدة الكدح والجهد فى الطلب والشره استقلال الكفاية والاستكثار بغير حاجة وهذا فرق ما بين الحرص والشره وسوء الظن عدم الثقة بمن هو أهل لها والخاتمة منع الحقوق لأن نفس البخيل لا تسمح بفراق محبوبها ولا تنقاد إلى ترك مطلوبها ولا تذعن للحق ولا تجيب إلى إنصاف وإذا آل الشح إلى ما وصف من هذه الأخلاق المذمومة والشيم اللئيمة لم يبق معه خير موجود ولا صلاح مأمول(فيض القدير للمناوى، تحت رقم الحديث ٢٩٠٦)

[1] رقم الحديث ٢٥٧٨ ”٥٦“كتاب البر والصلة والآداب، باب تحريم الظلم.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

ثَلَاثٌ مُنْجِيَاتٌ، وَثَلَاثٌ مُهْلِكَاتٌ، فَأَمَّا الْمُنْجِيَاتُ: فَتَقْوَى اللّٰهِ فِي السِّرِّ وَالْعَلَانِيَةِ، وَالْقَوْلُ بِالْحَقِّ فِي الرِّضَا وَالسُّخْطِ، وَالْقَصْدُ فِي الْغِنٰى وَالْفَقْرِ، وَأَمَّا الْمُهْلِكَاتُ: فَهَوًى مُتَّبَعٌ، وَشُحٌّ مُطَاعٌ، وَإِعْجَابُ الْمَرْءِ بِنَفْسِهٖ، وَهِيَ أَشَدُّهُنَّ (شعب الایمان للبیہقی) [1]

ترجمہ: تین چیزیں نجات دینے والی ہیں، اور تین چیزیں ہلاک کرنے والی ہیں، پس تین چیزیں نجات دینے والی تو یہ ہیں، ایک خفیہ اور علانیہ ہر حالت میں اللہ تعالیٰ سے ڈرنا (یعنی اللہ تعالیٰ کا خوف وخشیت) اور دوسرے رضا (یعنی خوشی) اور ناراضگی (یعنی ناراضگی وغصہ) کی حالت میں حق (وانصاف والا) کلمہ زبان سے کہنا، اور تیسرے امیری اور غریبی کی حالت میں (خرچ کرنے میں) میانہ روی (اور اعتدال) اختیار کرنا اور ہلاک کرنے والی تین چیزیں یہ ہیں، ایک ایسی خواہش کہ جس کی پیروی کی جائے، اور دوسرے ایسا شدید بخل (یعنی مال کی شدید محبت اور حرص) جس کی پیروی کی جائے، اور تیسرے آدمی کا اپنے آپ کو عجب (یعنی بڑائی اور تکبر) میں مبتلا کرنا، اور یہ (یعنی عجب وتکبر) ان سب میں زیادہ شدید (مہلک گناہ) ہے (بیہقی)

اس سے معلوم ہوا کہ شدید بخل، جس کی پیروی کی جائے، انسان کو ہلاکت میں مبتلا کرنے والی چیز ہے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ثَلَاثٌ مُهْلِكَاتٌ: شُحٌّ مُطَاعٌ، وَهَوًى مُتَّبَعٌ، وَإِعْجَابُ الْمَرْءِ بِنَفْسِهٖ مِنَ الْخُيَلَاءِ، وَثَلَاثٌ

---

[1] رقم الحديث ٦٨٦٥، فصل فی الطبع علی القلب او الرین.
قلت: فمثله يستشهد به. والله أعلم (سلسلة الاحاديث الصحيحة، تحت رقم الحديث ١٨٠٢)

مُنۡجِيَاتٌ :اَلۡعَدۡلُ فِی الرِّضَا وَالۡغَضَبِ، وَالۡقَصۡدُ فِی الۡغِنٰی وَالۡفَاقَةِ، وَمَخَافَةُ اللّٰهِ فِی السِّرِّ وَالۡعَلَانِيَةِ (المعجم الأوسط للطبرانی، رقم الحديث ۵۴۵۲) ۱

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تین چیزیں ہلاک کرنے والی ہیں، ایک تو ایسا شدید بخل (اور مال کی حرص) جس کی پیروی کی جائے، دوسرے ایسی خواہش کہ جس کی اتباع کی جائے، اور تیسرے آدمی کا اپنے آپ کو بڑائی کی وجہ سے عجب میں مبتلا کرنا۔

اور تین چیزیں نجات دلانے والی ہیں، ایک رضا اور ناراضگی (یعنی خوشی اور غصہ) کی حالت میں عدل وانصاف کو ملحوظ رکھنا، اور دوسرے مالداری اور فاقہ کے وقت میانہ روی (اور اعتدال کو) اختیار کرنا، اور تیسرے خفیہ اور علانیہ ہر حالت میں اللہ سے ڈرنا (طبرانی)

اس طرح کی حدیث کچھ الفاظ کے فرق کے ساتھ اور سندوں سے بھی مروی ہے۔ ۲

---

۱ قال المنذری:

رواه البزار واللفظ له والبيهقی وغيرهما وهو مروی عن جماعة من الصحابة وأسانيده وإن كان لا يسلم شیء منها من مقال فهو بمجموعها حسن إن شاء الله تعالی (الترغيب والترهيب، تحت رقم الحديث ۶۵۴، كتاب الصلاة)

وقال الالبانی:

وبالجملة فالحديث بمجموع هذه الطرق حسن علی أقل الدرجات إن شاء الله تعالی، وبه جزم المنذری (سلسلة الأحاديث الصحيحة، تحت رقم الحديث ۱۸۰۲)

۲ عن ابن عمر قال :قال رسول الله صلی الله عليه وسلم :ثلاث مهلكات، وثلاث منجيات، وثلاث كفارات، وثلاث درجات .فأما المهلكات :فشح مطاع، وهوی متبع، وإعجاب المرء بنفسه .وأما المنجيات :فالعدل فی الغضب، والرضی، والقصد فی الفقر، والغنی، وخشية الله فی السر، والعلانية .وأما الكفارات :فانتظار الصلاة بعد الصلاة، وإسباغ الوضوء فی السبرات، ونقل الأقدام إلی الجماعات .وأما الدرجات : فإطعام الطعام، وإفشاء السلام، وصلاة بالليل، والناس نيام (المعجم الاوسط للطبرانی، رقم الحديث ۵۷۵۴)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara Ghufran

اس سے معلوم ہوا کہ شدید بخل اور مال کی حرص، جس کی انسان پیروی کرے، اور ناحق مال بٹورے، انسان کو ہلاک کرنے والی چیزوں میں داخل ہے، جس سے دنیا میں بھی فساد پیدا ہوتا ہے، اور آخرت کا عذاب شدید ہے۔ [1]

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

قال المنذرى:رواه البزار واللفظ له والبيهقى وغيرهما وهو مروى عن جماعة من الصحابة وأسانيده وإن كان لا يسلم شىء منها من مقال فهو بمجموعها حسن إن شاء الله تعالى(الترغيب و الترهيب، ج ا ، ص ۱۷۴ ، كتاب الصلاة الترغيب فى الأذان وما جاء فى فضله)

[1] (اتقوا الظلم) بأخذ مال الغير بغير حق أو التناول من عرضه ونحو ذلك قال بعضهم :ليس شىء أقرب إلى تغيير النعم من الإقامة على الظلم (فإن الظلم ظلمات يوم القيامة) فلا يهتدى الظالم يوم القيامة بسبب ظلمه فى الدنيا فربما أوقع قدمه فى وهدة فهو فى حفرة من حفر النار وإنما ينشأ الظلم من ظلمة القلب لأنه لو استنار بنور الهدى تجنب سبل الردى فإذا سعى المتقون بنورهم الحاصل بسبب التقوى احتوشت ظلمات ظلم الظالم فغمرته فأعمته حتى لا يغنى عنه ظلمه شيئا . وفى خبر لابن مسعود "يؤتى بالظلمة فيوضعون فى تابوت من نار ثم يقذفون فيها (واتقوا الشح) الذى هو بخل مع حرص أو منع الواجب أو البخل بما فى يد الغير أو غير ذلك وقال الزمخشرى : بالضم والكسر أى والضم أفصح اللوم وأن تكون نفسه كزيزة حريصة والبخل أعم فقد يكون بخل ولا شح ثمة ولا ينعكس قال الطيبى :فالبخل مطلق المنع والشح المنع مع ظلم وعطف الشح الذى هو نوع من أنواع الظلم اشعارا بأن الشح أعظم أنواعه لأنه من نتائج حب الدنيا ولذاتها ومن ثم وجهه بقوله (فإن الشح) بتثليث الشين (أهلك من كان قبلكم) من الأمم (وحملهم على أن سفكوا دماء هم) أى اسالوها بالقوة الغضبية بخلا بالمال وحرصا على الاستئثار به (واستحلوا محارمهم) أى استباحوا نساء هم أو ما حرم الله من أموالهم وغيرها وهذا على سبيل الاستئناف فإن استحلال المحارم جامع لجميع أنواع الظلم وعطفه على سفك الدماء عطف عام على خاص عكس الأول والسفك كما قال الحرانى سكب بسطوة وقال القاضى السفك والكسب والسبك والسفح والشن أنواع من الصب فالسفك يقال فى الدم والسكب فى الدمع والسبك فى الجواهر المذابة والسفح فى الصب من أعلى والشن فى الصب من فم القربة انتهى وإنما كان الشح سبب ما ذكر لأن فى بذل المال والمواساة تحابيا وتواصلا وفى الإمساك تهاجر وتقاطع وذلك يجر إلى تشاجر وتغادر من سفك الدماء واستباحة المحارم .ومن السياق عرف أن مقصود الحديث بالذات ذكر الشح وذكر الظلم توطئة وتمهيدا لذكره وأبرزه فى هذا التركيب إيذانا بشدة قبح الشح وأنه يفضى بصاحبه إلى أفظع المفاسد حيث جعله حاملا على سفك الدماء الذى هو أعظم الأفعال الذميمة وأخبث العواقب الوخيمة (ومن يوق شح نفسه فأولئك هو المفلحون) قال بعض العارفين :الشح مسابقة قدر الله ومن سابق قدر الله سبق ومغالبة لله ومن غالب الحق غلب وذلك لأن الحريص يريد أن ينال ما لم يقدر له فعقوبته فى الدنيا الحرمان وفى الآخرة الخسران(فيض القدير للمناوى، تحت رقم الحديث ١٣٦)

IdaraGhufran

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ: أَوَّلُ صَلَاحِ ھٰذِہِ الْأُمَّۃِ بِالْیَقِیْنِ وَالزُّھْدِ، وَأَوَّلُ فَسَادِھَا بِالْبُخْلِ وَالْأَمَلِ (شعب الایمان للبیہقی) [1]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس امت کی پہلی اصلاح یقین اور آخرت کی محبت (اور دنیا سے بے رغبتی) ہے، اور اس امت کا پہلا فساد بخل اور حرص (اور دنیا کے بارے میں لمبی امنگیں قائم کرنے) سے ہے (بیہقی، طبرانی)

اس سے معلوم ہوا کہ بخل اور مال کی محبت اور حرص اس امت کے فساد کی اولین ترین چیزوں میں سے ہے۔ [2]

---

[1] رقم الحدیث ۱۰۳۵۰، باب الجود والسخاء، المعجم الاوسط للطبرانی، رقم الحدیث ۷۶۵۰.

قال الھیثمی: رواہ الطبرانی فی الأوسط، ورجالہ وثقوا علی ضعف فی بعضھم(مجمع الزوائد، تحت رقم الحدیث ۱۸۰۶۳)

وقال المنذری:رواہ الطبرانی وفی إسنادہ احتمال للتحسین.

ورواہ ابن أبی الدنیا والأصبھانی کلاھما من طریق ابن لھیعۃ عن عمرو بن شعیب عن أبیہ عن جدہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نجا أول ھذہ الأمۃ بالیقین والزھد ویھلک آخر ھذہ الأمۃ بالبخل والأمل(الترغیب والترھیب، تحت رقم الحدیث ۵۰۶۱)

وقال الالبانی:قلت :وھذا إسناد حسن لغیرہ علی الأقل(سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ، تحت رقم الحدیث ۳۴۲۷)

[2] (صلاح أول ھذہ الأمۃ بالزھد والیقین) إذ بھما یصیر العبد شاکرا للہ خالصا لہ متواضعا مفوضا مسلما فیتولی ویتولاہ اللہ (ویھلک) الذی وقفت علیہ فی أصول صحیحۃ وھلاک وھو الملائم لقولہ صلاح (آخرھا بالبخل والأمل) وذلک لا یظھر إلا من فقد الیقین ساء ظنھم بربھم فبخلوا وتلذذوا بشھوات الدنیا فحثوا أنفسھم بطول الأمل (وما یعدھم الشیطان إلا غرورا) والمراد غلبۃ البخل والأمل فی آخر الزمان یکون من الأسباب المؤدیۃ للھلاک بکثرۃ الجمع والحرص وحب الاستئثار بالمال المؤدی إلی الفتن والحروب والقتل وغیر ذلک ذکرہ بعضھم .

وقال الطیبی :أراد بالیقین تیقن أن اللہ ھو الرزاق المتکفل للأرزاق (وما من دابۃ فی الأرض إلا علی اللہ رزقھا) فمن تیقن ھذہ فی الدنیا لم یبخل لأن البخیل إنما یمسک المال لطول الأمل وعدم التیقن .قال الأصمعی :تلوت علی أعرابی (والذاریات) فلما بلغت (وفی السماء رزقکم) قال: حسبک وقام إلی ناقتہ فنحرھا ووزعھا علی من أقبل وأدبر وعمد إلی سیفہ فکسرہ وولی فلقیتہ

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

شدید بخل اور ایمان کا ایک دل میں جمع ہونا مشکل ہے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا يَجْتَمِعُ غُبَارٌ فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَدُخَانُ جَهَنَّمَ فِیْ جَوْفِ عَبْدٍ أَبَدًا، وَلَا يَجْتَمِعُ الشُّحُّ وَالْإِيْمَانُ فِیْ قَلْبِ عَبْدٍ أَبَدًا(سنن النسائی) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کے راستے کا غبار اور جہنم کا دھواں کسی بندے کے پیٹ میں کبھی جمع نہیں ہو سکتے، اور نہ ہی شدید بخل (اور مال کی حرص) اور ایمان (دونوں چیزیں) کسی بندہ کے دل میں کبھی جمع ہو سکتے ہیں

(نسائی، مسند احمد)

مطلب یہ ہے کہ کامل ایمان کے ساتھ شدید بخل اور مال کی حرص کا جمع ہونا ممکن نہیں۔ [2]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

بالطواف قد نحل جسمه واصفر لونه فسلم علی واستقرأنی السورة فلما بلغت (وفی السماء رزقكم) صاح وقال :قد وجدنا ما وعدنا ربنا حقا فهل وجدتم غير هذا فقرأت (فورب السماء والأرض إنه لحق) فصاح وقال :سبحان الله من ذا الذى أغضب الجليل حتى حلف؟ قالها ثلاثا فخرجت معها روحه .قال الحكماء :الجاهل يعتمد على الأمل والعاقل يعتمد على العمل وقال بعضهم :الأمل كالسراب غر من رآه وخاب من رجاه قيل :إن قصر الأمل حقيقة الزهد وليس كذلک بل هو سبب لأن من قصر أمله زهد ويتولد من طول الأمل الكسل عن الطاعة والتسويف بالتوبة والرغبة فى الدنيا ونسيان الآخرة وقسوة القلب لأن رقته وصفاء نمائه يقع بتذكر الموت والقبر والثواب والعقاب وأحوال القيامة ومن قصر أمله قل همه وتنور قلبه لأنه إذا استحضر الموت اجتهد فى الطاعة ورضى بما قل .وقال ابن الجوزى :الأمل مذموم إلا للعلماء فلولاه ما صنفوا(فيض القدير للمناوى، تحت رقم الحديث ۵۱۱۲)

[1] رقم الحديث ۳۱۱۰، كتاب الجهاد، باب فضل من عمل فى سبيل الله على قدمه، مسند احمد، رقم الحديث ۹۶۹۳.

قال شعيب الارنؤوط:صحيح بطرقه وشواهده(حاشية مسند احمد)

[2] (لا يجتمع الشح والإيمان ") أى :الكامل، أو أريد بهما الزجر والتهديد(مرقاة المفاتيح، ج۴ص ۱۳۲۴، كتاب الزكاة، باب الإنفاق وكراهية الإمساک)

شدید بخل اور مال کی حرص کا تعلق نفاق سے ہے

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّ الْحَيَاءَ، وَالْعَفَافَ، وَالْعَيَّ، عَيَّ اللِّسَانِ، لَا عَيَّ الْقَلْبِ وَالْفِقْهَ مِنَ الْإِيمَانِ، وَهُنَّ مِمَّا يَزِدْنَ فِي الْآخِرَةِ، وَيَنْقُصْنَ مِنَ الدُّنْيَا، وَمَا يَزِدْنَ فِي الْآخِرَةِ أَكْثَرُ، وَإِنَّ الْبَذَاءَ، وَالْجَفَاءَ، وَالشُّحَّ، مِنَ النِّفَاقِ، وَهُنَّ مِمَّا يَزِدْنَ فِي الدُّنْيَا، وَيُنْقِصْنَ فِي الْآخِرَةِ، وَمَا يُنْقِصْنَ فِي الْآخِرَةِ أَكْثَرُ (سنن الدارمی) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حیاء اور عفت (یعنی پاک دامنی) اور کم گوئی (یعنی زبان کی خاموشی) نہ کہ دل کا سکوت اور فقہ (یعنی گہری سمجھ اندرونی بصیرت نہ کہ ظاہری حکمت ودانائی) کا تعلق ایمان سے ہے، اور یہ چیزیں آخرت میں (ثواب ودرجات اور مراتب میں) بڑھنے والی (اور پھلنے پھولنے والی) ہیں، اور دنیا (کے ظاہری منافع) میں ناقص وکوتاہ ہیں، اور جو چیزیں

---

[1] رقم الحدیث ۵۲۶، باب من رخص فی کتابة العلم.
قال حسین سلیم اسد الدارانی:
إسناده صحیح (حاشیة سنن الدارمی)
و قال الالبانی:
قلت: هذا إسناد جید، رجاله ثقات رجال البخاری؛ غیر المثنی هذا، وثقه جمع منهم ابن حبان ۷/۵۰۳، وسقط ذکره فی "التهذیبین ."وقال أبو حاتم ": صالح الحدیث ."وقال الحافظ فی "التقریب ":"لیس به بأس ."ثم روی الدارمی بإسناده المذکور عن أبی أسامة: حدثنی سلیمان بن المغیرة قال: قال أبو قلابة: خرج علینا عمر بن عبد العزیز لصلاة الظهر ومعه قرطاس، ثم خرج علینا لصلاة العصر وهو معه، فقلت له: یا أمیر المؤمنین! ما هذا الکتاب؟ قال: حدیث حدثنی به عون بن عبد الله؛ فأعجبنی؛ فکتبته؛ فإذا فیه هذا الحدیث .قلت: وهذا إسناد صحیح علی شرط البخاری (سلسلة الاحادیث الصحیحة، تحت رقم الحدیث ۳۳۸۱)

آخرت میں (ثواب ودرجات وغیرہ میں) زیادتی و بڑھوتری والی ہوں، وہ زیادہ ہونی چاہییں، اور بدگوئی اور جفاء اور شدید بخل کا تعلق نفاق سے ہے، اور یہ ان چیزوں میں سے ہے جو دنیا (کے ظاہری مادی منافع) میں اضافہ (ترقی و بڑھوتری لانے) والی ہیں، اور آخرت میں (ثواب کو) کم کرنے (اور گھٹانے) والی ہیں، اور جو چیزیں آخرت میں (ثواب کو) کم کرنے والی ہیں (افسوس) وہ زیادہ ہیں

(دارمی)

اس سے معلوم ہوا کہ شدید بخل اور مال کی حرص کا تعلق نفاق سے ہے، اور شدید بخل کا مطلب یہ ہے کہ جس میں مال کی ایسی محبت اور حرص ہو کہ دوسرے کا مال ناجائز اور بے جا طریقہ پر مثلاً چوری، ڈاکہ، غلط بیانی، ملاوٹ، ناپ تول میں کمی وغیرہ جیسے طریقوں سے بٹورا جائے، اور ان چیزوں کی آج کل بھرمار ہے، اللہ حفاظت فرمائے۔ [1]

بخل سے پناہ طلب کرنے کا حکم

حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ:

تَعَوَّذُوْا بِكَلِمَاتٍ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَعَوَّذُ بِهِنَّ: اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْجُبْنِ، وَأَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْبُخْلِ، وَأَعُوْذُ بِكَ مِنَ

---

[1] (ثلاث من الإيمان) أى من قواعد الإيمان وشواهد أهله (الحياء) بحاء مهملة ومثناة تحتية (والعفاف والعى) والمراد به (عى اللسان) عن الكلام عند الخصام (غير عى الفقه) أى الفهم فى الدين (والعلم) فإن العى عنهما ليس من أصل الإيمان بل محض النقص والخسران (وهن مما ينقصن من الدنيا) لأن أكثر الناس لا حياء عندهم فمن استحيا معهم ضيعوه والعفاف ليس من شأنهم فمن قصر منهم فى الخصام خصموه (و) هن (يزدن فى الآخرة) أى فى عمل الآخرة الذى لا معول عند كل ذى لب إلا عليه (وما يزدن فى الآخرة أكثر مما ينقصن من الدنيا) (وللآخرة خير لك من الأولى) (وثلاث من النفاق) أى من علامات النفاق وشأن أهله (البذاء والفحش) فى القول والفعل (والشح) الذى هو أشد البخل (وهن مما يزدن فى الدنيا) لكونهن طباع أهلها (وينقصن من الآخرة) لما فيهن من الوزر وارتكاب الإصر (وما ينقصن من الآخرة أكثر مما يزدن فى الدنيا) (فيض القدير للمناوى، تحت رقم الحديث ۳۴۷۴)

أَنْ أُرَدَّ إِلٰى أَرْذَلِ الْعُمُرِ، وَأَعُوْذُ بِکَ مِنْ فِتْنَةِ الدُّنْيَا، وَعَذَابِ الْقَبْرِ (بخاری) [1]

ترجمہ: تم ان کلمات کے ذریعہ پناہ طلب کیا کرو، جن کے ذریعہ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پناہ طلب کیا کرتے تھے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان کلمات کے ذریعہ سے پناہ طلب کیا کرتے تھے کہ:

اَللّٰهُمَّ إِنِّیْ أَعُوْذُ بِکَ مِنَ الْجُبْنِ، وَأَعُوْذُ بِکَ مِنَ الْبُخْلِ، وَأَعُوْذُ بِکَ مِنْ أَنْ أُرَدَّ إِلٰى أَرْذَلِ الْعُمُرِ، وَأَعُوْذُ بِکَ مِنْ فِتْنَةِ الدُّنْيَا، وَعَذَابِ الْقَبْرِ.

’’اے اللہ میں آپ کے ذریعے سے پناہ (وحفاظت) چاہتا ہوں، بزدلی سے، اور میں آپ کی پناہ (وحفاظت) چاہتا ہوں بخل سے اور میں آپ کی پناہ (وحفاظت) چاہتا ہوں کہ میں ناکارہ عمر تک پہنچوں اور میں آپ کی پناہ (وحفاظت) چاہتا ہوں دنیا کے فتنے سے اور قبر کے عذاب سے‘‘ (بخاری)

بخل کا مرض چونکہ اللہ کے نزدیک سخت بُرا مرض اور گناہ ہے، اس لئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم عذابِ قبر کے ساتھ ساتھ بخل سے پناہ طلب کیا کرتے تھے، اور یہ وہی کرسکتا ہے، جس کی نظر میں بخل گناہ ہو، اور اسے اس کے اللہ کی سخت ناراضگی کا ذریعہ ہونے کا ڈر ہو۔

قیامت کے قریب بخل کا عام ہونا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَتَقَارَبُ الزَّمَانُ، وَيَنْقُصُ الْعَمَلُ، وَيُلْقَى الشُّحُّ، وَيَكْثُرُ الْهَرْجُ قَالُوْا: وَمَا الْهَرْجُ؟ قَالَ: اَلْقَتْلُ

---

[1] رقم الحديث ٦٣٧٤، كتاب الدعوات، باب الاستعاذة من أرذل العمر، ومن فتنة الدنيا وفتنة النار.

Idara Ghufran

اَلْقَتْلُ (بخاری) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ (عنقریب) زمانہ قریب قریب ہوجائے گا (یعنی قیامت کے قریب زمانہ اور وقت جلدی جلدی گزرے گا اور اوقات کی برکت ختم ہوجائے گی) اور عمل ناقص (وکمزور) ہوجائے گا، اور شدید بخل (اور مال کی حرص لوگوں کے دلوں میں) ڈال دی جائے گی، اور ''ہرج'' کی کثرت ہوجائے گی، لوگوں نے عرض کیا کہ ''ہرج'' کیا ہے؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قتل، قتل (یعنی ایک دوسرے کو قتل کرنے کی کثرت ہوجائے گی) (بخاری)

اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ:

عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ: وَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ، لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى يَظْهَرَ الْفُحْشُ، وَالْبُخْلُ، وَيُخَوَّنَ الْأَمِيْنُ، وَيُؤْتَمَنَ الْخَائِنُ، وَتَهْلَكَ الْوُعُوْلُ، وَتَظْهَرَ التُحُوْتُ، قَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، وَمَا الْوُعُوْلُ وَالتُّحُوْتُ؟ قَالَ: اَلْوُعُوْلُ: وُجُوْهُ النَّاسِ وَأَشْرَافُهُمْ، وَالتُّحُوْتُ: اَلَّذِيْنَ كَانُوْا تَحْتَ أَقْدَامِ النَّاسِ لَا يُعْلَمُ بِهِمْ (موارد الظمآن إلى زوائد ابن حبان) [2]

---

[1] رقم الحديث ٦٠٣٧، كتاب الادب، باب حسن الخلق والسخاء، وما يكره من البخل.

[2] رقم الحديث ١٨٨٦، كتاب الفتن، باب فى امارات الساعة، مستدرک حاكم، رقم الحديث ٨٦٤٤.

قال الحاكم:

هذا حديث رواته كلهم مدنيون ممن لم ينسبوا إلى نوع من الجرح (مستدرک حاكم)

وقال حسين سليم الدارانى:

إسناده جيد، زفر بن عبد الرحمن بن أردک ترجمه البخارى فى الكبير ٣/ ٤٣١ ولكنه قال " :زفر بن يزيد بن عبد الرحمن بن أردک ."ولم يذكر فيه جرحاً ولا تعديلاً (حاشية موارد الظمآن)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں محمد کی جان ہے کہ قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک بے حیائی عام نہ ہو جائے اور بخل عام نہ ہو جائے، اور جب تک خائن کو امین اور امین کو خائن نہ سمجھا جانے لگے، اور ''وعول'' لوگوں کو ہلاک کر دیا جائے گا، اور ''تحوت'' لوگوں کی تعریف کی جائے گی، لوگوں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول ''وعول اور تحوت'' کیا ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''وعول'' معزز لوگ ہیں اور ''تحوت'' وہ لوگ ہیں جو نچلے لوگ ہوں جنہیں کوئی جانتا بھی نہ ہو (موارد)

پہلی روایت میں ''شح'' کا لفظ استعمال ہوا ہے، اور دوسری روایت میں اس کے بجائے ''بخل'' کا لفظ استعمال ہوا ہے، اور ''شح'' شدید بخل کو کہا جاتا ہے، جس میں مال کی ایسی حرص شامل ہو کہ جو مختلف فتنہ وفسادات کا سبب بنے۔ [1]

آج قیامت کے قرب کی یہ علامات اور نشانیاں مختلف شکلوں میں سامنے آ رہی ہیں، بخل کا مرض تو عام ہے ہی، جس میں بہت سے دیندار سمجھے جانے والے لوگ بھی مبتلا ہیں، اور بے حیائی بھی عام ہے، گھر گھر اور گلی گلی میں بے حیائی کے مناظر مختلف ذرائع ابلاغ پر سامنے آ رہے ہیں، اور امانت دار لوگوں کو خیانت کا مرتکب قرار دیا جاتا ہے، اور جو لوگ خیانت کرتے ہیں، انہیں امانت دار سمجھا جاتا ہے، شریف ومعزز لوگوں کو قتل وہلاک کر دیا جاتا ہے، اور کمینے اور نیچ قسم کے ارذل لوگوں کو بڑے بڑے عہدے اور لقب دیئے جاتے ہیں، سرکاری اور غیر سرکاری سطح پر اس طرح کی چیزیں بہت کثرت سے پائی جاتی ہیں، اللہ حفاظت فرمائے۔

---

[1] (والشح) الذی هو أشد البخل (التیسیر بشرح الجامع الصغیر، للمناوی، ج ۱، ص ۴۷۱، حرف الثاء)

(إیاکم والشح) الذی هو قلة الإفضال بالمال فهو فی المال خاصة أو عام ردیف البخل أو أشد وإذا صحبه حرص أو مع الواجب أو أکل مال الغیر أو العمل بالمعاصی کما سبق (فیض القدیر للمناوی، تحت رقم الحدیث ۲۹۰۶)

مرتے وقت صدقہ کی تمنا کرنا

سورہ منافقون میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

وَاَنۡفِقُوۡا مِنۡ مَّا رَزَقۡنٰكُمۡ مِّنۡ قَبۡلِ اَنۡ يَّاۡتِىَ اَحَدَكُمُ الۡمَوۡتُ فَيَقُوۡلَ رَبِّ لَوۡلَاۤ اَخَّرۡتَنِىۡۤ اِلٰٓى اَجَلٍ قَرِيۡبٍ فَاَصَّدَّقَ وَاَكُنۡ مِّنَ الصّٰلِحِيۡنَ (سورة المنافقون، رقم الآية ١٠)

ترجمہ: اور خرچ کرو اس میں سے جو ہم نے رزق دیا تم کو، اس سے پہلے کہ آئے تم میں سے کسی کو موت، پھر وہ کہے کہ اے میرے رب کیوں نہ مہلت دی مجھے تھوڑے سے وقت کے لئے، تاکہ میں صدقہ کر دیتا، اور ہو جاتا میں نیک کام کرنے والوں میں سے (سورہ منافقون)

اس آیت سے معلوم ہوا کہ زکاۃ وصدقہ نہ کرنے والے لوگ موت کے وقت زکاۃ وصدقہ ادا کرنے کی مہلت طلب کرتے ہیں، مگر جب زندگی کا وقت پورا ہو جائے، پھر مہلت نہیں ملا کرتی۔

اس لئے زندگی کی قدر کرتے ہوئے موت سے پہلے زکاۃ وصدقہ کی ادائیگی کا اہتمام کرنا چاہئے۔ [1]

صدقہ پر ملنے والا اَجر وثواب سات سو گنا تک ہوتا ہے

قرآن وسنت سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے شرعی صدقہ کا ثواب سات سو گنا تک بڑھا کر عطا کیا جاتا ہے۔

---

[1] (وأنفقوا) فى الزكاة (من ما رزقناكم من قبل أن يأتى أحدكم الموت فيقول رب لولا) بمعنى هلا، أو لا زائدة ولو للتمنى (أخرتنى إلى أجل قريب فأصدق) بإدغام التاء فى الأصل فى الصاد أتصدّق بالزكاة (وأكن من الصالحين) بأن أحج، قال ابن عباس رضى الله عنهما: ما قصر أحد فى الزكاة والحج إلا سأل الرجعة عند الموت (تفسير الجلالين، سورة المنافقون، رقم الآية ١٠)

Idara Ghufran

چنانچہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

مَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ أَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ أَنْبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِيْ كُلِّ سُنْبُلَةٍ مِائَةُ حَبَّةٍ وَاللهُ يُضَاعِفُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَاللهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ (سورة البقرة، رقم الآية ٢٦١)

ترجمہ: ان لوگوں کی مثال جو خرچ کرتے ہیں اپنے اموال اللہ کے راستے میں، ایسی مثال ہے، جیسے ایک دانہ اگائے سات بالیں، ہر بالی میں سو دانے ہوں، اور اللہ اضافہ کر دیتا ہے جس کے لئے چاہتا ہے، اور اللہ وسعت والا، بڑے علم والا ہے (سورہ بقرہ)

فائدہ: اس آیت سے اللہ کے راستہ میں خرچ کرنے اور زکاۃ وصدقہ کرنے کی فضیلت معلوم ہوئی کہ اللہ تعالیٰ اس کا ثواب بہت زیادہ بڑھا چڑھا کر عطا فرماتا ہے، جو کہ سات سو گنا تک ہوتا ہے، جس طرح ایک دانے سے سات بالیں، اور ہر بالی میں سو دانے ہوں، جن کا مجموعہ سات سو بنتا ہے، بس اسی طرح اللہ تعالیٰ صدقہ پر سات سو گنا تک بڑھا کر ثواب عطا فرماتا ہے۔ [1]

صدقہ کو اللہ بڑھاتا ہے

قرآن وسنت ہی سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ شرعی صدقات کو اللہ بہت زیادہ بڑھاتا ہے۔

---

[1] (مثل) صفة نفقات (الذين ينفقون أموالهم فى سبيل الله) أى طاعته (كمثل حبة أنبتت سبع سنابل فى كل سنبلة مائة حبة) فكذلك نفقاتهم تضاعف لسبعمائة ضعف (والله يضاعف) أكثر من ذلك (لمن يشاء والله واسع) فضله (عليم) بمن يستحق المضاعفة(تفسير الجلالين، سورة البقرة، رقم الآية ٢٦١)

مثل الذين ينفقون أموالهم فى سبيل الله قيل أراد به الإنفاق فى الجهاد وقيل هو الإنفاق فى جميع أبواب الخير ووجوه البر فيدخل فيه الواجب والتطوع، وفيه إضمار تقديره مثل صدقات الذين ينفقون أموالهم فى سبيل الله كمثل حبة أى كمثل زارع حبة أنبتت يعنى أخرجت تلك الحبة سبع سنابل جمع سنبلة فى كل سنبلة مائة حبة (تفسير الخازن، ج ا ص١٩٨، سورة البقرة، رقم الآية ٢٦١)

چنانچہ سورہ بقرہ میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

يَمْحَقُ اللّٰهُ الرِّبَا وَيُرْبِي الصَّدَقَاتِ (سورة البقرة، رقم الآية ٢٧٦)

ترجمہ: مٹاتا ہے اللہ سود کو، اور بڑھاتا ہے صدقات کو (سورہ بقرہ)

فائدہ: مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ رباوسود کو گھٹاتا اور کم کرتا ہے، اور اس کی برکت کو ختم کردیتا اور اڑادیتا ہے، اور اس کے مقابلے میں صدقہ کو بڑھاتا ہے، اور یہ بڑھوتری اجروثواب کے اعتبار سے بھی ہوتی ہے، اور دنیا میں مختلف طریقوں سے برکت کے اعتبار سے بھی۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ جس طرح اللہ تعالیٰ سود وربا کو گھٹاتا اور کم کرتا ہے، اور اس کی برکت کو ختم کرتا ہے، تو اس کے مقابلے میں صدقات کو اجروثواب کے اعتبار سے بڑھاتا رہتا ہے۔ [1]

اور سورہ توبہ میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

أَلَمْ يَعْلَمُوْا أَنَّ اللّٰهَ هُوَ يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ وَيَأْخُذُ الصَّدَقَاتِ وَأَنَّ اللّٰهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ (سورة التوبة، رقم الآية ١٠٤)

ترجمہ: کیا نہیں جانتے یہ لوگ کہ بلاشبہ اللہ ہی قبول کرتا ہے توبہ، اور صدقات کو لیتا ہے، اور بلاشبہ اللہ ہی بہت زیادہ توبہ قبول کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے (سورہ توبہ)

فائدہ: اس آیت سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ صدقات کو خصوصی اہمیت کے ساتھ قبول فرماتا ہے، اور اس سے پہلی آیت سے معلوم ہوچکا کہ اس کی برکت اور اس کے اجروثواب کو اللہ اپنے خصوصی قرب اور فضل وکرم کے ذریعہ بڑھاتا بھی ہے۔ [2]

---

[1] (يمحق الله الربا) ينقصه ويذهب بركته (ويربى الصدقات) يزيدها وينمّيها ويضاعف ثوابها (والله لا يحب كل كفار) بتحليل الربا (أثيم) فاجر بأكله أى يعاقبه (تفسير الجلالين، سورة البقرة، تحت رقم الآية ٢٧٦)

[2] والمختار عندى أن المراد بأخذ الصدقات الاعتناء بأمرها ووقوعها عنده سبحانه موقعاً حسناً، وفى التعبير به ما لا يخفى من الترغيب. وقد أخرج عبد الرزاق عن أبى هريرة أن الله تعالى يقبل الصدقة إذا كانت من طيب ويأخذها بيمينه وإن الرجل ليتصدق بمثل اللقمة فيربيها له كما

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

مَا تَصَدَّقَ رَجُلٌ بِصَدَقَةٍ إِلَّا وَقَعَتْ فِيْ يَدِ اللهِ قَبْلَ أَنْ تَقَعَ فِيْ يَدِ السَّائِلِ ، وَهُوَ يَضَعُهَا فِيْ يَدِ السَّائِلِ، ثُمَّ قَرَأَ عَبْدُ اللهِ (أَلَمْ يَعْلَمُوْا أَنَّ اللهَ هُوَ يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ وَيَأْخُذُ الصَّدَقَاتِ) (الاموال للقاسم بن سلام) [1]

ترجمہ: جو کوئی بھی آدمی (ایمان کی حالت میں اخلاص کے ساتھ) صدقہ کرتا ہے، تو وہ مستحق کے ہاتھ میں پہنچنے سے پہلے اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں پہنچتا ہے، حالانکہ ظاہر میں صدقہ کرنے والا مستحق کے ہاتھ میں رکھتا ہے، پھر حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے یہی سورۂ توبہ کی آیت تلاوت فرمائی کہ:

أَلَمْ يَعْلَمُوْا أَنَّ اللهَ هُوَ يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ وَيَأْخُذُ الصَّدَقَاتِ.

کیا نہیں جانتے یہ لوگ کہ بلا شبہ اللہ ہی قبول کرتا ہے توبہ، اور صدقات کو لیتا ہے

(الاموال)

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

يربى أحدكم فصيله أو مهره فتربو فى كف الله تعالى حتى تكون مثل أحد .وأخرج الدارقطنى فى الأفراد عن ابن عباس قال :قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : "تصدقوا فإن أحدكم يعطى اللقمة أو الشىء فيقع فى يد الله عز وجل قبل أن يقع فى يد السائل ثم تلا هذه الآية . "وفى بعض الروايات ما يدل على أنه ليس هناك أخذ حقيقة ، فقد أخرج ابن المنذر .وغيره عن أبى هريرة قال :قال رسول الله صلى الله عليه وسلم " :والذى نفسى بيده ما من عبد يتصدق بصدقة طيبة من كسب طيب ولا يقبل الله تعالى إلا طيباً ولا يصعد إلى السماء إلا طيب فيضعها فى حق إلا كانت كأنما يضعها فى يد الرحمن فيربيها له كما يربى أحدكم فلوه أو فصيله حتى ان اللقمة أو التمرة لتأتى يوم القيامة مثل الجبل العظيم " .وتصديق ذلك فى كتاب الله تعالى ألم يعلموا ان الله هو يقبل التوبة الآية .و (ءالَ) فى الصدقات يحتمل أن تكون عوضاً عن المضاف إليه أى صدقاتهم وإن تكون للجنس أى جنس الصدقات المندرج فيه صدقاتهم اندراجاً أولياً وهو الذى يقتضيه ظاهر الأخبار (تفسير روح المعانى للآلوسى، ج٦ ص١٦ ،سورة التوبة، رقم الآية ١٠٤)

[1] رقم الحديث ٩٠١، كتاب الصدقة واحكامها وسننها، باب فضائل الصدقة والثواب فى إعطائها.

Idara Ghufran

اور احادیث سے بھی اس مضمون کی تائید ہوتی ہے۔

چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا تَصَدَّقَ أَحَدٌ بِصَدَقَةٍ مِنْ طَيِّبٍ -وَلَا يَقْبَلُ اللهُ إِلَّا الطَّيِّبَ - إِلَّا أَخَذَهَا الرَّحْمٰنُ بِيَمِيْنِهٖ وَإِنْ كَانَتْ تَمْرَةً فَتَرْبُوْ فِيْ كَفِّ الرَّحْمٰنِ حَتّٰى تَكُوْنَ أَعْظَمَ مِنَ الْجَبَلِ كَمَا يُرَبِّى أَحَدُكُمْ فَلُوَّهٗ أَوْ فَصِيْلَهٗ (مسلم) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص بھی حلال و پاکیزہ مال سے صدقہ کرتا ہے، اور اللہ تو حلال اور پاکیزہ ہی صدقہ کو قبول فرماتا ہے، تو رحمٰن (گویا کہ) اس کو اپنے دائیں (ہاتھ) سے قبول فرماتا ہے، اگرچہ وہ ایک چھوارہ (اور کھجور یا اس کے برابر کوئی دوسری چیز) ہی کیوں نہ ہو، پھر وہ صدقہ (اللہ) رحمٰن کے ہاتھ میں تربیت پاتا (اور بڑھتا ہے) یہاں تک کہ وہ پہاڑ سے بھی زیادہ بڑا ہوجاتا ہے، جس طرح سے تم میں سے کوئی اپنے گھوڑے یا اپنے اونٹ کے بچے کی تربیت و پرورش کرتا ہے (مسلم، نسائی، ترمذی، مسند احمد)

اور بخاری شریف کی ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ تَصَدَّقَ بِعَدْلِ تَمْرَةٍ مِنْ كَسْبٍ طَيِّبٍ وَلَا يَقْبَلُ اللهُ إِلَّا الطَّيِّبَ وَإِنَّ اللهَ يَتَقَبَّلُهَا بِيَمِيْنِهٖ ثُمَّ يُرَبِّيْهَا لِصَاحِبِهٖ كَمَا يُرَبِّىْ أَحَدُكُمْ فَلُوَّهٗ حَتّٰى تَكُوْنَ مِثْلَ

---

[1] رقم الحديث ٦٣ "١٠١٤"، كتاب الزكاة، باب قبول الصدقة من الكسب الطيب وتربيتها، نسائى، رقم الحديث ٢٥٢٥، ترمذى، رقم الحديث ٦٦١، مسند أحمد، رقم الحديث ١٠٩٤٥.

قال شعيب الارنؤوط:

إسناده صحيح على شرط الشيخين (حاشية مسند احمد)

الْجَبَلِ (بخاری) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے ایک چھوارے کے برابر پاکیزہ اور حلال کمائی سے صدقہ کیا، اور اللہ تو حلال و پاکیزہ صدقہ ہی قبول فرماتا ہے، تو اللہ اس صدقہ کو (گویا کہ) اپنے دائیں (ہاتھ) سے قبول فرماتا ہے، پھر اس کی صدقہ دینے والے کے لئے اس طرح تربیت کرتا (اور بڑھاتا ہے) جس طرح کہ تم میں سے کوئی بچھڑے (گھوڑے وغیرہ کے بچے) کی تربیت و پرورش کرتا ہے، یہاں تک کہ وہ صدقہ پہاڑ کے مثل (بڑا) ہو جاتا ہے (بخاری، مسند احمد)

یعنی اللہ تعالیٰ اخلاص کے ساتھ دیئے ہوئے صدقہ کو بڑھاتا رہتا ہے، خواہ تھوڑی سی چیز کیوں نہ ہو، اور قیامت کے دن اس صدقہ کا اَجر وثواب اسی عظیم صورت میں حاصل ہوگا۔ [2]

---

[1] رقم الحديث ١٤١٠، كتاب الزكاة، باب الصدقة من كسب طيب، مسند احمد، رقم الحديث ٨٣٨١.

قال شعيب الارنؤوط:

إسناده صحيح على شرط الشيخين(حاشية مسند احمد)

[2] قوله صلى الله عليه وسلم من تصدق بصدقة من كسب طيب يريد حلالا ولا يقبل الله إلا الحلال يريد -والله أعلم- أن من تصدق بصدقة من الحرام فإنه غير مأجور عليها بل هو مأثوم فيه حين لم يرده إلى مستحقه ، وقوله صلى الله عليه وسلم ولا يقبل الله عز وجل إلا طيبا معناه -والله أعلم- أن يعتد له بها صدقة ويريد أن يثيبه عليها ، وقوله صلى الله عليه وسلم كان إنما يضعها فى كف الرحمن يحتمل أن يريد عظم إثابة الله عز وجل له عليها وحفظه لها ، وكف الرحمن سبحانه وتعالى بمعنى يمينه وقوله صلى الله عليه وسلم فيربيها له كما يربى أحدكم فلوه يريد أن الله عز وجل ينمى الصدقة بتضعيف أجرها كما ينمى الإنسان الفلو وهو أنثى ولد الخيل من ذكور الحمر أو فصيله وهو ولد الناقة ؛ لأن هذا مما جرت عادة الناس بتنميته بالتربية ورجاء زيادته ، وقوله صلى الله عليه وسلم حتى يكون مثل الجبل يريد -والله أعلم- يبلغ بتنمية الله عز وجل أن يكون ثوابها كالجبل قال الله عز وجل مثل الذين ينفقون أموالهم فى سبيل الله كمثل حبة أنبتت سبع سنابل فى كل سنبلة مائة حبة ، والله يضاعف لمن يشاء ، والله واسع عليم (المنتقىٰ شرح المؤطا، ج٧ص ٣١٩، كتاب الجامع، باب ما جاء فى صفة جهنم)

(وعنه قال :قال رسول الله :من تصدق بعدل تمرة) قال الحافظ فى الفتح :أى بقيمتها لأنه بالفتح المثل، وبالكسر الحمل بكسر المهملة هذا قول الجمهور .وقال الفراء بالفتح :المثل من غير

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اور مسند احمد کی ایک روایت کے آخر میں یہ بھی ہے کہ:

وَقَالَ وَكِيعٌ فِیْ حَدِيْثِهٖ وَتَصْدِيْقُ ذٰلِكَ فِیْ كِتَابِ اللهِ (وَهُوَ الَّذِیْ يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ) (وَيَأْخُذُ الصَّدَقَاتِ) وَ (يَمْحَقُ اللّٰهُ الرِّبَا وَيُرْبِی الصَّدَقَاتِ) (مسند احمد، رقم الحديث ۱۰۰۸۸) [1]

ترجمہ: (اور اس حدیث کے راوی) وکیع نے اس حدیث کے آخر میں یہ بھی فرمایا کہ اس کی تصدیق اللہ کی کتاب میں بھی ان آیات میں موجود ہے کہ:

"وَهُوَ الَّذِیْ يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ. وَيَأْخُذُ الصَّدَقَاتِ"

اور **"يَمْحَقُ اللّٰهُ الرِّبَا وَيُرْبِی الصَّدَقَاتِ"**

"اللہ ہی اپنے بندوں کی توبہ کو قبول فرماتا ہے، اور صدقات کو لیتا ہے"

"مٹاتا ہے اللہ سود کو، اور بڑھاتا ہے صدقات کو" (مسند احمد)

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

جنسه، وبالكسر من جنسه، وقيل :بالفتح مثله فى القيمة وبالكسر الشطر، وأنكر البصريون هذه التفرقة، وقال الكشاف :هما بمعنى، كما أن لفظ المثل لا يختلف، وضبط فى هذه الرواية الأكثر بالفتح والتمرة بالمثناة، ولفظ مسلم :ما تصدق أحد بصدقة (من كسب طيب) أى خلال خال عن الغشّ والخديعة، وقوله :(ولا يقبل الله إلا الطيب) جملة معترضة بين الشرط والجزاء لتقرير ما قبله، وفى رواية سليمان ابن بلال التى أشار إليها البخارى :ولا يصعد إلى الله إلا الطيب قال القرطبى :وإنما لم يقبل الله الصدقة بالحرام لأنه غير مملوک للمتصدق، وهو ممنوع من التصرف فيه والتصدق به تصرف فيه، فلو قبل لزم أن يكون الشىء مأموراً ومنهياً من وجه واحد وهو محال (دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين، ج۴ص ۵۴۵، ،باب الكرم والجود)

(كما يربى أحدكم فلوه أو فصيله) قال أهل اللغة الفلو المهر سمى بذلک لأنه فلى عن أمه أى فصل وعزل والفصيل ولد الناقة إذا فصل من إرضاع أمه فعيل بمعنى مفعول كجريح وقتيل بمعنى مجروح ومقتول وفى الفلو لغتان فصيحتان أفصحهما وأشهرهما فتح الفاء وضم اللام وتشديد الواو والثانية كسر الفاء وإسكان اللام وتخفيف الواو قوله صلى الله عليه وسلم (فلوه أو قلوصه) هى بفتح القاف وضم اللام وهى الناقة الفتية ولايطلق على الذكر (شرح النووى على مسلم، ج۷ص ۹۹، كتاب الزكاة، باب بيان أن اسم الصدقة يقع على كل نوع من المعروف، تحت رقم الحديث ٦٣"۱۰۱۴")

[1] قال شعيب الارنؤوط: حديث صحيح، وهذا إسناد حسن فى المتابعات (حاشية مسند احمد)

خلاصہ یہ کہ اللہ تعالیٰ اخلاص کے ساتھ ادا کیئے ہوئے صدقہ اور اس کے اجر وثواب کو بڑھاتا ہے، اور اس کی اچھے طریقہ پر نگرانی و تربیت کرتا ہے، خواہ وہ تھوڑی مقدار میں کیوں نہ ہو، اور وہ بندے کو قیامت کے دن عظیم ثواب کی شکل میں حاصل ہوگا، اس لئے ہر مومن کو صدقہ کا اہتمام کرنا چاہئے، اور زیادہ توفیق نہ ہو، تو تھوڑے بہت صدقہ کو حقیر سمجھ کر نظر انداز نہیں کرنا چاہئے۔

صدقہ، ایمان کی دلیل ہے

حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلطُّهُوْرُ شَطْرُ الْإِيْمَانِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ تَمْلَأُ الْمِيْزَانَ وَسُبْحَانَ اللهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ تَمْلَآنِ أَوْ تَمْلَأُ مَا بَيْنَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَالصَّلَاةُ نُوْرٌ وَالصَّدَقَةُ بُرْهَانٌ وَالصَّبْرُ ضِيَاءٌ وَالْقُرْآنُ حُجَّةٌ لَكَ أَوْ عَلَيْكَ كُلُّ النَّاسِ يَغْدُوْ فَبَايِعٌ نَفْسَهُ فَمُعْتِقُهَا أَوْ مُوبِقُهَا (مسلم) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پاکی نصف (یعنی آدھا) ایمان ہے، اور ''الحمدللہ'' میزانِ عمل کو پُر کر دیتا ہے، اور ''سبحان اللہ'' اور ''الحمدللہ'' دونوں میزانِ عمل کو بھر دیتے ہیں، یا یہ فرمایا کہ زمین اور آسمانوں کے درمیانی حصہ کو بھر دیتے ہیں، اور نماز (دل اور قبر وحشر میں) نور ہے، اور صدقہ برہان (یعنی واضح حجت ودلیل) ہے، اور صبر روشنی ہے، اور قرآن آپ کے حق میں یا آپ کے خلاف حجت ہے، تمام لوگ اس حال میں صبح کرتے ہیں کہ وہ اپنے آپ کی بیع کرتے ہیں، پھر کوئی اپنے آپ کو (نیک اعمال کر کے عذاب سے) آزاد

---

[1] رقم الحديث ٢٢٣ "١"، كتاب الطهارة، باب فضل الوضوء.

کرالیتا ہے، یا اپنے آپ کو (گناہ کر کے عذاب میں گرفتار و) ہلاک کرالیتا ہے

(مسلم)

اس حدیث میں فرمایا گیا کہ صدقہ برہان ہے، برہان ایسی دلیل اور حجت کو کہا جاتا ہے، جو کہ بالکل ظاہر اور مستحکم ہو، صدقہ دراصل ایمان اور محبتِ الٰہی کی واضح دلیل ہے، کیونکہ صدقہ کرنے سے دل کا تعلق مال اور دنیا سے ہٹ کر اللہ تعالیٰ اور آخرت کی طرف ہوجاتا ہے، گویا کہ صدقہ حبِ مال (یعنی مال کی محبت) کا علاج ہے، نیز صدقہ کا عمل وہی شخص کرتا ہے، جس کے دل میں اللہ و آخرت کی محبت ہو، اور صدقہ کرنے والے کے حق میں بروزِ قیامت یہ ایمان کی واضح دلیل بنے گا، جبکہ صدقہ اخلاص کے ساتھ اور شرعی طریقہ پر ہو۔ [1]

صدقہ، گناہوں کی معافی اور پاکی کا ذریعہ ہے

احادیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ صدقہ سے انسان کو پاکی حاصل ہوتی ہے، یعنی اس کے گناہ معاف ہوتے ہیں۔

چنانچہ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ کو فرمایا کہ:

وَالصَّدَقَةُ تُطْفِءُ الْخَطِيئَةَ كَمَا يُطْفِءُ الْمَاءُ النَّارَ (مسند احمد، رقم الحديث ١٤٧٤٦) [2]

---

[1] (والصدقة برهان) حجة جليلة على إيمان صاحبها أو أنه على الهدى أو الفلاح أو لكون الصدقة تنجيه عند الحساب كما تنجي الحجة عند المحاكمة وقال القزويني :الصدقة برهان على جزم المتصدق بوجود الآخرة وما تتضمنه من المجازات لأن المال محبوب للنفوس المنصفة بالخواص الطبيعية فلا يقدر على بذل المال ما لم يصدق بانتفاعها فيما بعد بثمرات ما يبذله وفوزها بالعوض وحصول السلامة من ضرر متوقع بسبب فعل قرنت به عقوبة (فيض القدير شرح الجامع الصغير من أحاديث البشير النذير تحت رقم الحديث ٥٣٤٣)

[2] قال شعيب الارنؤوط:

إسناده قوی علی شرط مسلم (حاشية مسند احمد)

ترجمہ: اور صدقہ گناہوں کو اس طرح بجھا دیتا ہے جس طرح پانی آگ کو بجھا دیتا ہے (مسند احمد)

اور حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: سَأُنَبِّئُكَ بِأَبْوَابٍ مِّنَ الْخَيْرِ: اَلصَّوْمُ جُنَّةٌ، وَالصَّدَقَةُ تُطْفِئُ الْخَطِيئَةَ كَمَا يُطْفِئُ الْمَاءُ النَّارَ (مسند احمد، رقم الحديث ٢٢١٣٣) [1]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عنقریب میں آپ کو خیر کے دروازوں کی خبر دوں گا (پھر فرمایا کہ) روزہ (گناہوں سے) ڈھال ہے، اور صدقہ گناہوں کو اس طرح بجھا دیتا ہے جس طرح پانی آگ کو بجھا دیتا ہے (مسند احمد)

اس طرح کا مضمون حضرت انس رضی اللہ عنہ کی ایک روایت میں بھی کچھ اضافہ کے ساتھ آیا ہے۔

مگر اس روایت کی سند کو بعض اہلِ علم حضرات نے شدید ضعیف قرار دیا ہے۔ [2]

---

[1] قال شعيب الارنؤوط:
حديث صحيح بطرقه وشواهده (حاشية مسند احمد)

[2] أن رسول الله صلى الله عليه وسلم، قال :الحسد يأكل الحسنات، كما تأكل النار الحطب، والصدقة تطفىء الخطيئة، كما يطفىء الماء النار، والصلاة نور المؤمن، والصيام جنة من النار (ابن ماجه رقم الحديث ٤٢١٠، كتاب الزهد، باب الحسد)

قال شعيب الارنؤوط:
إسناده ضعيف جدا، عيسى بن أبى عيسى الحفاظ متروك .لكن لمعظمه ما يشهد له مفرقا .ابن أبى فديك :هو محمد بن إسماعيل.
وأخرجه أبو يعلى (٣٦٥٥)و(٣٦٥٦)وابن عدى فى ترجمة عيسى من "الكامل ١٨٨٧/٥"، والقضاعى فى "مسند الشهاب(١٥٤٩) "والخطيب فى "موضح أوهام الجمع والتفريق ١٤٦/١ "من طريقين عن عيسى الحفاظ، بهذا الإسناد .ورواية أبى يعلى الأولى مختصرة بقوله" :الصلاة نور المؤمن"، ورواية القضاعى مختصرة بقطعة الحسد.
وأخرجه ابن عدى فى "ترجمة واقد بن سلامة من "الكامل٢٥٥٤/٧"، وابن عبد البر

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

لیکن چونکہ صدقہ کے ذریعہ سے گناہ معاف ہونے کا ذکر دیگر صحیح احادیث میں آیا ہے، جن سے معلوم ہوتا ہے کہ شرعی صدقہ سے انسان کے گناہ معاف ہوجاتے ہیں، اگرچہ صغیرہ گناہ معاف ہوتے ہوں، اس لئے ہر مومن کو اپنی اپنی حسبِ حیثیت ذوق وشوق سے اخلاص کے ساتھ اور شرعی تقاضوں کے مطابق صدقہ کا اہتمام کرنا چاہئے۔

صدقہ، شیطان سے خلاصی کا ذریعہ ہے

حضرت بریدہ اسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا يُخْرِجُ رَجُلٌ شَيْئًا مِّنَ الصَّدَقَةِ حَتّٰى يَفُكَّ عَنْهَا لَحْيَىْ سَبْعِيْنَ شَيْطَانًا (مسند احمد) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو آدمی کسی چیز کا صدقہ نکالتا ہے،

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

فی "التمهید ٦/١٢٣ - ١٢٤ "من طریقین عن یزید الرقاشی، عن أنس .ویزید ضعیف. ورواية ابن عبد البر مختصرة بقطعة الحسد.

وأخرج قطعة الحسد منه الخطیب فی "التاریخ ٢/٢٢٧"من طریق قتادة، عن أنس. وإسناده ضعیف.

وأخرج قوله" :الحسد یطفء نور الحسنات "أبو داود(٤٩٠٤)من طریق سهل ابن أبی أمامة، عن أنس .وإسناده حسن فی المتابعات والشواهد(حاشية سنن ابنِ ماجه)

[1] رقم الحدیث ٢٢٩٦٢ ،مستدرک حاکم، رقم الحدیث ١٥٢١، مسند البزار رقم الحدیث ٤٤٥٦.

قال الهیثمی:

رواه أحمد والبزار والطبرانی فی الاوسط ورجاله ثقات .(مجمع الزوائد ج٣ص ١٠٩ ،باب ارغام الشیطان بالصدقة)

وقال الحاکم:

هذا حدیث صحیح علی شرط الشیخین ، ولم یخرجاه(حواله بالا)

وقال شعیب الارنؤوط:

رجاله ثقات رجال الشیخین غیر أن الأعمش -وهو سلیمان بن مهران -لم یسمع من ابن بریدة فیما یظن أبو معاویة -وهو محمد بن خازم الضریر -فی هذا الحدیث(حاشية مسند احمد)

Idara Ghufran

تو وہ اس صدقہ کے ذریعہ سے ستر شیاطین کے جبڑوں سے خلاصی پالیتا ہے (مسند احمد)

مذکورہ حدیث کی سند کو بعض حضرات نے ضعیف کہا ہے، لیکن اس کی تائید بعض دوسری روایات سے ہوتی ہے۔ [1]

مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے شریعت کے مطابق کئے جانے والے صدقہ سے شیطانوں کی دسترس سے مومن کی غیر معمولی حفاظت ہوتی ہے، لہٰذا صدقہ، شیطان سے حفاظت وخلاصی کا بھی ذریعہ ہے۔ [2]

---

[1] چنانچہ مذکورہ حدیث کے بارے میں محدثین کا کہنا یہ ہے کہ اس کے رجال تو ثقہ ہیں، لیکن اعمش کا ابنِ بریدہ سے سماع ثابت نہیں، جس کی وجہ سے اس حدیث کی سند میں انقطاع پایا جاتا ہے۔

لیکن ایک تو مصنف ابنِ ابی شیبہ اور بیہقی وغیرہ میں حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے موقوفاً بھی یہ مضمون ایک اور سند کے ساتھ مروی ہے، دوسرے ابنِ بشران نے اپنی امالی میں حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ کی جو حدیث روایت کی ہے، اس میں اعمش اور ابنِ بریدہ کے درمیان عبداللہ بن سائب کا واسطہ پایا جاتا ہے۔

أخبرنا الشيخ الإمام الحافظ أبو طاهر :أحمد بن محمد بن أحمد بن محمد بن إبراهيم السلفي الأصبهاني، أبنا الحاجب أبو الحسن :على بن محمد بن العلاف المقرء، ثنا أبو القاسم :عبد الملك بن محمد بن عبد الله بن بشران المعدل، ثنا أبو سهل :أحمد بن محمد بن عبد الله بن زياد، ثنا زكريا بن يحيى :أبو يحيى الناقد، ثنا محمد بن جعفر الفيدى، ثنا أبو معاوية، عن الأعمش، عن عبد الله بن السائب، عن ابن بريدة، عن أبيه، قال :قال رسول الله ,صلى الله عليه وسلم :لا يخرج رجل شيئا من الصدقة حتى يفك عنها لحيى سبعين شيطانا(أمالى ابن بشران،رقم الحديث ١٦٥١)

عن راشد بن الحارث، عن أبى ذر ، قال :ما على الأرض من صدقة تخرج ، حتى يفك عنها لحيا سبعين شيطانا ، كلهم ينهاه عنها .(مصنف ابنِ ابى شيبة ،رقم الحديث ٩٩٠٥)

عن راشد بن الحارث، عن أبى ذر، قال " :ما خرجت صدقة يعنى يفك عنها لحيى سبعين شيطانا كلهم ينهى عنها "، هكذا موقوفا(شعيب الايمان للبيهقى، رقم الحديث ٣٢٠٠)

[2] (ما يخرج رجل) أى انسان (شيأ من صدقة حتى يفك عنها لحى سبعين شيطانا) لان الصدقة انما يقصد بها ابتغاء رضا الله والشياطين بصدد منع الآدمى من ذلك (حم ك عن بريدة) باسناد صحيح(التيسير بشرح الجامع الصغير للمناوى ، ج ٢ ص ٣٧٠، حرف الميم)

صدقہ، اللہ کے غضب سے حفاظت کا ذریعہ ہے

حضرت معاویہ بن حیدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: إِنَّ صَدَقَةَ السِّرِّ تُطْفِيءُ غَضَبَ الرَّبِّ(المعجم الكبير للطبراني رقم الحديث ١٠١٨، ج١٩ص ٤٢١) ؎١

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ چھپ کر صدقہ کرنا، رب تعالیٰ کے غضب کو بجھا دیتا ہے (طبرانی)

اس قسم کی اور بھی روایات ہیں۔ ؎٢

البتہ اس سلسلہ کی بعض روایات کی سندیں ضعیف ہیں۔ ؎٣

؎١ قال المنذري: رواه الطبراني في الكبير وفيه صدقة بن عبد الله السمين ولا بأس به في الشواهد (الترغيب والترهيب،تحت رقم الحديث ١٣١٦)

؎٢ عن أم سلمة، قالت :قال رسول الله صلى الله عليه وسلم :صنائع المعروف تقي مصارع السوء ، والصدقة خفيا تطفء غضب الرب، وصلة الرحم زيادة في العمر، وكل معروف صدقة، وأهل المعروف في الدنيا أهل المعروف في الآخرة، وأهل المنكر في الدنيا أهل المنكر في الآخرة، وأول من يدخل الجنة أهل المعروف.
لا يروى هذا الحديث عن أم سلمة إلا بهذا الإسناد، تفرد به :عبيد الله بن الوليد الوصافي (المعجم الاوسط للطبراني، رقم الحديث ٦٠٨٦)

قال الهيثمي: رواه الطبراني في الأوسط، وفيه عبيد الله بن الوليد الوصافي، وهو ضعيف(مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ٤٦٣٩،باب صدقة السر)

عن أبي أمامة قال :قال رسول الله صلى الله عليه وسلم :صنائع المعروف تقي مصارع السوء ، وصدقة السر تطفء غضب الرب، وصلة الرحم تزيد في العمر(المعجم الكبير للطبراني رقم الحديث ٨٠١٤)

قال الهيثمي:رواه الطبراني في الكبير وإسناده حسن(مجمع الزوائد ج٣ص ١١٥، تحت رقم الحديث ٤٦٣٧)

وقال المنذري: رواه الطبراني في الكبير بإسناد حسن (الترغيب والترهيب، تحت رقم الحديث ٨٨٩)

؎٣ عن أبي جعفر محمد بن علي قال :قلنا لعبد الله بن جعفر، حدثنا بما سمعت من رسول الله صلى الله عليه وسلم ورأيت منه، ولا تحدثنا عن غيرك، وإن كان ثقة قال :

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اور چھپ کر صدقہ کرنے کی قید اخلاص کو ملحوظ رکھنے کے لئے ہے۔ ۲

بہر حال اخلاص کے ساتھ صدقہ کے ذریعہ اللہ کے غضب سے حفاظت ہونے کا مضمون کئی روایات سے ثابت ہونے کی وجہ سے قابلِ اعتبار ہے۔ ۳

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول :ما بين السرة إلى الركبة عورة .وسمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول :الصدقة تطفء غضب الرب(المعجم الاوسط للطبرانی، رقم الحديث ۷۷۶۱، المعجم الصغير للطبرانی، رقم الحديث ۱۰۳۴)

قال الهيثمی:رواه الطبرانی فی الصغير والأوسط، وفيه أصرم بن حوشب، وهو ضعيف(مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ۴۶۳۸،باب صدقة السر)

عن أنس بن مالک قال :قال رسول الله صلى الله عليه وسلم :إن الصدقة لتطفء غضب الرب وتدفع ميتة السوء (سنن الترمذی،رقم الحديث ۶۶۴،ابواب الزكاة،باب ماجاء فی فضل الصدقة،صحيح ابنِ حبان رقم الحديث ۳۳۰۹)

قال الترمذی: هذا حديث حسن غريب من هذا الوجه.

وقال شعيب الارنؤوط:إسناده ضعيف، عبد الله بن عيسى الخزاز ضعيف كما فی "التقريب"، والحسن قد عنعنه(حاشية صحيح ابنِ حبان)

عن سعد بن إسحاق بن كعب بن عجرة، عن أبيه، عن جده، أن النبی صلى الله عليه وسلم قال :يا كعب بن عجرة الناس غاديان فمشتر نفسه فمعتقها وبائع نفسه فمهلكها : يا كعب بن عجرة الصلاة برهان، والصوم جنة، والصدقة تطفء غضب الرب كما يطفء الماء النار(المعجم الكبير للطبرانی رقم الحديث ۳۱۸)

۲ (صلة الرحم) أی القرابة وإن بعدت (تزيد فی العمر وصدقة السر تطفء غضب الرب) استدل به الرافعی على أن صدقة السر أفضل من العلانية قال ابن حجر :وأولى منه خبر سبعة يظلهم الله وفيه ورجل تصدق بصدقة فأخفاها قال فی الإتحاف :ذكر مع الصلة صدقة السر للمناسبة التامة المؤذنة بمزيد فضل فالصلة بأنها تزيد فی العمر سواء كانت سرا أو جهرا بخلاف إطفاء الغضب فإنه لا يكون إلا بالصدقة سرا ثم إخفائها فالصلة أفضل فإنها نوع من الصدقة فيجتمع فيها حينئذ الأمران الزيادة فی العمر وإطفاء الغضب ولما كان الغضب عندنا ينشأ من غليان الدم ناسب أن يعبر عنه بالإطفاء وإن كان ذلک من المحال فی حقه تعالى وتقدس فالمراد غايته من أنه لا يصل أثره ولا يبقى مع الصلة منه شیء كما لا يبقى من حرارة النار بعد الإطفاء ما يؤذی(فيض القدير للمناوی، تحت رقم الحديث ۵۰۰۲)

۳ قال السخاوی:

حَدِيث :صَدَقَةُ السِّرِّ تُطْفِءُ غَضَبَ الرَّبِّ، الطبرانی فی الصغير، ومن جهته القضاعی من جهة أبی جعفر محمد بن علی بن الحسين قال :قلت لعبد اللّٰه بن جعفر :حدثنا

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

معلوم ہوا کہ شرعی صدقہ جبکہ اخلاص کے ساتھ ہو، اللہ تعالیٰ کے غضب سے حفاظت ونجات کا ذریعہ ہے۔ [1]

صدقہ، عذابِ قبر سے حفاظت کا ذریعہ ہے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّ الْمَيِّتَ إِذَا وُضِعَ فِيْ قَبْرِهٖ إِنَّهٗ يَسْمَعُ خَفْقَ نِعَالِهِمْ حِيْنَ يُوَلُّوْنَ عَنْهُ فَإِنْ كَانَ مُؤْمِنًا كَانَتِ الصَّلَاةُ عِنْدَ رَأْسِهٖ وَكَانَ الصِّيَامُ عَنْ يَمِيْنِهٖ وَكَانَتِ الزَّكَاةُ عَنْ شِمَالِهٖ وَكَانَ فِعْلُ الْخَيْرَاتِ مِنَ الصَّدَقَةِ وَالصِّلَةِ وَالْمَعْرُوْفِ وَالْإِحْسَانِ إِلَى النَّاسِ عِنْدَ رِجْلَيْهِ فَيُؤْتٰى مِنْ قِبَلِ رَأْسِهٖ فَتَقُوْلُ الصَّلَاةُ: مَا قِبَلِيْ مَدْخَلٌ ثُمَّ يُؤْتٰى عَنْ يَّمِيْنِهٖ فَيَقُوْلُ الصِّيَامُ: مَا قِبَلِيْ مَدْخَلٌ ثُمَّ يُؤْتٰى

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

حديثا سمعته من رسول الله صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فقال :سمعت رسول الله صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وذكره، وفيه أصرم بن حوشب وهو ضعيف، ولكن له شواهد منها عن أبى سعيد الخدرى مرفوعا مثله، أخرجه الحارث بن أبى أسامة فى مسنده، وأبو الشيخ فى الثواب، والبيهقى فى الشعب، وفيه الواقدى وهو ضعيف، وعن ابن مسعود مرفوعا مثله بزيادة :وصلة الرحم تزيد فى العمر، أخرجه القضاعى من حديث عاصم بن بهدلة عن أبى وائل عنه، وعن أبى أمامة مرفوعا، ولفظه :صنائع المعروف تقى مصارع السوء، وصدقة السر تطفء غضب الرب، وصلة الرحم تزيد فى العمر، أخرجه الطبرانى فى الكبير بسند حسن(المقاصد الحسنة للسخاوى، تحت رقم الحديث٢١٨)

وقال الالبانى:

و جملة القول أن الحديث بمجموع طرقه و شواهده صحيح بلا ريب بل يلحق بالمتواتر عند بعض المحدثين المتأخرين (سلسلة الاحاديث الصحيحة، تحت رقم الحديث ١٩٠٨)

[1] وإنما كان التصدق أشد؛ لأن صدقة السر تطفء غضب الرب، وغضب الله تعالى لا يقابله شىء فى الصعوبة والشدة(شرح الطيبى على مشكاة المصابيح، ج٥،ص ١٥٥٩، كتاب الزكاة،باب فضل الصدقة)

عَنْ يَّسَارِهٖ فَتَقُوْلُ الزَّكَاةُ : مَا قِبَلِيْ مَدْخَلٌ ثُمَّ يُؤْتٰى مِنْ قِبَلِ رِجْلَيْهِ فَتَقُوْلُ فِعْلَ الْخَيْرَاتِ مِنَ الصَّدَقَةِ وَالصِّلَةِ وَالْمَعْرُوْفِ وَالْإِحْسَانِ إِلَى النَّاسِ: مَا قِبَلِيْ مَدْخَلٌ.

فَيُقَالُ لَهٗ : اِجْلِسْ فَيَجْلِسُ وَقَدْ مُثِّلَتْ لَهُ الشَّمْسُ وَقَدْ أُدْنِيَتْ لِلْغُرُوْبِ فَيُقَالُ لَهٗ: أَرَأَيْتَكَ هٰذَا الرَّجُلَ الَّذِيْ كَانَ فِيْكُمْ مَا تَقُوْلُ فِيْهِ وَمَاذَا تَشْهَدُ بِهٖ عَلَيْهِ؟ فَيَقُوْلُ : دَعُوْنِيْ حَتّٰى أُصَلِّيَ فَيَقُوْلُوْنَ: إِنَّكَ سَتَفْعَلُ أَخْبِرْنِيْ عَمَّا نَسْأَلُكَ عَنْهُ أَرَأَيْتَكَ هٰذَا الرَّجُلَ الَّذِيْ كَانَ فِيْكُمْ مَا تَقُوْلُ فِيْهِ وَمَاذَا تَشْهَدُ عَلَيْهِ؟ قَالَ فَيَقُوْلُ: مُحَمَّدٌ أَشْهَدُ أَنَّهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَأَنَّهٗ جَاءَ بِالْحَقِّ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ فَيُقَالُ لَهٗ : عَلٰى ذٰلِكَ حَيِيْتَ وَعَلٰى ذٰلِكَ مِتَّ وَعَلٰى ذٰلِكَ تُبْعَثُ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ ثُمَّ يُفْتَحُ لَهٗ بَابٌ مِّنْ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ فَيُقَالُ لَهٗ : هٰذَا مَقْعَدُكَ مِنْهَا وَمَا أَعَدَّ اللّٰهُ لَكَ فِيْهَا فَيَزْدَادُ غِبْطَةً وَسُرُوْرًا ثُمَّ يُفْتَحُ لَهٗ بَابٌ مِّنْ أَبْوَابِ النَّارِ فَيُقَالُ لَهٗ هٰذَا مَقْعَدُكَ مِنْهَا وَمَا أَعَدَّ اللّٰهُ لَكَ فِيْهَا لَوْ عَصَيْتَهٗ فَيَزْدَادُ غِبْطَةً وَّسُرُوْرًا ثُمَّ يُفْسَحُ لَهٗ فِيْ قَبْرِهٖ سَبْعُوْنَ ذِرَاعًا وَيُنَوَّرُ لَهٗ فِيْهِ ،وَيُعَادُ الْجَسَدُ لِمَا بَدَأَ مِنْهُ فَتُجْعَلُ نَسْمَتُهٗ فِي النَّسَمِ الطَّيِّبِ وَهِيَ طَيْرٌ يُعَلَّقُ فِيْ شَجَرِ الْجَنَّةِ قَالَ: فَذٰلِكَ قَوْلُهٗ تَعَالٰى : (يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ آمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ) إِلٰى آخِرِ الْآيَةِ .

قَالَ : وَإِنَّ الْكَافِرَ إِذَا أُتِيَ مِنْ قِبَلِ رَأْسِهٖ لَمْ يُوْجَدْ شَيْءٌ ثُمَّ أُتِيَ عَنْ يَمِيْنِهٖ فَلَا يُوْجَدُ شَيْءٌ ثُمَّ أُتِيَ عَنْ شِمَالِهٖ فَلَا يُوْجَدُ شَيْءٌ ثُمَّ أُتِيَ مِنْ قِبَلِ رِجْلَيْهِ فَلَا يُوْجَدُ شَيْءٌ فَيُقَالُ لَهٗ : اِجْلِسْ فَيَجْلِسُ خَائِفًا مَرْعُوْبًا

فَيُقَالُ لَهٗ : أَرَأَيْتَکَ هٰذَا الرَّجُلَ الَّذِیْ کَانَ فِيْکُمْ مَاذَا تَقُوْلُ فِيْهِ؟ وَمَاذَا تَشْهَدُ بِهٖ عَلَيْهِ؟ فَيَقُوْلُ: أَیُّ رَجُلٍ؟ فَيُقَالُ : اَلَّذِیْ کَانَ فِيْکُمْ فَلَا يَهْتَدِیْ لِاِسْمِهٖ حَتّٰی يُقَالَ لَهٗ: مُحَمَّدٌ فَيَقُوْلُ: مَا أَدْرِیْ سَمِعْتُ النَّاسَ قَالُوْا قَوْلًا فَقُلْتُ کَمَا قَالَ النَّاسُ، فَيُقَالُ لَهٗ : عَلٰی ذٰلِکَ حَيِيْتَ وَعَلٰی ذٰلِکَ مِتَّ وَعَلٰی ذٰلِکَ تُبْعَثُ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ ثُمَّ يُفْتَحُ لَهٗ بَابٌ مِّنْ أَبْوَابِ النَّارِ فَيُقَالُ لَهٗ: هٰذَا مَقْعَدُکَ مِنَ النَّارِ وَمَا أَعَدَّ اللّٰهُ لَکَ فِيْهَا فَيَزْدَادُ حَسْرَةً وَّثُبُوْرًا ثُمَّ يُفْتَحُ لَهٗ بَابٌ مِّنْ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ فَيُقَالُ لَهٗ: ذٰلِکَ مَقْعَدُکَ مِنَ الْجَنَّةِ وَمَا أَعَدَّ اللّٰهُ لَکَ فِيْهِ لَوْ أَطَعْتَهٗ فَيَزْدَادُ حَسْرَةً وَّثُبُوْرًا ثُمَّ يُضَيَّقُ عَلَيْهِ قَبْرُهٗ حَتّٰی تَخْتَلِفَ فِيْهِ أَضْلَاعُهٗ فَتِلْکَ الْمَعِيْشَةُ الضَّنْکَةُ الَّتِیْ قَالَ اللّٰهُ : (فَإِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْکًا وَّنَحْشُرُهٗ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَعْمٰی) (صحیح ابن حبان) [1]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مُردہ کو جب اس کی قبر میں رکھ دیا جاتا ہے، تو وہ لوٹتے ہوئے لوگوں کے جوتوں کی آواز کو سنتا ہے، پھر اگر وہ مومن (صالح) ہوتا ہے، تو نماز اس کے سر کی طرف اور روزے اس کی دائیں طرف اور زکاۃ اس کی بائیں طرف، اور صدقہ اور (رشتہ داروں سے) صلہ رحمی اور نیک سلوک اور لوگوں کے ساتھ احسان کرنے کا عمل اس کے پیروں کی طرف آجاتا ہے، پھر جب اس کے سر کی طرف سے کوئی چیز آتی ہے، تو نماز کہتی ہے کہ میرے سامنے سے کوئی راستہ نہیں ہے، پھر جب اس کی دائیں طرف سے کوئی چیز آتی ہے، تو روزے کہتے ہیں کہ میری طرف سے کوئی راستہ نہیں ہے، پھر جب اس کی بائیں طرف سے کوئی چیز آتی ہے، تو زکاۃ کہتی ہے کہ میری طرف سے کوئی

---

[1] رقم الحديث ٣١١٣، كتاب الجنائز،فصل فى أحوال الميت فى قبره.
قال شعيب الارنؤوط:إسناده حسن(حاشية ابنِ حبان)

راستہ نہیں، پھر جب اس کے پیروں کی طرف سے کوئی چیز آتی ہے، تو صدقہ اور (رشتہ داروں سے) صلہ رحمی اور نیک سلوک اور لوگوں کے ساتھ احسان کرنے کا عمل کہتا ہے کہ میری طرف سے کوئی راستہ نہیں ہے، پھر اس سے کہا جاتا ہے کہ تو بیٹھ جا، تو وہ بیٹھ جاتا ہے، اور اس کو سورج غروب ہونے کے مثل (منظر) محسوس ہوتا ہے، پھر اس سے کہا جاتا ہے کہ تیرا اس آدمی کے بارے میں کیا عقیدہ ہے جو تمہارے درمیان میں (مبعوث کیا گیا) تھا؟ تُو ان کے بارے میں کیا کہتا ہے، اور تُو ان کے بارے میں کس چیز کی گواہی دیتا ہے؟ تو وہ جواب میں کہتا ہے کہ تم مجھے چھوڑ دو، یہاں تک کہ میں نماز پڑھ لوں، تو وہ کہنے والے (فرشتے) کہتے ہیں کہ بے شک تو عنقریب یہ عمل کرلے گا، ہمیں اس چیز کے بارے میں بتاؤ، جس کے بارے میں ہم تجھ سے سوال کررہے ہیں، تیرا اس آدمی کے بارے میں کیا عقیدہ ہے، جو تمہارے درمیان میں (مبعوث کیا گیا) تھا؟ تُو ان کے بارے میں کیا کہتا ہے، اور تُو ان کے بارے میں کس چیز کی گواہی دیتا ہے؟ تو وہ جواب میں کہتا ہے کہ یہ محمد ہیں، جن کے بارے میں، میں گواہی دیتا ہوں کہ یہ اللہ کے رسول ہیں، اور اللہ کے پاس سے حق لے کر آئے (جس میں قبر کی اس حالت کا بھی ذکر تھا) پھر اس کو کہا جاتا ہے کہ تُو اسی عقیدہ پر زندہ تھا، اور اسی پر تُو فوت ہوا، اور اسی پر تجھے ان شاء اللہ اٹھایا جائے گا، پھر اس کے لئے جنت کے دروازوں میں سے ایک دروازہ کھول دیا جاتا ہے، پھر اس کو کہا جاتا ہے کہ یہ جنت میں تیرا ٹھکانہ ہے، اور اس میں وہ چیزیں ہیں، جن کو اللہ نے تیرے لئے تیار کررکھا ہے، پھر اس کے رشک اور خوشی میں اضافہ ہوجاتا ہے، پھر اس کے لئے جہنم کے دروازوں میں سے ایک دروازہ کھولا جاتا ہے، پھر اس کو کہا جاتا ہے کہ اگر تو اس کی نافرمانی کرتا، تو یہ تیرا اس جہنم میں ٹھکانہ تھا، اور اس میں جو کچھ اللہ نے تیار کررکھا

تھا، پھر اس کے رشک اور خوشی میں اور اضافہ ہو جاتا ہے، پھر اس کی قبر میں ستّر ہاتھ تک کشادگی کر دی جاتی ہے، اور اس قبر میں اس کے لئے روشنی کر دی جاتی ہے، اور اس کے جسم کو اس چیز کی طرف لوٹا دیا جاتا ہے، جس سے وہ پیدا ہوا تھا، پھر اس کی روح کو پاکیزہ روحوں میں کر دیا جاتا ہے، اور وہ پرندہ کی شکل میں ہوتی ہے، جو جنت کے درخت میں لٹکی ہوئی ہوتی ہے، اور یہی اللہ تعالیٰ کا (سورہ ابراہیم میں) قول ہے (جس کا ترجمہ یہ ہے کہ) اللہ مومنوں (کے دلوں) کو (صحیح اور) پکی بات سے دنیا کی زندگی میں بھی مضبوط رکھتا ہے اور آخرت (وقبر) میں بھی (رکھے گا)

اور کافر کے جب سر کی طرف سے کوئی چیز آتی ہے، تو کوئی چیز رکاوٹ نہیں بنتی، پھر اس کی دائیں طرف سے آتی ہے، تو وہاں بھی کوئی چیز رکاوٹ نہیں بنتی، پھر اس کی بائیں طرف سے آتی ہے، تو وہاں بھی کوئی چیز رکاوٹ نہیں بنتی، پھر اس کے پیروں کی طرف سے آتی ہے، تو وہاں بھی کوئی چیز رکاوٹ نہیں بنتی، پھر اس سے کہا جاتا ہے کہ تو بیٹھ جا، پھر وہ خوف زدہ اور وحشت کی حالت میں بیٹھ جاتا ہے، پھر اس سے کہا جاتا ہے کہ تیرا اس آدمی کے بارے میں کیا عقیدہ ہے، جو تمہارے درمیان میں (مبعوث کیا گیا) تھا، تُو ان کے بارے میں کیا کہتا ہے، اور تُو ان کے بارے میں کس چیز کی گواہی دیتا ہے؟ تو وہ جواب میں کہتا ہے کہ کون سا آدمی؟ اس کو جواب میں کہا جاتا ہے کہ جو تمہارے درمیان میں (مبعوث کیا گیا) تھا، تو اس کو نام بھی معلوم نہیں ہوتا، یہاں تک کہ اس سے کہا جاتا ہے کہ محمد، تو وہ جواب میں کہتا ہے کہ میں نہیں جانتا، میں نے لوگوں سے ان کے بارے میں کچھ کہتا ہوا سنا تھا، تو میں نے بھی وہی کچھ کہا جو لوگ کہتے تھے، پھر اس کو کہا جاتا ہے کہ تو اسی عقیدہ پر زندہ رہا، اور اسی پر فوت ہوا، اور اسی پر ان شاء اللہ اٹھایا جائے گا، پھر اس کے لئے جہنم کے دروازوں میں سے ایک دروازہ کھول دیا جاتا ہے، پھر اس کو کہا جاتا ہے

کہ یہ تیرا جہنم میں ٹھکانہ ہے، اور جو کچھ اللہ نے تیرے لئے اس میں تیار کر رکھا ہے، تو اس کی حسرت اور غم میں اضافہ ہو جاتا ہے، پھر اس کے لئے جنت کے دروازوں میں سے ایک دروازہ کھولا جاتا ہے، پھر اس کو کہا جاتا ہے کہ اگر تو ان کا کہنا مانتا، تو تیرا جنت میں یہ ٹھکانہ تھا، اور جو کچھ اللہ نے تیرے لئے اس میں تیار کر رکھا تھا، تو اس کی حسرت اور غم میں مزید اضافہ ہو جاتا ہے، پھر اس پر اس کی قبر کو تنگ کر دیا جاتا ہے، یہاں تک کہ اس کی پسلیاں ایک دوسرے میں گھس جاتی ہیں، تو یہی وہ تنگ زندگی ہے، جس کے بارے میں اللہ نے (سورہ طٰہٰ میں) فرمایا (جس کا ترجمہ یہ ہے) کہ بے شک اس کے لئے تنگ زندگی ہے، اور ہم اس کو قیامت کے دن اندھی حالت میں اُٹھائیں گے (ابنِ حبان)

اس قسم کی احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ صدقہ وخیرات کا عمل مومن کے لئے عذابِ قبر سے حفاظت کا ذریعہ ہے۔

صدقہ، جہنّم سے حفاظت کا ذریعہ ہے

حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: اِتَّقُوا النَّارَ وَلَوْ بِشِقَّةِ تَمْرَةٍ فَمَنْ لَمْ يَجِدْ شِقَّةَ تَمْرَةٍ فَبِكَلِمَةٍ طَيِّبَةٍ (بخاری) [1]

ترجمہ: میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ نے فرمایا کہ جہنّم سے بچو، اگرچہ ایک کھجور کے ٹکڑے (کو صدقہ کرنے) کے ذریعہ سے ہی ہو، پس جو شخص کھجور کا ٹکڑا بھی نہ پائے، تو وہ زبان سے پاکیزہ کلمہ کہنے کے ذریعہ سے اپنا بچاؤ کرے (بخاری)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

---

[1] رقم الحديث ٣٥٩٥، كتاب المناقب، باب علامات النبوة في الإسلام.

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: لِیَتَّقِ أَحَدُکُمْ وَجْہَہُ النَّارَ، وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَۃٍ (مسند الإمام أحمد، رقم الحدیث ۳۶۷۹) [۱]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی اپنے چہرہ کو آگ سے بچائے، اگرچہ ایک کھجور کے ٹکڑے (کو صدقہ کرنے) کے ذریعہ سے ہی ہو (مسند احمد)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: اِتَّقُوْا النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَۃٍ (مسند الإمام أحمد، رقم الحدیث ۲۵۰۵۷) [۲]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جہنّم سے بچو، اگرچہ ایک کھجور کے ٹکڑے (کو صدقہ کرنے) کے ذریعہ سے ہی ہو (مسند احمد)

اس قسم کا مضمون کئی صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی سندوں سے مروی ہے، جن سے معلوم ہوتا ہے کہ صدقہ جہنم سے بچاؤ کا ذریعہ ہے۔ [۳]

اور کھجور کے ٹکڑے کا ذکر بطور مبالغہ کے ہے، جس کا مطلب یہ ہے کہ تھوڑی چیز کے صدقہ کو حقیر سمجھ کر اس کی فضیلت سے اپنے آپ کو محروم نہ کرو، کیونکہ تھوڑی چیز کا صدقہ بھی جہنم سے

---

[۱] قال شعیب الارنؤوط:
صحیح لغیرہ، وھذا إسناد ضعیف (حاشیة مسند احمد)

[۲] قال شعیب الارنؤوط:
إسنادہ صحیح، رجالہ ثقات رجال الشیخین، غیر محمد بن سلیم (حاشیة مسند احمد)

[۳] عن ابن عباس، عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال: اتقوا النار ولو بشق تمرة قال أبو بکر " :ھو إسماعیل بن مسلم المکی، وأنا أبرأ من عھدته (صحیح ابن خزیمة، رقم الحدیث ۲۴۲۹)
عن أنس بن مالک، أن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال: افتدوا من النار ولو بشق تمرة (صحیح ابن خزیمة، رقم الحدیث ۲۴۳۰)
قال المحقق الأعظمی: إسنادہ حسن (تعلیق ابنِ خزیمة)

Idara Ghufran

حفاظت کا اپنی حسبِ حیثیت ذریعہ بنے گا، اور اگر کسی کے پاس صدقہ کرنے کے لئے کوئی چیز میسر نہ ہو، تو اس کے لیے اچھی بات کسی کو بتلا دینا یا کسی سے اچھا کلام کر لینا بھی صدقہ کے ثواب کے قائم مقام ہو جاتا ہے، اس قسم کی چیزوں سے غریب اور نادار لوگوں کو بھی صدقہ کی ترغیب دینا مقصود ہے۔ [1]

صدقہ کرنے والے کو قیامت کے دن سایہ حاصل ہوگا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: سَبْعَةٌ يُظِلُّهُمُ اللّٰهُ فِيْ ظِلِّهٖ، يَوْمَ لاَ ظِلَّ إِلَّا ظِلُّهُ: اَلْإِمَامُ الْعَادِلُ، وَشَابٌّ نَشَأَ فِيْ عِبَادَةِ رَبِّهٖ، وَرَجُلٌ قَلْبُهٗ مُعَلَّقٌ فِى الْمَسَاجِدِ، وَرَجُلَانِ تَحَابَّا فِي اللّٰهِ اجْتَمَعَا عَلَيْهِ وَتَفَرَّقَا

---

[1] (ولو بشق تمرة) : أو فتصدقوا ولو بشق تمرة، أى :لو بمقدار نصفها أو ببعضها، والمعنى ولو بشىء يسير منها أو من غيرها ;فإنه حجاب وحاجز بينكم وبين النار ;فإن الصدقة جنة ووسيلة إلى جنة(مرقاة المفاتيح، ج۸ص ۳۵۲۴، كتاب صفة القيامة والجنة والنار،باب الحساب والقصاص والميزان)

(اتقوا النار) أى احترزوا منها بالتقوى التى هى تجنب المخالفات لئلا يصيبكم ويواقعكم عذابها قال الحرانى :وجهنم هى عدة الملك الديان لأهل العصيان بمنزلة سيف الملك من ملوك الدنيا (ولو بشق تمرة) واحدة فإنه يسد الرمق (فإن لم تجدوا) ما تتصدقون به حتى التافه لفقده حسا أو شرعا (فبكلمة) أى فاتقوا النار بكلمة (طيبة) تطيب قلب السائل مما يتلطف به فى القول والفعل فإن ذلك سبب للنجاة من النار وقيل الكلمة الطيبة ما يدل على هدى أو يرد عن ردى أو يصلح بين اثنين أو يفصل بين متنازعين أو يحل مشكلا أو يكشف غامضا أو يدفع تأثيرا أو يسكن غضبا واستدل الشافعية بهذا الخبر وما قبله على أنه لو قال لزيد عندى شىء وفسره بما لا يتمول كحبة بر وشق تمرة قبل (تتمة) قال ابن عربى وشىء ببعض شيوخنا بالمغرب عند السلطان فى أمر فيه هلاكه فأمر بعقد مجلس وأن الناس إن أجمعوا على حل قتله قتل فجمعوا فاجتمعوا فاحضرهم ليشهدوا فى وجهه فيقتل فلم يستطع أحد منهم أن يشهد فسئل الشيخ بعد فقال :تذكرت النار فرأيتها أقوى من الناس غضبا وتذكرت نصف رغيف فرأيته أكثر من نصف تمرة فأسكتت غضبهم بالتصدق بنصف رغيف فى طريقى فدفعت الأقل من النار بالأكثر من شق تمرة وفى رواية للخطيب بدل طيبة لينة وفيه حث على الصدقة بما قل وجل وأن لا يحتقر ما يتصدق به وأن اليسير من الصدقة يستر المتصدق من النار(فيض القدير للمناوى، تحت رقم الحديث ۱۴۴)

عَلَيْهِ، وَرَجُلٌ طَلَبَتْهُ امْرَأَةٌ ذَاتُ مَنْصِبٍ وَجَمَالٍ، فَقَالَ: إِنِّيْ أَخَافُ اللّٰهَ، وَرَجُلٌ تَصَدَّقَ، أَخْفٰى حَتّٰى لَا تَعْلَمَ شِمَالُهُ مَا تُنْفِقُ يَمِيْنُهُ، وَرَجُلٌ ذَكَرَ اللّٰهَ خَالِيًا فَفَاضَتْ عَيْنَاهُ (بخاری) [1]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سات آدمیوں کو اللہ (قیامت کے دن خاص) اپنے سایہ میں جگہ عطا فرمائے گا، جس دن کہ اللہ کے سایہ کے علاوہ کوئی سایہ نہ ہوگا، ایک انصاف کرنے والے امام (وحاکم) کو، دوسرے اس جوان کو جس نے اپنے رب کی عبادت میں پرورش پائی (یعنی اپنی جوانی کو عبادت میں گزارا) ہو، اور تیسرے اس آدمی کو جس کا دل مساجد کے ساتھ اٹکا ہوا (اور وابستہ) ہو، چوتھے وہ دونوں آدمی جو اللہ ہی کے لئے آپس میں محبت رکھتے ہوں، اللہ ہی کی محبت کی بنیاد پر جمع ہوتے ہوں، اور اسی بنیاد پر ایک دوسرے سے جدا ہوتے ہوں، اور پانچویں اس آدمی کو کہ جس کو کوئی منصب اور حسن والی عورت بلائے، پھر یہ جواب میں کہے کہ میں اللہ سے ڈرتا ہوں، اور چھٹے اس آدمی کو جو صدقہ کرے، اور اتنا خفیہ صدقہ کرے کہ اس کا بایاں ہاتھ بھی یہ نہ جان سکے کہ اس کے دائیں ہاتھ نے کیا خرچ کیا، اور ساتویں اس آدمی کو جو تنہائی میں اللہ کو یاد کرتا ہے، پھر اس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے ہیں (بخاری)

اور حضرت ابو ہریرہ یا حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: سَبْعَةٌ يُظِلُّهُمُ اللّٰهُ فِيْ ظِلِّهِ يَوْمَ لَا ظِلَّ إِلَّا ظِلُّهُ: إِمَامٌ عَادِلٌ، وَشَابٌّ نَشَأَ فِيْ عِبَادَةِ اللّٰهِ وَرَجُلٌ قَلْبُهُ مُعَلَّقٌ بِالْمَسْجِدِ إِذَا خَرَجَ مِنْهُ حَتّٰى يَعُوْدَ إِلَيْهِ وَرَجُلَانِ تَحَابَّا فِي اللّٰهِ اجْتَمَعَا عَلٰى ذٰلِكَ وَتَفَرَّقَا وَرَجُلٌ ذَكَرَ اللّٰهَ خَالِيًا فَفَاضَتْ عَيْنَاهُ

---

[1] رقم الحديث ٦٦٠، كتاب الاذان، باب من جلس فی المسجد ينتظر الصلاة وفضل المساجد.

وَرَجُلٌ دَعَتْهُ امْرَأَةٌ ذَاتُ حَسَبٍ وَجَمَالٍ فَقَالَ إِنِّيْ أَخَافُ اللّٰهَ وَرَجُلٌ تَصَدَّقَ بِصَدَقَةٍ فَأَخْفَاهَا حَتّٰى لَا تَعْلَمَ شِمَالُهُ مَا تُنْفِقُ يَمِيْنُهُ (صحيح ابن حبان) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سات آدمیوں کو اللہ اپنے سایہ میں جگہ عطا فرمائے گا، جس دن کہ اللہ کے سایہ کے علاوہ کوئی سایہ نہیں ہوگا، ایک انصاف کرنے والے امام (وحاکم) کو، دوسرے اس جوان کو کہ جس نے اللہ کی عبادت میں پرورش پائی ہو، اور تیسرے اس آدمی کو کہ جس کا دل مسجد کے ساتھ اٹکا ہوا (اور وابستہ) ہو، اس وقت سے جب سے مسجد سے نکلے، اس وقت تک کہ جب تک مسجد کی طرف لوٹ کر نہ آ جائے، چوتھے وہ دونوں آدمی کہ جو اللہ ہی کے لئے آپس میں محبت رکھتے ہوں، اللہ ہی کی محبت کی بنیاد پر جمع ہوتے اور ایک دوسرے سے جدا ہوتے ہوں، اور پانچویں اس آدمی کو کہ جو تنہائی میں اللہ کو یاد کرتا ہے، پھر اس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے ہیں، اور چھٹے اس آدمی کو کہ جس کو کوئی حسب (وعہدہ) والی اور خوبصورت عورت (بدکاری کے لئے) بلائے، پھر یہ جواب میں کہے کہ میں اللہ سے ڈرتا ہوں، اور ساتویں اس آدمی کو کہ جو کوئی چیز صدقہ کرے، اور اس کو اتنا چھپائے کہ اس کا بایاں ہاتھ بھی یہ نہ جان سکے کہ اس کا دایاں ہاتھ کیا خرچ کرتا ہے (ابنِ حبان)

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: كُلُّ امْرِءٍ فِيْ ظِلِّ صَدَقَتِهٖ حَتّٰى يُفْصَلَ بَيْنَ النَّاسِ، أَوْ قَالَ: يُحْكَمَ بَيْنَ النَّاسِ (مسند احمد

---

[1] رقم الحديث ۷۳۳۸، ج۱۶ ص ۳۳۲، ذكر الخصال التي يرتجى لمن فعلها أو أخذ بها أن يظله الله يوم القيامة فى ظل عرشه.

قال شعيب الارنؤوط: إسناده صحيح على شرط الشيخين (حاشية صحيح ابنِ حبان)

Iqra Ghufran

رقم الحدیث ۱۷۳۳۳) [1]

ترجمہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ہر آدمی (اس وقت تک) اپنے (دنیا میں کئے ہوئے) صدقہ کے سایہ میں ہوگا، یہاں تک کہ لوگوں کے درمیان فیصلہ ہوجائے (مسند احمد)

اور حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ:

أَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: اِنَّ ظِلَّ الْمُؤْمِنِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ صَدَقَتُهُ (مسند احمد رقم الحدیث ۱۸۰۴۳) [2]

ترجمہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ قیامت کے دن مومن کے لئے سایہ اس کا صدقہ ہوگا (مسند احمد)

اور حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اِنَّ الصَّدَقَةَ لَتُطْفِيءُ عَنْ أَهْلِهَا

---

[1] المعجم الكبير للطبراني رقم الحديث ۱۴۱۹۰ ،مستدرک حاكم رقم الحديث ۱۴۶۴، صحيح ابنِ حبان رقم الحديث ۳۳۱۰.

قال الحاكم:هذا حديث صحيح على شرط مسلم، ولم يخرجاه.

وقال الهيثمي:

رواه كله احمد.وروى أبو يعلى والطبراني في الكبير بعضه ورجال أحمد ثقات .(مجمع الزوائد ج۳ص ۱۱۰)

وقال شعيب الارنؤوط:

إسناده صحيح، رجاله ثقات رجال الشيخين غير حَرملة بن عمران، فإنه من رجال مسلم، وغير على بن إسحاق -وهو المرُوَزى -فمن رجال الترمذى، وهو ثقة(حاشية مسندا حمد)

وقال ايضاً:

إسناده صحيح على شرط مسلم(حاشية صحيح ابنِ حبان)

[2] قال شعيب الارنؤوط:

حديث صحيح، وهذا إسناد حسن، محمد بن إسحاق -وإن كان مدلساً -صرح بالسماع فى رواية ابن خزيمة، فانتفت شبهة تدليسه، وباقى رجال الإسناد ثقات رجال الشيخين .وصحابى الحديث :هو عقبة بن عامر(حاشية مسند احمد)

حَرَّ الْقُبُوْرِ، وَإِنَّمَا يَسْتَظِلُّ الْمُؤْمِنُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِيْ ظِلِّ صَدَقَتِهٖ (المعجم الكبير للطبراني رقم الحديث ٧٨٨، ج١٧ ص٢٨٦) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ صدقہ کرنے والے کا صدقہ قبروں کی گرمی کو بُجھا دیتا ہے، اور مومن کا سایہ قیامت کے دن اس کا صدقہ ہوگا (طبرانی)

معلوم ہوا کہ شرعی صدقہ کی برکت سے قیامت کے دن صدقہ کرنے والے کو اس کے صدقہ کے اعتبار سے اللہ تعالیٰ کے عرش کے سایہ کی نعمت حاصل ہوگی، یہاں تک کہ قیامت کے دن کا فیصلہ مکمل نہ ہوجائے۔

نیز صدقہ کی برکت سے حسبِ حیثیت قبر کی حرارت وگرمی اور شدت سے بھی نجات حاصل ہوگی۔ [2]

---

[1] قال الالبانی:وجملة القول ؛ أن إسناد الطبرانی جید بالمتابعات المذكورة :(عمرو بن الحارث) ، و(ابن لهيعة) ، و(الحسن بن ثوبان) عن يزيد بن أبی حبيب .وبهذا التحقيق يتبين تقصير المنذری فی قوله فی الترغيب (٢/٢٥) : رواه الطبرانی فی الكبير، والبيهقی ، وفيه ابن لهيعة !ونحوه قول الهيثمی فی المجمع(٣/١١٠) : رواه الطبرانی فی الكبير ، وفيه ابن لهيعة ، وفيه كلام !ففاتهما متابعة الحسن بن ثوبان وعمرو بن الحارث المقوية له ، مما ورطنی قديماً ـ وقبل طبع المعجم الكبير ـ أن أخرج الحديث فی الضعيفة برقم (٣٠٢١)متابعة منی لهما ، ولا يسعنی إلا ذلک ؛ ما دام المصدر الذی عزواه إليه لا تطوله يدی ؛ كما كنت بينت ذلک فی مقدمة كتابی صحيح الترغيب ، أما وقد وقفت عليه الآن ، وعلمت أن ابن لهيعة قد توبع ـ خلافاً لما أوهما ـ ؛ فقد قررت إيداعه فی صحيح الترغيب ، لا سيما والشطر الثانی منه قد رواه بعض الثقات ـ غير من تقدم ـ عن يزيد بن أبی حبيب ، وهو مخرج فی تخريج أحاديث مشكلة الفقر (رقم ١١٨)(سلسلة الاحاديث الصحيحة ، تحت رقم الحديث ٣٤٨٤)

[2] (إن الصدقة لتطفیء عن أهلها) أی عن المتصدقين بها لوجه الله تعالی (حر القبور) أی محل الدفن خصها بذلک لأنها إذا وقعت فی يد جيعان أطفأت عنه تلهب الجوع وتحرقه وإيلام الجوع البالغ أشد من إيللام حرق النار فكما أخمد المتصدق حر الجوع يجازی بمثله إذا صار مجندلا فی القبور جزاء وفاقا ولأن الخلق عيال الله وهی إحسان إليهم والعادة أن الاحساس إلی عيال الإنسان يطفیء غضبه وإنما حر النار من غضبه (وإنما يستظل المؤمن يوم القيامة)من وهج الشمس فی الموقف (فی ظل صدقته) كأن صدقته تجسد كالطود العظيم فيكون فی ظله أو هو مجاز وقال العامری :ليس المراد بها ظله من حر الشمس فقط بل تمنعه من جميع المكاره وتستره من النار إذا واجهته وتوصله إلی جميع المحاب من قولهم فلان فی ظل فلان وتمسک به من فضل الغنی الشاكر علی الفقير الصابر ولو لم يكن فی فضل الصدقة إلا أنها لما تفاخرت الأعمال كان لها الفضل عليهن لكفی(فيض القدير للمناوی، تحت رقم الحديث ٢٠٤٩)

صدقہ، جنت کے راستے کو آسان بنانے والا عمل ہے

سورہ لیل میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰی وَاتَّقٰی وَصَدَّقَ بِالْحُسْنٰی فَسَنُیَسِّرُهٗ لِلْیُسْرٰی وَاَمَّا مَنْۢ بَخِلَ وَاسْتَغْنٰی وَكَذَّبَ بِالْحُسْنٰی فَسَنُیَسِّرُهٗ لِلْعُسْرٰی وَمَا یُغْنِیْ عَنْهُ مَالُهٗۤ اِذَا تَرَدّٰی (سورۃ اللیل، رقم الآیات ۵ الیٰ ۱۱)

ترجمہ: پس جس نے عطا کیا اور تقویٰ اختیار کیا، اور تصدیق کی اچھی بات کی، تو ہم اس کے لئے سہولت کو آسان کردیں گے، اور جس نے بخل کیا اور بے نیازی اختیار کی، اور انکار کیا اچھی بات کا، تو ہم اس کے لئے تنگی کو آسان کردیں گے، اور نہیں فائدہ پہنچائے گا اس کو اس کا مال جب وہ گرے گا (سورہ لیل)

فائدہ: ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے واضح فرمادیا کہ جو لوگ اپنی سعی اور محنت کو ان تین کاموں میں لگاتے ہیں، یعنی ایک اللہ کے حکم کے مطابق مال خرچ کرنے میں، جس میں زکاۃ وصدقہ بھی داخل ہے، اور دوسرے تقویٰ اختیار کرنے میں، اور تیسرے اللہ کے حکم کو ماننے میں، جس سے مراد ایمان ہے۔

تو اُن کے لئے اللہ کی طرف سے جنت کے اعمال اور اس کے راستہ کو آسان کردیا جاتا ہے، اور جو لوگ اپنی سعی اور محنت، اس کے برعکس دوسرے تین کاموں میں لگاتے ہیں، تو ان کے لئے جہنم کے اعمال اور اس کے راستہ کو آسان کردیا جاتا ہے۔ [1]

---

[1] (وأما من بخل) بحق الله (واستغنى) عن ثوابه (تفسير الجلالين، سورة الليل)

فأما من أعطى ماله فى سبيل الله او ادى كل ما وجب عليه واتقى عذاب ربه فاجتنب مجاريه وفى الحديث اتقوا النار ولو بشق تمرة رواه الشيخان عن عدى بن حاتم واحمد عن عائشة والبزار والطبرانى عن انس فى الأوسط وعن ابن عباس وابى امامة فى الكبير والبراء عن النعمان بن بشير وابى هريرة.

وصدق بالحسنى قال ابو عبد الرحمن السلمى والضحاك وصدق بلا اله الا الله وهى رواية عطية

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

صدقہ کرنے والوں کا جنت کے دروازے پر استقبال

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ أَنْفَقَ زَوْجَيْنِ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ نُوْدِيَ مِنْ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ يَا عَبْدَ اللّٰهِ هٰذَا خَيْرٌ فَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصَّلَاةِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الصَّلَاةِ وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الْجِهَادِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الْجِهَادِ وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصِّيَامِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الرَّيَّانِ وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصَّدَقَةِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الصَّدَقَةِ فَقَالَ أَبُوْ بَكْرٍ رَضِيَ

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

عن ابن عباس وقال مجاهد بالجنة قال الله تعالى للذين أحسنوا الحسنى يعنى الجنة وقيل أيقن ان الله سيخلفه وهو رواية عكرمة عن ابن عباس وقال قتادة ومقاتل والكلبى بموعود الله تعالى ان يفى به.

فسنيسره اى نسهله ونهيئه لليسرى اى للخلقت اليسرى التى يودى الى يسر وراحة وهى العمل وما يرضى الله ودخول الجنة من يسر الفرس لا هبته المركوب باليسر بالسرج واللجام.

وأما من بخل بالنفقة بالخير وبما امر به الله تعالى وفى الحديث البخيل من ذكرت عنده فلم يصل على رواه الترمذى والنسائى عن على وابن حبان والحاكم عن انس واستغنى بشهوات الدنيا عن الثواب فى الاخرة وعن القادر به.

وكذب بالحسنى بالكلمة الحسنى.

فسنيسره للعسرى اى لخصلة التى يودى الى العسر والشدة وهى العمل بما يكرهه الله تعالى ودخول النار قال مقاتل يعسر عليه ان يأتى خيرا (التفسير المظهرى، ج١٠ ص٢٧٤، ٢٧٥، سورة الليل)

والظاهر أن المراد بالإعطاء بذل المال ومن هنا قال ابن زيد المراد إنفاق ماله فى سبيل الله تعالى وقال قتادة المعنى أعطى حق الله تعالى وظاهره الحقوق المالية (واتقى) أى واتق الله عز وجل كما قال ابن عباس وفى معناه قول قتادة واتقى ما نهى عنه وفى رواية محارم الله تعالى وقال مجاهد واتقى البخل وهو كما ترى ......(فسنيسره لليسرى) فسنهيئه للخصلة التى تؤدى إلى يسر وراحة كدخول الجنة ومباديه من يسر الفرس للركوب إذا أسرجها وألجمها ووصفها باليسرى إما على الاستعارة المصرحة أو المجاز المرسل أو التجوز فى الإسناد (تفسيرروح المعانى للآلوسى، ج١٥ ص٣٦٦، سورة الليل)

اللّٰہُ عَنْہُ بِأَبِیْ أَنْتَ وَأُمِّیْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ مَا عَلٰی مَنْ دُعِیَ مِنْ تِلْکَ الْأَبْوَابِ مِنْ ضَرُوْرَۃٍ فَھَلْ یُدْعٰی أَحَدٌ مِنْ تِلْکَ الْأَبْوَابِ کُلِّھَا قَالَ نَعَمْ وَأَرْجُوْ أَنْ تَکُوْنَ مِنْھُمْ (بخاری) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے اللہ کے راستے میں کوئی چیز جوڑے والی (یعنی دو کی تعداد میں یا آگے پیچھے) خرچ کی، تو اُسے جنت کے دروازوں سے بُلایا جائے گا اور کہا جائے گا کہ اے اللہ کے بندے! یہ خیر ہے (جو اللہ نے تیرے لیے تیار کی ہے) اور جو شخص نماز کی پابندی کرنے والا ہوگا، اُسے جنت کی طرف نماز کے دروازے سے بُلایا جائے گا، اور جو شخص جہاد کرنے والا ہوگا، اُسے جہاد کے دروازے سے بلایا جائے گا اور جو روزہ رکھنے والا ہوگا، اُسے بابِ ریّان (جو روزے داروں کے لیے جنت میں داخل ہونے کے دروازے کا نام ہے) سے بلایا جائے گا، اور جو شخص صدقہ دینے والوں میں سے ہوگا، اُسے صدقہ کے دروازے سے بلایا جائے گا۔ یہ سن کر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، اگرچہ ان سب دروازوں سے بلانے کی کوئی ضرورت تو نہ ہوگی (کیونکہ داخلے کے لیے ایک دروازہ بھی کافی ہے) لیکن کیا کوئی ان سب دروازوں سے بھی بلایا جائے گا؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے جواب میں فرمایا کہ بے شک، اور میں اُمید کرتا ہوں کہ آپ ان لوگوں میں سے ہوں گے (جن کو جنت کے تمام دروازوں سے بلایا جائے گا) (بخاری، مسلم)

اور ایک لمبی روایت کے آخر میں ہے کہ:

وَمَنْ أَنْفَقَ زَوْجَیْنِ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ عَزَّ وَجَلَّ فَإِنَّ لِلْجَنَّۃِ ثَمَانِیَۃَ أَبْوَابٍ

---

[1] رقم الحدیث ۱۸۹۷، کتاب الصوم، باب الریان للصائمین، مسلم، رقم الحدیث ۱۰۲۷ "۸۵".

يُدۡخِلُهُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ مِنۡ أَيِّ بَابٍ شَاءَ مِنۡهَا الۡجَنَّةَ (مسند احمد، رقم الحديث ١٩٤٣٧) [1]

ترجمہ: اور جس نے اللہ عزوجلّ کے راستہ میں جوڑے دار چیز خرچ کی، تو اللہ عز وجل جنت کے آٹھ دروازوں میں سے، جس دروازے سے وہ چاہے گا، اسی سے اس کو جنت میں داخل فرمائے گا (مسند احمد)

اللہ عزوجل کے راستے میں جوڑے والی چیز خرچ کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اُس نے اللہ تعالیٰ کے راستے میں جو چیز خرچ کی، وہ دو کی تعداد میں خرچ کی، مثلاً دو روپے یا دو کپڑے، دو روٹیاں وغیرہ؛ اور بعض حضرات نے اس کا یہ مطلب بیان فرمایا ہے کہ اُس نے ایک مرتبہ خرچ کرنے پر اکتفاء نہیں کیا، بلکہ وہ بار بار خرچ کرتا رہا۔ واللہ اعلم۔

بہر حال معلوم ہوا کہ بار بار یا ایک سے زیادہ چیزیں صدقہ کرنے والے کا جنت کے دروازہ پر شاندار استقبال کیا جائے گا۔ [2]

---

[1] قال شعيب الارنؤوط:
حديث صحيح دون قوله " :من وُلد له "....و"ومن أنفق زوجين "فصحيح لغيره(حاشية مسند احمد)

[2] قوله :(من أنفق زوجين في سبيل الله، نودى من أبواب الجنة)، والمعنى فى إنفاق الزوجين : الفرق بين العادة والعبادة، فإنه إذا أنفق شيئا مرة، لم يدل على أنه أنفقه عادة، فإذا أنفقه ثانيا علم أن من عادته الإنفاق، فاعتبر به، وعدت له عبادة .ثم إن الإنفاق مرتين وإن لم يدل على كونه عادة له فى نفس الأمر، إلا أنه اكتفى به رحمة على عباده، فكأنه إذا تكرر عنه الفعل، فقد دخل فى حد العادة. والمرء إذا اعتاد الأنفاق فى سبيل الله، تأكدت جهة عبادته .فإنه يدل على الاعتياد بها، فيحصل له الأجر تاما .ومن ههنا ظهر وجه كونه ميزانا للدخول فى الجنة (فيض البارى علىٰ صحيح البخارى للكشميرى، كتاب الصوم، باب هل يقال :رمضان أو شهر رمضان، ومن رأى كله واسعا، رقم الحديث ١٨٩٧)

قوله من أنفق زوجين فى سبيل الله قال الحسن البصرى يعنى اثنين درهمين دينارين ثوبين وقال غيره يريد شيئين درهما ودينارا درهما وثوبا وقال الباجى يحتمل أن يريد بذلك العمل من صلاتين أو صيام يومين (مشارق الانوار على صحاح الآثار، ج ١ ص ٣١٣، حرف الزى مع سائر الحروف)

صدقہ کیا ہوا مال اپنے مال میں داخل ہے

حضرت مطرف اپنے والد حضرت عبداللہ بن شخیر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ:

أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَقْرَأُ: أَلْهَاكُمُ التَّكَاثُرُ، قَالَ: يَقُوْلُ ابْنُ آدَمَ: مَالِيْ، مَالِيْ، قَالَ: وَهَلْ لَّكَ، يَا ابْنَ آدَمَ مِنْ مَالِكَ إِلَّا مَا أَكَلْتَ فَأَفْنَيْتَ، أَوْ لَبِسْتَ فَأَبْلَيْتَ، أَوْ تَصَدَّقْتَ فَأَمْضَيْتَ؟ (مسلم) [1]

ترجمہ: میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت آیا، آپ ''**أَلْهَاكُمُ التَّكَاثُرُ**'' پڑھ رہے تھے آپ نے فرمایا کہ ابن آدم کہتا ہے: میرا مال، میرا مال، فرمایا کہ تیرا کیا مال ہے اے ابنِ آدم؟ تیرا مال تو صرف وہی ہے جو تو نے کھالیا اور ختم کرلیا یا جو تو نے پہن لیا اور پرانا کرلیا یا جو تو نے صدقہ کر کے (آخرت میں کام آنے کے لیے آگے) چلتا کردیا (مسلم)

مطلب یہ ہے کہ انسان مختلف شکلوں میں اپنا مال خرچ کرتا ہے، لیکن اصل اور حقیقی فائدہ جو کہ باقی رہنے والا ہے، اور فنا ہونے والا نہیں، وہ صدقہ وخیرات والے مال سے وابستہ ہے، اس لئے وہ مال جو صدقہ کے طور پر اس نے دوسرے کو دیا، وہ اس کا اپنا مال ہے، جو اس نے آگے بھیج دیا، اور وہ آخرت میں اس کے کام آئے گا، لہٰذا اس کے اصل کام آنے والا مال وہی ہے، یہ سمجھنا درست نہیں کہ جو مال صدقہ میں دے دیا، وہ دوسرے کا ہوگیا، اور دینے والا اس مال سے محروم ہوگیا۔ [2]

---

[1] رقم الحديث ٢٩٥٨ "٣" كتاب الزهد والرقائق.

[2] (مالى، مالى) أى :مالى كذا، مالى كذا، والمعنى يعده افتخارا أو يذكره احتقارا، أو لم يعرف المقصود من المال، ولا ما يترتب عليه من المآل من الوبال .(وإن ما له من ماله ثلاث) " : ما " الأولى موصولة وله صلته، ومن ماله متعلق بالصلة، وثلاث خبر، وإنما أنثه على تأويل المنافع، ذكره

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara Ghufran

صدقہ، اپنے لئے محفوظ ہے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: يَقُوْلُ الْعَبْدُ مَالِىْ مَالِىْ إِنَّمَا لَهٗ مِنْ مَالِهٖ ثَلَاثٌ مَا أَكَلَ فَأَفْنٰى أَوْ لَبِسَ فَأَبْلٰى أَوْ أَعْطٰى فَاقْتَنٰى وَمَا سِوٰى ذٰلِكَ فَهُوَ ذَاهِبٌ وَتَارِكُهٗ لِلنَّاسِ (صحیح مسلم) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بندہ یہ کہتا رہتا ہے کہ میرا مال، میرا مال، حالانکہ اس کا مال تین طرح کا ہے، ایک وہ جو اس نے کھالیا، اور ختم ہوگیا، اور دوسرے وہ جو اس نے پہن لیا، اور پھٹا پرانا ہوگیا، اور تیسرے جو اس نے صدقہ خیرات کر کے، اس کو ذخیرہ کرلیا (یعنی اس کو محفوظ کرلیا) اور جو اس کے علاوہ ہے، تو یہ آدمی دنیا سے جانے والا ہے، اور (مال واسباب دوسرے) لوگوں کے لئے چھوڑنے والا ہے (جس کے دوسرے لوگ ہی مالک ہوں گے) (مسلم)

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَقُوْلُ الْعَبْدُ مَالِىْ، وَإِنَّمَا لَهٗ مِنْ مَّالِهٖ ثَلَاثَةٌ: مَا أَكَلَ فَأَفْنٰى، أَوْ مَا أَعْطٰى فَأَبْقٰى، أَوْ لَبِسَ فَأَبْلٰى، وَمَا

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

الطيبى رحمه الله، والمعنى أن الذى يحصل له من ماله ثلاث منافع فى الجملة، لكن منفعة واحدة منها حقيقة باقية، والباقى منها صورية فانية .(ما أكل) أى :ما استعمل من جنس المأكولات والمشروبات، ففيه تغليب أو اكتفاء (فأفنى) أى :فأعدمهما (أو لبس) أى :من الثياب (فأبلى) أى: فأخلقها (أو أعطى) أى :لله تعالى (فاقتنى) أى :جعله قنية وذخيرة للعقبى (وما سوى ذلك) أى: وما عدا ما ذكر من سائر أنواع المال من المواشى والعقار والخدم والنقود والجواهر ونحو ذلك . (فهو) أى :العبد (ذاهب) أى :عنه (وتاركه للناس) أى :من الورثة أو غيرهم بلا فائدة راجعة إليه، مع أن مطالبة المحاسبة والمعاقبة عليه(مرقاة المفاتيح، ج۸ص ۳۲۳۴، كتاب الرقاق)

[1] رقم الحديث ۲۹۵۹ ”۴“، كتاب الزهد والرقائق.

سِوَی ذٰلِکَ، فَهُوَ ذَاهِبٌ وَتَارِ کُهُ لِلنَّاسِ (صحیح ابنِ حبان) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بندہ یہ کہتا رہتا ہے کہ میرا مال، حالانکہ اس کا مال تین طرح کا ہے، ایک وہ جو اس نے کھالیا، اور ختم ہوگیا، اور دوسرے وہ جو اس نے (صدقہ وخیرات کے طور پر) دے دیا، تو اس نے وہ مال (اپنی آخرت کے لئے) باقی رکھ لیا اور تیسرا مال وہ جو اس نے پہن لیا، اور پھٹا پرانا ہوگیا، اور جو اس کے علاوہ ہے، تو یہ آدمی دنیا سے جانے والا ہے، اور (مال واسباب دوسرے) لوگوں کے لئے چھوڑنے والا ہے (جس کے دوسرے لوگ ہی مالک ہوں گے) (ابنِ حبان)

اس سے معلوم ہوا کہ اللہ کے راستہ میں اور صدقہ خیرات کیا ہوا مال انسان کے لئے آخرت میں ذخیرہ کے طور پر جمع ہوتا ہے۔

اور اس کے علاوہ جو مال انسان دنیا کے لئے خرچ کرتا ہے یا چھوڑتا ہے، وہ آخرت میں ذخیرے کے طور پر جمع نہیں ہوتا، اس لئے صدقہ کئے ہوئے مال کو اپنے لئے آخرت میں ذخیرے کے طور پر محفوظ وجمع سمجھنا چاہئے، جس کا اجر وثواب بڑھا چڑھا کر عطا کیا جائے گا۔ [2]

---

[1] رقم الحدیث ۳۲۴۴، کتاب الزکاة، باب ما جاء فی الحرص وما یتعلق به.
قال شعیب الارنؤوط: إسناده صحیح علی شرط مسلم (حاشیة صحیح ابنِ حبان)

[2] (وعن أبی هریرة قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم " :یقول العبد) أی :مع أن العبد وما فی یده لمولاه، ولا ینبغی له أن ینسب إلی نفسه شیئا، کما قالته الصوفیة الصفیة (مالی، مالی) أی :مالی کذا، مالی کذا، والمعنی یعده افتخارا أو یذکره احتقارا، أو لم یعرف المقصود من المال، ولا ما یترتب علیه من المآل من الوبال .(وإن ما له من ماله ثلاث) " : ما "الأولی موصولة وله صلته، ومن ماله متعلق بالصلة، وثلاث خبر، وإنما أنثه علی تأویل المنافع، ذکره الطیبی رحمه الله، والمعنی أن الذی یحصل له من ماله ثلاث منافع فی الجملة، لکن منفعة واحدة منها حقیقة باقیة، والباقی منها صوریة فانیة .(ما أکل) أی :ما استعمل من جنس المأکولات والمشروبات، ففیه تغلیب أو اکتفاء (فأفنی) أی :فأعدمهما (أو لبس) أی :من الثیاب (فأبلی) أی :فأخلقها (أو أعطی) أی :لله تعالی (فاقتنی) أی :جعله قنیة وذخیرة للعقبی (وما سوی ذلک) أی :وما عدا ما ذکر من سائر أنواع المال من المواشی والعقار والخدم والنقود والجواهر ونحو ذلک .(فهو) أی :العبد (ذاهب) أی :عنه (وتارکه للناس) أی :من الورثة أو غیرهم بلا فائدة راجعة إلیه، مع أن مطالبة المحاسبة والمعاقبة علیه (مرقاة المفاتیح شرح مشکاة المصابیح، ج۸ص ۳۲۳۴، کتاب الرقاق)

صدقہ سے مال میں کمی نہیں، بلکہ برکت ہوتی ہے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَا مِنْ يَوْمٍ يُصْبِحُ الْعِبَادُ فِيْهِ إِلَّا مَلَكَانِ يَنْزِلَانِ فَيَقُوْلُ أَحَدُهُمَا اَللّٰهُمَّ أَعْطِ مُنْفِقًا خَلَفًا وَيَقُوْلُ الْآخَرُ اَللّٰهُمَّ أَعْطِ مُمْسِكًا تَلَفًا (بخاری) [1]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی دن بھی ایسا نہیں ہوتا، جس میں بندے صبح کرتے ہوں، مگر ہر دن دو فرشتے (اللہ تعالیٰ کی طرف سے) اترتے ہیں، اوران میں سے ایک کہتا ہے کہ اے اللہ! خرچ کرنے والے کو (اس کا) بدل عطا کیجئے (یعنی جو کچھ وہ صدقہ وغیرہ کے طور پر خرچ کرے، اس کے بدلہ میں اس کو اور مال دیجئے) اور دوسرا کہتا ہے کہ اے اللہ! روکنے (اور خرچ نہ کرنے) والے کے مال کو تلف وضائع کیجئے (بخاری، مسلم)

اس سے معلوم ہوا کہ صدقہ وخیرات کرنے والے کے مال میں برکت عطاء کی جاتی ہے، اور اس کے برعکس بخل کرنے والے کے مال میں بے برکتی کی جاتی ہے، اور وہ مختلف شکلوں میں ضائع کیا جاتا ہے، مثلاً گناہوں میں خرچ ہوجاتا ہے، یا پھر فضول خرچی میں لگ جاتا ہے، یا پھر کوئی جسمانی یا مالی حادثہ وغیرہ پیش آجاتا ہے، جس میں مال کا بڑا حصہ خرچ ہوجاتا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: قَالَ اللّٰهُ أَنْفِقْ يَا ابْنَ آدَمَ أُنْفِقْ عَلَيْكَ (بخاری) [2]

---

[1] رقم الحديث ١٣٥١، كتاب الزكاة، باب قول الله تعالى فأما من أعطى واتقى وصدق بالحسنى، مسلم، رقم الحديث ١٠١٠ "٥٧"

[2] رقم الحديث ٥٣٥٢، كتاب النفقات، باب فضل النفقة على الأهل، صحيح مسلم رقم الحديث ٩٩٣ "٣٦"

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ نے فرمایا کہ اے ابنِ آدم! (اللہ کے حکم کے مطابق) خرچ کر، جس کے نتیجہ میں، میں تجھ پر خرچ کروں گا (بخاری)

اس سے معلوم ہوا کہ شرعی صدقہ وخیرات کرنے سے اللہ تعالیٰ اور زیادہ مال عطا فرماتا ہے، یعنی صدقہ وخیرات کرنے سے مال میں برکت ہوتی ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: مَا نَقَصَتْ صَدَقَةٌ مِنْ مَالٍ، وَمَا زَادَ اللّٰهُ عَبْدًا بِعَفْوٍ، إِلَّا عِزًّا، وَمَا تَوَاضَعَ أَحَدٌ لِلّٰهِ إِلَّا رَفَعَهُ اللّٰهُ (مسلم) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ صدقہ مال میں کمی نہیں کرتا، اور جو بندہ بھی (لوگوں سے) درگزر کرتا ہے، اللہ اس کی عزت کو زیادہ فرماتا ہے، اور جو کوئی بھی اللہ کے لئے تواضع (وعاجزی) کو اختیار کرتا ہے، اللہ اس کو بلند فرماتا ہے (مسلم)

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ثَلَاثٌ وَالَّذِىْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ إِنْ كُنْتُ لَحَالِفًا عَلَيْهِنَّ: لَا يَنْقُصُ مَالٌ مِنْ صَدَقَةٍ فَتَصَدَّقُوْا، وَلَا يَعْفُوْ رَجُلٌ عَنْ مَظْلِمَةٍ يُرِيْدُ بِهَا وَجْهَ اللّٰهِ إِلَّا رَفَعَهُ اللّٰهُ بِهَا عِزًّا يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَلَا يَفْتَحُ رَجُلٌ عَلٰى نَفْسِهٖ بَابَ مَسْأَلَةٍ إِلَّا فَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْهِ بَابَ فَقْرٍ (مسند ابی یعلیٰ الموصلی) [2]

---

[1] رقم الحدیث ۲۵۸۸ ''۶۹'' کتاب البر والصلة والآداب، باب استحباب العفو والتواضع.

[2] رقم الحدیث ۸۴۹، مسند احمد، رقم الحدیث ۱۶۷۴.

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara Ghufran

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تین چیزیں ہیں، قسم ہے اس ذات کی کہ جس کے قبضہ میں محمد کی جان ہے، میں ان پر قسم کھاتا ہوں، ایک یہ کہ مال میں صدقہ سے کمی نہیں آتی، تو تم صدقہ دیا کرو، اور دوسرے یہ کہ جو آدمی بھی کسی کے ظلم کو اللہ کی رضا حاصل کرنے کے ارادہ سے معاف کردیتا ہے، تو اس کو اللہ قیامت کے دن بلند عزت عطا فرماتا ہے، اور تیسرے یہ کہ جو آدمی بھی اپنے آپ پر سوال کرنے (اور بھیک وغیرہ مانگنے) کا راستہ کھولتا ہے، تو اس پر اللہ فقر و فاقہ (اور تنگ دستی و افلاس) کا راستہ کھول دیتا ہے (ابو یعلیٰ، مسند احمد)

اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ صدقہ و خیرات کرنے سے مال میں کمی نہیں آتی، انسان ایک طرف سے صدقہ و خیرات میں مال خرچ کرتا ہے، تو دوسری طرف اللہ تعالیٰ جلد یا بدیر کسی نہ کسی شکل میں اور مال عطاء فرمادیتا ہے، یا موجودہ مال میں ایسی خیر و برکت عطاء فرمادیتا ہے کہ جو اس کی بہت سی ضروریات اور مفید کاموں میں استعمال ہوتا ہے، یعنی ''کم خرچ،

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

قال شعيب الارنؤوط:

حسن لغيره، وهذا إسناد ضعيف لجهالة قاص أهل فلسطين، وعمر بن أبى سلمة -وهو ابن عبد الرحمن بن عوف -ليس بالقوى، يكتب حديثه ولا يحتج به.

وأخرجه عبد بن حميد(١٥٩)والبزار(١٠٣٣)وأبو يعلى(٨٤٩) والقضاعى فى "مسند الشهاب(٨١٨) "من طريق أبى عوانة، بهذا الإسناد.

وأخرجه البزار(١٠٣٢) وابن عدى٥/١٨٢/٧، والقضاعى(٨١٩)من طريق عمرو بن مجمع، عن يونس بن خباب، عن أبى سلمة بن عبد الرحمن، عن أبيه، به.

وعمرو بن مجمع ويونس بن خباب ضعيفان، وأبو سلمة لم يدرك أباه.

وأخرجه الخرائطى فى "مكارم الأخلاق(١٦٨)" والطبرائى فى "الصغير(١٤٢)" والقضاعى (٧٨٣)و(٨١٧)من طريق سفيان الثورى، عن منصور، عن يونس بن خباب، عن أبى سلمة بن عبد الرحمن، عن أم سلمة، عن النبى صلى الله عليه وسلم .وفى الإسناد إلى سفيان ضعف.

وله شاهد عن أبى كبشة عند أحمد٤/٢٣١، وعن أبى هريرة عند أحمد٢/٣٨٦، ومسلم(٢٥٨٨)وعن ابن عباس عند القضاعى(٨١٦)وعزاه المنذرى فى "الترغيب (٥٧٣/١)" إلى البيهقى وقال :حديث جيد فى الشواهد(حاشية مسند احمد)

بالانشین'' کا مصداق بن جاتا ہے۔

حضرت ابو کبشہ انماری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ثَلَاثَةٌ أُقْسِمُ عَلَيْهِنَّ وَأُحَدِّثُكُمْ حَدِيثًا فَاحْفَظُوهُ قَالَ مَا نَقَصَ مَالُ عَبْدٍ مِنْ صَدَقَةٍ وَلَا ظُلِمَ عَبْدٌ مَظْلَمَةً فَصَبَرَ عَلَيْهَا إِلَّا زَادَهُ اللّٰهُ عِزًّا وَلَا فَتَحَ عَبْدٌ بَابَ مَسْأَلَةٍ إِلَّا فَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْهِ بَابَ فَقْرٍ أَوْ كَلِمَةً نَحْوَهَا وَأُحَدِّثُكُمْ حَدِيثًا فَاحْفَظُوهُ قَالَ إِنَّمَا الدُّنْيَا لِأَرْبَعَةِ نَفَرٍ عَبْدٍ رَزَقَهُ اللّٰهُ مَالًا وَعِلْمًا فَهُوَ يَتَّقِي فِيهِ رَبَّهُ وَيَصِلُ فِيهِ رَحِمَهُ وَيَعْلَمُ لِلّٰهِ فِيهِ حَقًّا فَهٰذَا بِأَفْضَلِ الْمَنَازِلِ وَعَبْدٍ رَزَقَهُ اللّٰهُ عِلْمًا وَلَمْ يَرْزُقْهُ مَالًا فَهُوَ صَادِقُ النِّيَّةِ يَقُولُ لَوْ أَنَّ لِي مَالًا لَعَمِلْتُ بِعَمَلِ فُلَانٍ فَهُوَ بِنِيَّتِهِ فَأَجْرُهُمَا سَوَاءٌ وَعَبْدٍ رَزَقَهُ اللّٰهُ مَالًا وَلَمْ يَرْزُقْهُ عِلْمًا فَهُوَ يَخْبِطُ فِي مَالِهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ لَا يَتَّقِي فِيهِ رَبَّهُ وَلَا يَصِلُ فِيهِ رَحِمَهُ وَلَا يَعْلَمُ لِلّٰهِ فِيهِ حَقًّا فَهٰذَا بِأَخْبَثِ الْمَنَازِلِ وَعَبْدٍ لَمْ يَرْزُقْهُ اللّٰهُ مَالًا وَلَا عِلْمًا فَهُوَ يَقُولُ لَوْ أَنَّ لِي مَالًا لَعَمِلْتُ فِيهِ بِعَمَلِ فُلَانٍ فَهُوَ بِنِيَّتِهِ فَوِزْرُهُمَا سَوَاءٌ (سنن الترمذی)[1]

ترجمہ: انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ تین چیزوں پر میں قسم اٹھاتا ہوں، اور تمہیں ایک اہم بات بتلاتا ہوں، سو تم اسے یاد رکھنا، فرمایا کہ کسی بندے کا مال صدقہ سے کم نہیں ہوتا، جس بندے پر بھی کوئی ظلم کیا جاتا ہے، اور وہ اس پر صبر کرتا ہے، تو اللہ اس کی عزت میں اضافہ فرماتا ہے، اور جو بندہ بھی سوال کا

---

[1] رقم الحدیث ۲۳۲۵، ابواب الزھد، باب ما جاء مثل الدنیا مثل أربعة نفر، مسند احمد رقم الحدیث ۱۸۰۳۱.

قال الترمذی: ھذا حدیث حسن صحیح.

وقال شعیب الارنؤوط:

حدیث حسن (حاشیة مسند احمد)

راستہ کھولتا ہے (یعنی دوسرے سے مانگنا شروع کر دیتا ہے) تو اللہ اس پر فقر اور تنگ دستی کا دروازہ کھول دیتا ہے، یا نبی علیہ السلام نے اسی طرح کا کوئی جملہ فرمایا۔ اور میں تمہیں ایک اور اہم بات بتلاتا ہوں، سو تم اسے یاد رکھنا، فرمایا کہ دنیا تو چار قسم کے افراد کے لئے ہے، ایک اس بندے کے لئے جس کو اللہ تعالیٰ نے مال اور علمِ دین دونوں کی نعمت عطا فرمائی، تو وہ اس معاملہ میں اپنے رب سے ڈرتا ہے (کہ اس مال کو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں خرچ نہیں کرتا؛ اور علمِ دین سے بھی فائدہ اٹھاتا ہے) اور اس علم و مال کی روشنی میں رشتہ داروں سے صلہ رحمی کرتا ہے، اور اس میں اللہ تعالیٰ کے حق کو سمجھتا ہے (مثلاً مال کو اللہ تعالیٰ کے لئے وقف کرتا ہے، اور دینی علم سے دوسروں کو تبلیغ؛ تدریس؛ اور افتاء وغیرہ کے ذریعہ سے فائدہ پہنچاتا ہے) تو یہ شخص درجات میں چاروں سے افضل ہے۔ اور دوسرے اس بندے کے لئے کہ جس کو اللہ تعالیٰ نے علم کی نعمت تو عطا فرمائی، لیکن مال عطا نہیں فرمایا، لیکن وہ نیت کا سچا ہے، اور کہتا ہے کہ اگر میرے پاس مال ہوتا تو میں فلاں آدمی کی طرح عمل کرتا (جو کہ رشتہ داروں سے صلہ رحمی کرتا ہے، اور اس میں اللہ تعالیٰ کے حق کو سمجھ کر عمل کرتا ہے) تو یہ اپنی نیت کے مطابق صلہ پاتا ہے، اور پہلے اور اس آدمی کا ثواب برابر ہے۔ اور تیسرے اس بندے کے لئے ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے مال کی نعمت عطا فرمائی، لیکن علم کی نعمت عطا نہیں فرمائی، تو وہ علم کے بغیر اپنے مال کو اپنی شہوت کے مطابق خرچ کرتا ہے؛ اور اس معاملہ میں اپنے رب سے نہیں ڈرتا؛ اور نہ ہی اس مال سے صلہ رحمی کرتا ہے؛ اور نہ ہی اس مال میں اللہ تعالیٰ کے حق کو سمجھتا ہے، تو یہ درجات میں سب سے بدتر بندہ ہے۔

اور چوتھے اس بندے کے لئے ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے نہ تو مال کی نعمت عطا فرمائی؛ اور نہ علم کی، تو وہ یہ کہتا ہے کہ اگر میرے پاس مال ہوتا تو میں بھی اس

مال کے سلسلہ میں فلاں بندے کی طرح عمل کرتا (جو کہ مال کو علم کے بغیر اپنی شہوت کے مطابق خرچ کرتا ہے، اور اپنے رب سے نہیں ڈرتا اور نہ ہی صلہ رحمی کرتا ہے، اور نہ ہی مال میں اللہ تعالیٰ کے حق کو سمجھتا ہے) تو یہ بندہ اپنی نیت کے مطابق صلہ پاتا ہے، اور اس کا گناہ اور وبال اس تیسرے شخص کے برابر ہے (ترمذی)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ زکاۃ و صدقات سے مال میں کمی نہیں آتی، اور اگر کسی کے پاس صدقہ کرنے کا انتظام نہ ہو، مگر وہ اس کی تمنا کرے تو وہ بھی محروم نہیں، اور جو شخص مال و دولت کو صدقہ و خیرات اور نیک کاموں میں خرچ نہیں کرتا، بلکہ گناہوں میں خرچ کرتا ہے، وہ اللہ کی نظر میں بدترین شخص شمار ہوتا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ قَالَ: قَالَ بَيۡنَا رَجُلٌ بِفَلاةٍ مِّنَ الۡأَرۡضِ فَسَمِعَ صَوۡتًا فِيۡ سَحَابَةٍ اَسۡقِ حَدِيۡقَةَ فُلانٍ. فَتَنَحّٰى ذٰلِكَ السَّحَابُ فَأَفۡرَغَ مَاءَهُ فِيۡ حَرَّةٍ فَإِذَا شَرۡجَةٌ مِنۡ تِلۡكَ الشِّرَاجِ قَدِ اسۡتَوۡعَبَتۡ ذٰلِكَ الۡمَاءَ كُلَّهُ فَتَتَبَّعَ الۡمَاءَ فَإِذَا رَجُلٌ قَائِمٌ فِيۡ حَدِيۡقَتِهٖ يُحَوِّلُ الۡمَاءَ بِمِسۡحَاتِهٖ فَقَالَ لَهُ يَا عَبۡدَ اللّٰهِ مَا اِسۡمُكَ قَالَ فُلانٌ. لِلاِسۡمِ الَّذِيۡ سَمِعَ فِي السَّحَابَةِ فَقَالَ لَهُ يَا عَبۡدَ اللّٰهِ لِمَ تَسۡأَلُنِيۡ عَنِ اسۡمِيۡ فَقَالَ إِنِّيۡ سَمِعۡتُ صَوۡتًا فِي السَّحَابِ الَّذِيۡ هٰذَا مَاؤُهُ يَقُوۡلُ اَسۡقِ حَدِيۡقَةَ فُلانٍ لِإِسۡمِكَ فَمَا تَصۡنَعُ فِيۡهَا قَالَ أَمَّا إِذَا قُلۡتَ هٰذَا فَإِنِّيۡ أَنۡظُرُ إِلٰى مَا يَخۡرُجُ مِنۡهَا فَأَتَصَدَّقُ بِثُلُثِهٖ وَآكُلُ أَنَا وَعِيَالِيۡ ثُلُثًا وَأَرُدُّ فِيۡهَا ثُلُثَهُ (صحيح مسلم) [1]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی شخص کسی جنگل میں تھا اچانک اس

---

[1] رقم الحديث ٢٩٨٤ "٤٥" كتاب الزهد والرقائق، باب الصدقة فى المساكين.

نے بادل میں یہ آواز سنی کہ فلاں شخص کے باغ کو پانی دو، تو اس آواز کے ساتھ وہ بادل چلا اور ایک سیاہ پتھریلی زمین میں خوب پانی برسا اور سب پانی ایک نالے میں جمع ہو کر چلا یہ شخص بھی اس پانی کے پیچھے چلتا رہا تو آگے چل کر کیا دیکھتا ہے کہ ایک شخص اپنے باغ کو اس پانی سے سیراب کر رہا ہے۔ اس نے اس باغ والے سے پوچھا کہ اے اللہ کے بندے آپ کا نام کیا ہے؟ اس نے وہی نام بتایا جو اس نے بادل میں سنا تھا پھر اس باغ والے نے اس سے سوال کیا کہ اے اللہ کے بندے میرا نام کیوں پوچھتے ہو؟ اس نے جواب میں کہا کہ میں نے اس بادل میں جس سے یہ پانی برسا ہے ایک آواز سنی کہ آپ کا نام لے کر کہا کہ اس کے باغ کو پانی دے، آپ اس باغ میں کیا عمل کرتے ہو کہ اس قدر مقبول ہے۔ اس نے کہا، جب تو نے یہ بات پوچھ ہی لی تو سُن! میں اس کی کُل پیداوار کو دیکھتا ہوں، اس میں سے ایک تہائی خیرات کر دیتا ہوں، ایک تہائی اپنے لئے اور بال بچوں کے لئے رکھ لیتا ہوں، اور ایک تہائی پھر اسی باغ میں لگا دیتا ہوں (مسلم)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ صدقہ کرنے سے اللہ تعالیٰ مال میں برکت عطا فرماتا ہے، اور اس کے مال کی حفاظت فرماتا ہے، جو کہ مختلف شکلوں میں ہوتی ہے، جن کی طرف بندہ کی توجہ بھی نہیں ہوتی۔ [1]

خلاصہ یہ کہ صدقہ کرنے سے مال میں کمی نہیں آتی، بلکہ اللہ تعالیٰ اس کی برکت سے اور زیادہ عطا فرماتا ہے، اور اس کے برعکس بخل کرنے سے مال میں بے برکتی اور اس کی اضاعت لازم آتی ہے۔

---

[1] (فأتصدق بثلثه) بضم أوليه فى الأفصح، ويجوز تسكين ثانيه تخفيفاً زيادة فى التقرب إلى الله سبحانه وتعالى، وإلا فالواجب فى شريعتنا فى النصاب من ذلك العشر تارة ونصفه أخرى (وآكل أنا وعيالى) أى أعولهم من أهل وولد وزوجة وخادم وغير ذلك (ثلثاً وأرد فيها ثلثه) أى ثلث الخارج(دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين، ج۴ص۵۴۸،باب الكرم والجود)

صدقہ، بیماریوں کی دوا ہے

حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے مرسلاً روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: حَصِّنُوْا أَمْوَالَکُمْ بِالزَّکَاۃِ، وَدَاوُوْا مَرْضَاکُمْ بِالصَّدَقَۃِ، وَاسْتَقْبِلُوْا أَمْوَاجَ الْبَلَاءِ بِالدُّعَاءِ وَالتَّضَرُّعِ (مراسیل ابی داؤد، رقم الحدیث ۱۰۵، ص۱۲۷، باب فی الزکاۃ)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنے مالوں کو زکاۃ کے ذریعہ سے محفوظ کرو، اور اپنے بیماروں کا صدقہ کے ذریعہ سے علاج کرو، اور بلاؤں کی موجوں کا دعاء اور تضرع (اللہ کے حضور گڑگڑانے) کے ذریعہ سے سامنا کرو (مراسیل ابی داؤد)

مذکورہ روایت حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے مرسلاً مروی ہے، یعنی حضرت بصری رحمہ اللہ تابعی ہیں، جنہوں نے درمیان کے واسطہ والے صحابی رضی اللہ عنہ کا ذکر نہیں کیا، بلکہ براہِ راست رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کو روایت کیا ہے، جس کے پیشِ نظر بعض حضرات نے اس حدیث کو ضعیف قرار دیا ہے۔

لیکن بہت سے حضرات اس طرح کی مرسل حدیث کو حجت سمجھتے ہیں، اس لئے ان کے نزدیک یہ حدیث قابلِ اعتبار ہوگی۔ [1]

---

[1] قال المنذری:
رواہ أبو داود فی المراسیل ورواہ الطبرانی والبیہقی وغیرہما عن جماعۃ من الصحابۃ مرفوعا متصلا والمرسل أشبہ (الترغیب والترہیب، تحت رقم الحدیث ۱۱۱۲، کتاب الصدقات الترغیب فی أداء الزکاۃ وتأکید وجوبہا)

وقال الالبانی:
حسن لغیرہ (صحیح الترغیب والترہیب، حوالہ بالا)

ینقسم المرسل إلی أربعۃ أقسام ھی:

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara Ghufran

اوراس طرح کا مضمون حضرت سمرہ بن جندب اور حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہما کی سندوں سے مروی احادیث میں بھی آیا ہے، جن کی سندوں کو فی نفسہٖ محدثین اور اہلِ علم حضرات نے ضعیف قرار دیا ہے، مگر پہلی روایت سے مل کران میں قوت پیدا ہونے کا امکان ہے۔ [1]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

القسم الأول :ما أرسله الصحابی :حکمه أنه مقبول بالإجماع، وذلک للإجماع علی عدالة الصحابة الکرام.

القسم الثانی :إرسال القرن الثانی والثالث أی التابعین وتابعیهم، وقد اختلفت آراء العلماء فی الاحتجاج به، إذ أنه حجة عند الحنفیة والمالکیة وأشهر روایتی الحنابلة، إذا کان المرسل عدلا.

أما الشافعی فلا یعتبره حجة إلا إذا تأید بآیة، أو سنة مشهورة، أو موافقة قیاس صحیح، أو قول صحابی، أو تلقته الأمة بالقبول، أو اشترک فی إرساله عدلان، بشرط أن یکون شیخاهما مختلفین، أو ثبت اتصاله بوجه آخر، بأن أسنده غیر مرسله، أو أسنده مرسله مرة أخری.

ولثبوت الاتصال بوجه آخر قبلت مراسیل سعید بن المسیب، لأنها بالتتبع وجدت مسندة (أی متصلة مرفوعة إلی النبی صلی الله علیه وسلم) وأکثرها مما سمعه عن عمر بن الخطاب .وهذا ما ذکره الشافعی فی احتجاجه بالمرسل أو عدمه .

وأما رأی الإمام أحمد فیتضح بما نقله صاحب شرح روضة الناظر، ومفاده أن للإمام روایتین أشهرهما أنه حجة .

القسم الثالث :ما أرسله العدل من غیر القرون الثلاثة :ویعتبر هذا النوع من المراسیل حجة عند أبی الحسن الکرخی، لأن إرسال العدل یقبل فی کل عصر، إذ أن العلة التی توجب قبول مراسیل القرون الثلاثة وهی العدالة والضبط، تشمل سائر القرون .

القسم الرابع :ما أرسل من وجه واتصل من وجه آخر، فهو مقبول عند الأکثر، لأن المرسل ساکت عن حال الراوی، والمسند ناطق، والساکت لا یعارض الناطق، مثل حدیث :لا نکاح إلا بولی رواه إسرائیل بن یونس مسندا، ورواه شعبة مرسلا .وقال بعض العلماء :لا یقبل هذا النوع من المراسیل، لأن سکوت الراوی عن ذکر المروی عنه بمنزلة الجرح فیه، وإسناد الآخر بمنزلة التعدیل، وإذا اجتمع الجرح والتعدیل یعمل بالجرح (الموسوعة الفقهیة الکویتیة، ج۳، ص۹۴، مادة "إرسال")

[1] أخبرنا أبو علی الروذباری، حدثنا إسماعیل بن محمد الصفار، حدثنا الحسن بن الفضل بن السمح، حدثنا غیاث بن کلوب الکوفی، حدثنا مطرف بن سمرة بن جندب، عن أبیه، قال :قال رسول الله صلی الله علیه وسلم " :حصنوا أموالکم بالزکاة، وداووا مرضاکم بالصدقة، وردوا نائبة البلاء بالدعاء "غیاث هذا مجهول(شعب الإیمان للبیهقی، رقم الحدیث ۳۲۸۰، کتاب الزکاة، فصل فیمن أتاه الله مالا من غیر مسألة)

أخبرنا أبو نصر بن قتادة، حدثنا أبو عمرو بن مطر، حدثنا محمد بن یحیی بن الحسین

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara Ghufran

معلوم ہوا کہ صدقہ سے بیماریوں کا علاج ہوتا ہے۔

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

العمی البصری، ببغداد، حدثنا طالوت بن عباد، حدثنا فضال بن جبیر، عن أبی أمامة، قال :قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم " :حصنوا أموالکم بالزکاة، وداووا مرضاکم بالصدقة، واستقبلوا أمواج البلاء بالدعاء " (شعب الإیمان، رقم الحدیث ۳۲۷۹، کتاب الزکاة، فصل فیمن أتاہ اللہ مالا من غیر مسألة)

قال البیهقی: فضال بن جبیر صاحب مناکیر (شعب الایمان، حوالہ بالا)

عن عبادة بن الصامت، قال :أتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وهو قاعد فی الحطیم بمکة ,فقیل :یا رسول اللہ أتی علی مال فلان نسیف البحر فذهب به فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم :ما تلف مال فی بحر ولا بر إلا بمنع الزکاة فحرزوا أموالکم بالزکاة ,وداووا مرضاکم بالصدقة ,وادفعوا عنکم طوارق البلاء بالدعاء ,فإن الدعاء ینفع مما نزل ومما لم ینزل ,ما نزل یکشفه وما لم ینزل یحبسه(مسند الشامیین للطبرانی رقم الحدیث ۱۸،الدعاء للطبرانی رقم الحدیث ۳۰)

وقال أبو حذیفة، نبیل بن منصور بن یعقوب بن سلطان البصارة الکویتی:

وأما حدیث عبادة بن الصامت فأخرجه الطبرانی فی "مسند الشامیین(۱۸) "وفی "الدعاء (۳۴) "وابن عساکر فی "معجم الشیوخ(۱۵۴۴) "من طریق هشام بن عمار الدمشقی ثنا أبو الضحاک عراک بن خالد بن یزید بن صالح بن صبیح المُزنی ثنی أبی قال :سمعت إبراهیم بن أبی عبلة العقیلی یحدث عن عبادة قال :أتی رسول اللہ -صلی اللہ علیہ وسلم -وهو قاعد فی ظل الحطیم بمکة، فقیل :یا رسول اللہ، أتی علی مال أبی فلان بسیف البحر فذهب به، فقال رسول اللہ -صلی اللہ علیہ وسلم " -ما تلف مال فی بَرٍّ ولا بحر إلا بمنع الزکاة، فحرزوا أموالکم بالزکاة، وداووا مرضاکم بالصدقة، وادفعوا عنکم طوارق البلاء بالدعاء ، فإنّ الدعاء ینفع مما نزل، ومما لم ینزل، ما نزل یکشفه، وما لم ینزل یحبسه"

قال الطبرانی :إبراهیم بن أبی عبلة لم یسمع من عبادة بن الصامت"

وقال ابن عساکر :غریب، وإبراهیم لم یدرک عبادة"

وقال أبو حاتم :هذا حدیث منکر، وإبراهیم لم یدرک عبادة، وعراک منکر الحدیث، وأبوه خالد بن یزید أوثق منه وهو صدوق "العلل ۱/۲۲۰-۲۲۱ (انیس الساری فی تخریج احادیث فتح الباری، ج۲، ص ۱۴۸۴، حرف الهمزة)

وقال العجلونی:

(حصنوا أمولکم بالزکاة ، وداووا مرضاکم بالصدقة ، وأعدوا للبلاء الدعاء) قال ابن الغرس ضعیف ، لکن ورد له شواهد ، وقال فی المقاصد رواه الطبرانی وأبو نعیم والعسکری والقضاعی عن ابن مسعود مرفوعا ، وللطبرانی فی الدعاء عن عبادة بن

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara Ghufran

لیکن اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ بیماری کے موقع پر علاج معالجہ نہ کیا جائے، بلکہ مطلب یہ ہے کہ جائز تدابیر اختیار کرنے کے ساتھ ساتھ صدقہ کا بھی اہتمام کیا جائے۔ [1]

صدقہ سے تجارت میں شامل، لغو باتوں اور قسموں کا کفارہ

خرید وفروخت کے وقت جو فضول اور لغو باتیں اور قسمیں وغیرہ شامل ہوجاتی ہیں، جبکہ وہ سچی ہوں، جھوٹی نہ ہوں، اُن کے ازالہ کے لئے شریعت کی طرف سے صدقہ کے عمل کو تجویز کیا گیا ہے۔

چنانچہ حضرت قیس بن ابی غرزہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

الصامت قال أتى رسول الله صلى الله عليه وسلم وهو قاعد فى ظل الحطيم بمكة ، فقيل يا رسول الله أتى على مال لى بسيف البحر فذهب به ، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم ما تلف مال فى بر ولا بحر إلا بمنع الزكاة ، فحرزوا أموالكم بالزكاة وداووا مرضاكم بالصدقة وادفعوا عنكم طوارق البلاء بالدعاء فإن الدعاء ينفع مما نزل ومما لم ينزل ، ما نزل يكشفه وما لم ينزل يحبسه ، وللبيهقى فى الشعب عن أبى أمامة مرفوعا حصنوا أموالكم بالزكاة ، وداووا مرضاكم بالصدقة ، واستقبلوا أمواج البلاء بالدعاء ، لكن فى سنده فضالة بن جبير صاحب مناكير ، ورواه الطبرانى وأبو الشيخ عن سمرة بن جندب رفعه بلفظه إلا أنه قال وردوا نائبة البلاء بالدعاء بدل الجملة الثانية وفى سنده غياث مجهول ، ورواه الديلمى عن ابن عمر رفعه بلفظ داووا مرضاكم بالصدقة ، وحصنوا أموالكم بالزكاة ، فإنها تدفع عنكم الأعراض والأمراض ، قال البيهقى أنه منكر بهذا الإسناد ، وفى الباب أيضا مما رواه الديلمى عن أنس مرفوعا ما عولج مريض بدواء أفضل من الصدقة ، وغيره مما لا نطيل به (كشف الخفاء ومزيل الألباس عما اشتهر من الأحاديث على ألسنة الناس، تحت رقم الحديث ١١٤٨)

[1] (داووا مرضاكم بالصدقة) فإن الطب نوعان جسمانى وروحانى فأرشد النبى صلى الله عليه وسلم إلى الأول آنفا وأشار الآن إلى الثانى فأمر بمداواة المرضى بالصدقة ونبه بها على بقية أخواتها من القرب كإغاثة ملهوف وإغاثة مكروب وقد جرب ذلك الموفقون فوجدوا الأدوية الروحانية تفعل ما لا تفعله الأدوية الحسية ولا ينكر ذلك إلا من كشف حجابه والنبى صلى الله عليه وسلم طبيب القلوب فمن وجد عنده كمال استعداد إلى الإقبال على رب العباد أمره بالطب الروحانى ومن رآه على خلاف ذلك وصف له ما يليق من الأدوية الحسية(فيض القدير للمناوى، تحت رقم الحديث ٤١٦٥)

خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ نُسَمَّى السَّمَاسِرَةَ فَقَالَ يَا مَعْشَرَ التُّجَّارِ إِنَّ الشَّيْطَانَ وَالْإِثْمَ يَحْضُرَانِ الْبَيْعَ فَشُوْبُوْا بَيْعَكُمْ بِالصَّدَقَةِ (سنن الترمذی) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہماری طرف نکلے، لوگ ہمیں سماسرہ (یعنی دلال) کہا کرتے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے تاجروں کی جماعت! خرید وفروخت میں شیطان اور گناہ دونوں موجود ہوتے ہیں، لہٰذا تم لوگ اپنی خرید وفروخت کو صدقے کے ساتھ ملا دیا کرو (ترمذی)

یعنی خرید وفروخت کے ساتھ صدقہ وخیرات کا بھی اہتمام کیا کرو۔

اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ:

كُنَّا نَبْتَاعُ الْأَوْسَاقَ بِالْمَدِيْنَةِ، وَكُنَّا نُسَمَّى السَّمَاسِرَةَ، قَالَ: فَأَتَانَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَمَّانَا بِاسْمٍ هُوَ أَحْسَنُ مِمَّا كُنَّا نُسَمِّيْ بِهِ أَنْفُسَنَا، فَقَالَ: يَا مَعْشَرَ التُّجَّارِ إِنَّ هٰذَا الْبَيْعَ يَحْضُرُهُ اللَّغْوُ، وَالْحَلِفُ، فَشُوْبُوْهُ بِالصَّدَقَةِ (مسند احمد) [2]

ترجمہ: ہم مدینہ کے بازاروں میں خرید وفروخت کیا کرتے تھے، اور ہمارا نام

---

[1] رقم الحديث ١٢٠٨، ابواب البيوع، باب ما جاء فى التجار وتسمية النبى صلى الله عليه وسلم إياهم.

قال الترمذى: وفى الباب عن البراء بن عازب، ورفاعة :. حديث قيس بن أبى غرزة حديث حسن صحيح. رواه منصور، والأعمش، وحبيب بن أبى ثابت، وغير واحد، عن أبى وائل، عن قيس بن أبى غرزة، ولا نعرف لقيس عن النبى صلى الله عليه وسلم غير هذا. حدثنا هناد قال: حدثنا أبو معاوية، عن الأعمش، عن شقيق بن سلمة، عن قيس بن أبى غرزة، عن النبى صلى الله عليه وسلم نحوه بمعناه :. وهذا حديث حسن صحيح.

[2] رقم الحديث ١٦١٣٥، سنن أبى داود، رقم الحديث ٣٣٢٦، باب فى التجارة يُخالطها الحلِف واللّغو.

قال شعيب الارنؤوط:

إسناده صحيح (حاشية مسند احمد و حاشية سنن ابى داوٗد)

سماسرہ رکھا جاتا تھا، تو (اسی دوران) ہمارے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور ہمارا اُس سے بہتر نام رکھا، جو ہم نے پہلے سے اپنا نام رکھا ہوا تھا، اور فرمایا کہ اے تاجروں کی جماعت! اس خرید وفروخت میں لغو باتیں اور قسم شامل ہو جاتی ہے، تو تم اس میں صدقہ کو شامل کر لیا کرو (مسند احمد)

خرید وفروخت کے وقت زبان یا عمل سے لغو اور فضول باتیں اور حرکات سرزد ہونے کا بہت امکان ہوتا ہے، اور بہت سے تاجر اپنی بات پر یقین دِلانے کے لئے کثرت سے قسمیں بھی کھاتے ہیں، اگرچہ وہ قسمیں جھوٹ پر مشتمل نہ ہوں، بلکہ سچ پر مبنی ہوں، لیکن اس میں ضرورت اور بلا ضرورت کا خیال نہیں کیا جاتا۔

اس قسم کے اقوال وافعال کی تلافی کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقہ کے عمل کو تجویز فرمایا، کیونکہ صدقہ کا عمل انتہائی مبارک عمل ہے، اور اُس کے ذریعہ سے اس قسم کی لغو اور غیر ضروری باتوں کی تلافی ہو جاتی ہے۔

جس سے معلوم ہوا کہ چھوٹے اور بڑے ہر طرح کے تاجروں کو جن میں ریڑھی اور چھابے والے بھی داخل ہیں، اپنی حسبِ حیثیت وحسبِ توفیق صدقہ وخیرات کا خاص طور پر اہتمام کرنا چاہئے۔

مسکین، یتیم اور قیدی کو کھلانے اور مدد کرنے کی فضیلت واہمیت

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

إِنَّ الْأَبْـرَارَ يَشْرَبُوْنَ مِنْ كَأْسٍ كَانَ مِزَاجُهَا كَافُوْرًا . عَيْنًا يَّشْرَبُ بِهَا عِبَادُ اللّٰهِ يُفَجِّرُوْنَهَا تَفْجِيْرًا . يُوْفُوْنَ بِالنَّذْرِ وَيَخَافُوْنَ يَوْمًا كَانَ شَرُّهٗ

("فشوبوه") بضم أوله، أى اخلطوا ما ذكره من اللغو والحلف ") بالصدقة) : فإنها تطفىء غضب الرب، وأن الحسنات يذهبن السيئات، كذا قيل (مرقاة المفاتيح، ج٥ص ١٩١٠، كتاب البيوع، باب المساهلة فى المعاملة)

Idara Ghufran

مُسْتَطِيْرًا . وَيُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ مِسْكِيْنًا وَّيَتِيْمًا وَّأَسِيْرًا . إِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللّٰهِ لَا نُرِيْدُ مِنْكُمْ جَزَاءً وَّلَا شُكُوْرًا (سورة الانسان، رقم الآيات ۵ الیٰ ۹)

ترجمہ: بے شک نیک لوگ پئیں گے پیالے سے جس میں کافور کی آمیزش ہو گی۔ایسا چشمہ ہے کہ پئیں گے اس سے، اللہ کے بندے نہریں، اس سے نکال لیں گے۔پوری کرتے ہیں وہ اپنی منتوں کو اور ڈرتے ہیں اس دن سے کہ ہوگا اس کا شر پھیلا ہوا۔اور کھلاتے ہیں وہ کھانا اُس (اللہ) کی محبت پر مسکین کو اور یتیم کو اور قیدی کو (وہ کہتے ہیں کہ) بس کھلاتے ہیں ہم تم کو، اللہ کی رضا کے لئے، نہیں ارادہ رکھتے ہم، تم سے کسی بدلہ کا اور نہ شکر گزار رہنے کا (سورہ انسان)

مطلب یہ ہے کہ نیک لوگوں کو جنت کے مخصوص چشمے سے جس میں کافور کی آمیزش ہوگی، پینا نصیب ہوگا، اور اس چشمہ سے وہ نیک لوگ اپنی مرضی سے جس طرف چاہیں گے، چھوٹی چھوٹی نہریں نکال اور بہالیں گے۔

اور یہ بھی معلوم ہوا کہ یہ نعمت ایسے نیک بندوں کو حاصل ہوگی کہ جو دنیا میں نیک اور جائز کاموں کی نذر و منت کو پورا کرتے ہیں، اور قیامت کے اس دن سے ڈرتے ہیں کہ جس کے شر و آفت اور مصیبت کا اثر ہر طرف پھیلا ہوگا، اور وہ لوگ اللہ کی محبت کی خاطر مسکین کو اور یتیم کو اور قیدی کو کھلاتے پلاتے ہیں، اور ان کو کھلانے پلانے سے مقصد صرف اللہ کی رضا ہوتا ہے، دوسروں سے کوئی بدلہ یا شکر یہ مقصد نہیں ہوتا۔

مذکورہ آیات سے مسکین یعنی غریب و نادار اور یتیم اور قیدی کو کھلانے پلانے کی فضیلت معلوم ہوئی۔ [1]

---

[1] (إن الأبرار) جمع بر أو بار وهم المطيعون (يشربون من كأس) هو إناء شرب الخمر وهى فيه والمراد من خمر تسمية للحال باسم المحل ومن للتبعيض (كان مزاجها) ما تمزج به (كافورا)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara Ghufran

قرآن وسنت میں مسکین کو کھلانے پلانے اور اس کی مدد کرنے اور اسی طرح یتیم اور قیدی کی مدد کرنے بلکہ یتیم کی کفالت کرنے اور قیدی کو آزاد کرنے کی بڑی فضیلت آئی ہے۔

قرآن مجید میں کئی مقامات پر اللہ تعالیٰ نے مسکین کو کھانا نہ کھلانے پر اور مسکین کو کھانا کھلانے کے لئے اپنے آپ کو نہ اُبھارنے اور دوسروں کو ترغیب نہ دینے پر تنبیہ فرمائی ہے، اور بطورِ خاص کافروں کو اس بدعملی پر جہنم میں عذاب دیے جانے کا ذکر فرمایا ہے۔

چنانچہ قرآن مجید کی سورۃ الحاقہ میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

وَأَمَّا مَنْ أُوتِيَ كِتَابَهُ بِشِمَالِهِ فَيَقُولُ يَالَيْتَنِي لَمْ أُوتَ كِتَابِيَهْ .وَلَمْ أَدْرِ مَا حِسَابِيَهْ .يَالَيْتَهَا كَانَتِ الْقَاضِيَةَ .مَا أَغْنَى عَنِّي مَالِيَهْ .هَلَكَ عَنِّي سُلْطَانِيَهْ .خُذُوهُ فَغُلُّوهُ .ثُمَّ الْجَحِيمَ صَلُّوهُ .ثُمَّ فِي سِلْسِلَةٍ ذَرْعُهَا سَبْعُونَ ذِرَاعًا فَاسْلُكُوهُ .إِنَّهُ كَانَ لَا يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ الْعَظِيمِ .وَلَا يَحُضُّ عَلٰى طَعَامِ الْمِسْكِينِ .فَلَيْسَ لَهُ الْيَوْمَ هَاهُنَا حَمِيمٌ (سورة الحاقة، رقم الآيات ۲۵ الیٰ ۳۵)

ترجمہ: اور رہا وہ شخص جس کو دیا جائے گا اُس کا اعمال نامہ اس کے بائیں ہاتھ میں ،تو وہ کہے گا کہ کاش نہ دیا گیا ہوتا مجھے میرا اعمال نامہ۔ اور نہ جانتا میں کہ میرا حساب کیا ہے؟ کاش کہ وہ (موت ہی میرا) قضیہ ختم کر دیتی۔ نہیں فائدہ دیا مجھے میرے مال نے۔ برباد ہو گیا مجھ سے میرا اقتدار واختیار۔ (حکم ہوگا) پکڑو اسے

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

(عينا) بدل من كافورا فيها رائحته (يشرب بها) منها (عباد الله) أولياؤه (يفجرونها تفجيرا) يقودونها حيث شاء وا من منازلهم(يوفون بالنذر) في طاعة الله (ويخافون يوما كان شره مستطيرا) منتشرا.(ويطعمون الطعام على حبه) أي الطعام وشهوتهم له (مسكينا) فقيرا (ويتيما) لا أب له (وأسيرا) يعني المحبوس بحق(إنما نطعمكم لوجه الله) لطلب ثوابه (لا نريد منكم جزاء ولا شكورا) شكرا فيه علة الإطعام وهل تكلموا بذلك أو علمه الله منهم فأثنى عليهم به قولان(تفسير الجلالين،سورة الانسان، رقم الآيات ۵ الیٰ ۹)

پھر اس کو طوق پہنا دو۔ پھر جہنم میں جھونک دو اس کو۔ پھر ایک زنجیر میں جس کی لمبائی ستر ذراع ہے جکڑ دو اِس کو۔ بے شک وہ نہیں ایمان رکھتا تھا اللہ پر جو انتہائی عظیم ہے۔ اور نہ ہی ترغیب دیتا تھا مسکین کو کھلانے کی۔ پس نہیں ہے اس کا آج کے دن یہاں کوئی دوست (سورۃ الحاقہ)

مطلب یہ ہے کہ وہ لوگ کہ جو اپنے کفریہ اعمال کی وجہ سے سے نامۂ اعمال بائیں ہاتھ میں دیے جانے کے مستحق ہوں گے، وہ اپنے نامۂ اعمال کی وجہ سے سخت پریشان ہوں گے، یہاں تک کہ وہ دوبارہ زندہ ہونے پر اس کو ترجیح دیں گے کہ کاش ان کا پہلی موت سے ہی کام تمام ہو جاتا، اور وہ دوبارہ زندہ نہ ہوتے، اور وہ یہ بھی کہیں گے کہ ہمیں ہمارے مال نے کوئی فائدہ نہیں پہنچایا، اور دنیا میں جو حکومت یا سلطنت اور اختیارات تھے، اب وہ بھی باقی نہیں رہے، اس کے بعد اللہ کی طرف سے ایسے لوگوں کو پکڑ کر جہنم میں داخل کئے جانے اور ان کے ہاتھ گردن کے ساتھ جوڑ کر گلے میں طوق پہنانے کا حکم دیا جائے گا، اور ایک ستّر ذراع لمبی زنجیر میں خوب زور سے جکڑنے کا حکم دیا جائے گا۔

پھر ان لوگوں کی بداعمالیوں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ ایک تو وہ اللہ پر ایمان ویقین نہیں رکھتا تھا، اور دوسرے وہ مسکین کو کھلانے کی اپنے آپ کو اور دوسروں کو ترغیب بھی نہیں دیتا تھا، لہٰذا آج قیامت کے دن اس کا کوئی دوست ومددگار نہ ہوگا۔

اس سے معلوم ہوا کہ مسکین کو کھلانے کی اسلام میں بہت تاکید ہے۔ [1]

---

[1] (وأما من أوتی کتابه بشماله فیقول یا) للتنبیه (لیتنی لم أوت کتابیه)(ولم أدر ما حسابیه)(یا لیتها) أی الموتة فی الدنیا (کانت القاضیة) القاطعة لحیاتی بأن لا أبعث(ما أغنی عنی مالیه)(هلک عنی سلطانیه) قوتی وحجتی وهاء کتابیه وحسابیه ومالیه وسلطانیه للسکت تثبت وقفا ووصلا اتباعا للمصحف الإمام والنقل ومنهم من حذفها وصلا(خذوه) خطاب لخزنة جهنم (فغلوه) اجمعوا یدیه إلی عنقه فی الغل(ثم الجحیم) النار المحرقة (صلوه) أدخلوه(ثم فی سلسلة ذرعها سبعون ذراعا) بذراع الملک (فاسلکوه) أدخلوه فیها بعد إدخاله النار ولم تمنع الفاء من تعلق الفعل بالظرف المتقدم(إنه کان لا یؤمن بالله العظیم)(ولا یحض علی طعام المسکین)(فلیس له الیوم ها

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

سورہ مدثر میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

كُلُّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ رَهِيْنَةٌ. إِلَّا أَصْحَابَ الْيَمِيْنِ. فِيْ جَنَّاتٍ يَّتَسَاءَ لُوْنَ. عَنِ الْمُجْرِمِيْنَ. مَا سَلَكَكُمْ فِيْ سَقَرَ. قَالُوا لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّيْنَ. وَلَمْ نَكُ نُطْعِمُ الْمِسْكِيْنَ (سورة المدثر، رقم الآيات ۳۸ الىٰ ۴۴)

ترجمہ: ہر نفس اپنے کیے کے پاداش میں گرفتار ہوگا۔ سوائے دائیں بازو والوں کے (کہ وہ) جنتوں میں ہوں گے باہم سوال کریں گے مجرموں کے بارے میں کہ کس چیز نے ڈالا تم کو جہنم میں؟ وہ کہیں گے کہ نہیں تھے ہم نماز پڑھنے والوں میں سے۔ اور نہیں کھلاتے تھے مسکینوں کو (سورہ مدثر)

مطلب یہ ہے کہ ہر نفس اور ہر انسان وجن اپنے اعمالِ بد کے بدلہ میں رہن وگروی کی طرح محبوس ہے، سوائے ان لوگوں کے جن کے نامۂ اعمال دائیں ہاتھ میں دیے جائیں گے، جو کہ مومن ہوں گے، اور وہ جنت میں ہوں گے، پھر وہ مجرموں سے سوال کریں گے کہ تم کن اعمال کی بدولت جہنم میں داخل ہوئے؟ تو وہ جواب میں جن بداعمالیوں کا ذکر کریں گے، ان میں نماز نہ پڑھنے اور مسکینوں کو نہ کھلانے کا عمل شامل ہوگا، جس سے مسکینوں کو کھلانے کے عمل کی اہمیت معلوم ہوئی۔ [1]

اور سورہ فجر میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

هنا حميم) قريب ينتفع به (تفسير الجلالين، سورة الحاقة)

وَلَا يَحُضُّ عَلٰى طَعَامِ الْمِسْكِيْنِ اى لا يحث على إطعامه فضلا ان يبذل من ماله ويجوز ان يكون ذكر الحض للاشعار بان تارك الحض بهذه المنزلة فكيف تارك الفعل وفيه دليل على ان الكفار يعذبون على فروع الأعمال ايضا ولعل تخصيص الامرين بالذكر لان أقبح القبائح الكفر بالله واشنع الشنائع البخل وقسوة القلب (التفسير المظهرى، ج ١٠ ص ٥٦، سورة الحاقة)

[1] (كل نفس بما كسبت رهينة) مرهونة مأخوذة بعملها فى النار (إلا أصحاب اليمين) وهم المؤمنون فناجون منها كائنون (فى جنات يتساء لون) بينهم (عن المجرمين) وحالهم ويقولون لهم بعد إخراج الموحدين من النار (ما سلككم) أدخلكم (فى سقر. قالوا لم نك من المصلين. ولم نك نطعم المسكين) (تفسير الجلالين، سورة المدثر)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

كَلَّا بَل لَّا تُكْرِمُونَ الْيَتِيمَ .وَلَا تَحَاضُّونَ عَلٰى طَعَامِ الْمِسْكِينِ .
وَتَأْكُلُونَ التُّرَاثَ أَكْلًا لَّمًّا .وَتُحِبُّونَ الْمَالَ حُبًّا جَمًّا (سورة الفجر، رقم الآيات ١٧ الیٰ ٢٠)

ترجمہ: ہرگز نہیں بلکہ اکرام نہیں کرتے تم یتیم کا۔اور نہیں ترغیب دیتے مسکین کے کھانے کی۔اور میت کا ترکہ سمیٹ کر کھا جاتے ہو۔اور مال سے خوب جم کر محبت رکھتے ہو (سورہ فجر)

مذکورہ آیات میں اللہ تعالیٰ نے بداعمالی کے مرتکب بندوں سے جن بداعمالیوں کی شکایت فرمائی ہے، ان میں یتیم کا اکرام نہ کرنا اور مسکین کو کھلانے کی اپنے آپ کو اور دوسروں کو ترغیب نہ دینا اور فوت ہونے والے کی میراث کو سمیٹ کر کھا جانا اور مال سے بہت زیادہ محبت رکھنا ہے۔

مذکورہ آیات سے بھی یتیموں اور مسکینوں کو کھلانے کی اہمیت معلوم ہوئی۔ [1]

اور سورہ ماعون میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

أَرَأَيْتَ الَّذِى يُكَذِّبُ بِالدِّينِ .فَذٰلِكَ الَّذِى يَدُعُّ الْيَتِيمَ .وَلَا يَحُضُّ عَلٰى طَعَامِ الْمِسْكِينِ (سورة الماعون، رقم الآيات ١ الیٰ ٣)

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

قالوا يعنى أهل النار لم نک من المصلين أى المؤمنين الذين يصلون .(ولم نک نطعم المسكين) أى لم نک نتصدق (تفسير القرطبى، ج ١٩ ص ٨٧، سورة المدثر)

وَلَمُ نَکُ نُطُعِمُ الُمِسُكِينَ ما يجب اعطائهم فيه دليل على ان الكفار مخاطبون بفروع الأعمال لاجل المؤاخذة فى الاخرة وانما سقط عنهم الخطاب فى الدنيا لفقد شرط ادائه وهو الايمان ولا وجه بسقوط التكليف فان الكفر موجب للتشديد دون التخفيف لكن حقوق الله تعالى من العبادات والعقوبات تسقط بالإسلام فلا يوخذ من اسلم على ما فات عنه فى حالة الكفر (التفسير المظهرى، ج ١٠ ص ١٣٢، سورة المدثر)

[1] ولا تحاضون على طعام المسكين يعنى لا يأمرون بالإحسان إلى الفقراء والمساكين ويحث بعضهم على بعض فى ذلک وتأكلون التراث يعنى الميراث أكلا لما أى من أى جهة حصل لهم ذلک من حلال أو حرام وتحبون المال حبا جما أى كثيرا، زاد بعضهم فاحشا (تفسير ابن كثير، ج٨ ص ٣٨٨، ٣٨٩، سورة الفجر)

Idara Ghufran

ترجمہ: کیا آپ نے دیکھا جو جزا (یعنی قیامت) کو جھٹلاتا ہے۔ سو یہ وہی ہے جو دھکے دیتا ہے یتیم کو۔ اور ترغیب نہیں دیتا مسکین کو کھانا کھلانے کی (سورہ ماعون)

مذکورہ آیات میں اللہ تعالیٰ نے یتیم کا اکرام نہ کرنے بلکہ اس کی بے حرمتی کرنے اور مسکین کو کھانا کھلانے کی ترغیب نہ دینے پر تنبیہ فرمائی ہے۔

اس سے بھی یتیم اور مسکین کو کھلانے اور ان کی مدد و امداد کرنے کی اہمیت معلوم ہوئی۔ [1]

مسکین سے مراد انتہائی غریب و نادار شخص ہے، جس کے پاس اپنی ضروریات پوری کرنے کے لئے کچھ بھی مال نہ ہو۔

اور یتیم سے مراد وہ بچہ یا بچی ہے، جو نابالغ ہو اور اس کا والد فوت ہو گیا ہو، نابالغی کے دوران وہ یتیم کہلاتا ہے۔

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: فُکُّوا الْعَانِیَ، یَعْنِیْ: اَلْأَسِیْرَ، وَأَطْعِمُوا الْجَائِعَ، وَعُوْدُوا الْمَرِیْضَ (صحیح البخاری) [2]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم (ظالم یا دشمن کے چنگل سے مظلوم) قیدی کو آزاد کراؤ، اور بھوکے شخص کو کھلاؤ، اور مریض کی عیادت کرو (بخاری)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اسلام میں دشمنوں کے ہاتھوں سے قیدیوں کو آزاد کرانے اور بھوکے کو کھلانے کی بڑی فضیلت و اہمیت ہے، خواہ قیدیوں کو آزاد کرانے میں مال خرچ ہو۔ [3]

---

[1] (أرأیت الذی یکذب بالدین) بالجزاء والحساب أی هل عرفته وإن لم تعرفه (فذلک) بتقدیر هو بعد الفاء (الذی یدع الیتیم) أی یدفعه بعنف عن حقه (ولا یحض) نفسه ولا غیره (علی طعام المسکین) أی إطعامه (تفسیر الجلالین، سورة الماعون)

[2] رقم الحدیث ٣٠٤٦، کتاب الجهاد والسیر، باب فکاک الأسیر.

[3] (فکوا) خلصوا والفکاک بفتح الفاء وتکسر التخلیص (العانی) بمهملة ونون أی أعتقوا الأسیر من أیدی العدو بمال أو غیره کالرقیق قال ابن الأثیر: العانی الأسیر وکل من ذل واستکان وخضع فقد عنا قال ابن بطال: فکاک الأسیر فرض کفایة وبه قال الجمهور وقال ابن راهویه:

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

جَاءَ أَعْرَابِيٌّ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، عَلِّمْنِيْ عَمَلًا يُدْخِلُنِي الْجَنَّةَ، فَقَالَ: لَئِنْ كُنْتَ أَقْصَرْتَ الْخُطْبَةَ، لَقَدْ أَعْرَضْتَ الْمَسْأَلَةَ، أَعْتِقِ النَّسَمَةَ، وَفُكَّ الرَّقَبَةَ ،فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، أَوَلَيْسَتَا بِوَاحِدَةٍ؟ قَالَ: لَا، إِنَّ عِتْقَ النَّسَمَةِ أَنْ تَفَرَّدَ بِعِتْقِهَا، وَفَكَّ الرَّقَبَةِ أَنْ تُعِينَ فِيْ عِتْقِهَا، وَالْمِنْحَةُ الْوَكُوْفُ، وَالْفَيْءُ عَلٰى ذِي الرَّحِمِ الظَّالِمِ، فَإِنْ لَمْ تُطِقْ ذٰلِكَ، فَأَطْعِمِ الْجَائِعَ، وَاسْقِ الظَّمْآنَ، وَأْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ، وَانْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ، فَإِنْ لَمْ تُطِقْ ذٰلِكَ، فَكُفَّ لِسَانَكَ إِلَّا مِنَ الْخَيْرِ (مسند الإمام أحمد، رقم الحديث ١٨٦٤٧) [1]

ترجمہ: ایک دیہاتی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ کر عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! مجھے کوئی ایسا عمل بتا دیجئے جو مجھے جنت میں داخل کرا دے؟ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بات تو تم نے مختصر کہی ہے، لیکن سوال وسیع ہے، عتق نسمہ اور فکِ رقبہ کیا کرو، اس نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! کیا یہ دونوں چیزیں ایک ہی نہیں ہیں؟ (کیونکہ دونوں کا معنیٰ غلام آزاد کرنا ہے) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں! بلکہ عتقِ نسمہ یہ ہے کہ تم تنہا پورا غلام آزاد کر دو، اور فکِ رقبہ یہ ہے کہ تم غلام کے آزاد کرنے میں کسی طرح سے اعانت و مدد کرو، اور دودھ

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾ من بيت المال وروى عن مالك وقال أحمد :يفادى بالرؤوس أو بالمال أو بالمبادلة (وأجيبوا الداعى) أى إلى نحو وليمة أو معاونة (وأطعموا الجائع) ندبا إن لم يصل لحالة الاضطرار ووجوبا إن وصل قال ابن حجر :وأخذ من الأمر بإطعام الجائع جواز الشبع لأنه ما دام قبل الشبع فصفة الجوع قائمة به والأمر بإطعامه مستمر (وعودوا المريض) ندبا مؤكدا إن كان مسلما وإلا فجوازا وإن كان نحو قريب أو جار أو رجى إسلامه قال فى المطامح :هذه مصلحة كلية ومواساة عامة لا يقوم نظام الدنيا والآخرة إلا بها وقال ابن الأثير :المقصرون الذين وجب حقهم على غيرهم منحصرون فى هذه الأقسام صريحا أو كناية عند إمعان النظر(فيض القدير شرح الجامع الصغير،تحت رقم الحديث٥٨٩٨)

[1] قال شعيب الارنؤوط: إسناده صحيح(حاشية مسند احمد)

دینے والی اونٹنی (گائے، بکری وغیرہ دودھ دینے کے عرصے تک دودھ حاصل کرنے کے لئے) کسی کو عطیہ کرو، اور قریبی رشتہ دار پر جو ظالم ہو، احسان اور مہربانی کرو، پھر اگر تم میں اس کی طاقت نہ ہو تو بھوکے کو کھلا دو یا پیاسے کو پلا دو، اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرو، اور اگر یہ بھی نہ کرسکو، تو اپنی زبان کو خیر کے علاوہ بند کر کے رکھو (مسند احمد)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ غلام کو آزاد کرنا، یا بدن یا مال کے ذریعہ غلام کو آزاد کرنے میں مدد کرنا اور دودھ والے حلال جانور کا دوسرے کو صدقہ وعطیہ کرنا، تاکہ دودھ سے ان کے کھانے پینے کی کفالت ہو، اور دودھ خشک ہونے پر مالک، جانور کو واپس لے لے، اور بھوکے کو کھلانا اور پیاسے کو پلانا، جنت میں داخلے کا ذریعہ بننے والے اعمال میں سے ہے۔ [1]

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے ایک لمبی حدیث میں روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ

---

[1] (بعتقها، وفك الرقبة أن تعين في ثمنها) . قال الطيبي رحمه الله :ووجه الفرق المذكور أن العتق إزالة الرق، وذلك لا يكون إلا من المالك الذي يعتق، وأما الفك فهو السعي في التخليص، فيكون من غيره كمن أدى النجم عن المكاتب أو أعانه .(والمنحة) : بكسر فسكون هي العطية، والمراد هنا ناقة أو شاة يعطيها صاحبها لينتفع بلبنها ووبرها مادامت تدر، وقوله: (الوكوف) : بفتح أوله صفة لها وهي الكثيرة اللبن من وكف البيت إذا قطر (والفيء) : بالهمز في آخره أي التعطف والرجوع بالبر، والرواية المشهورة فيهما النصب على تقدير :وامنح المنحة وآثر الفيء ليحسن العطف على الجملة السابقة، وفي بعض النسخ بالرفع، فإن صحت الرواية فعلى الابتداء .والتقدير :ومما يدخل الجنة المنحة والفيء (على ذي الرحم) : أي على القريب (الظالم) ، أي عليك بقطع الصلة وغيره (فإن لم تطق ذلك) : أي ما ذكر (فأطعم الجائع واسق) : بهمز وصل أو قطع وهو أنسب هنا (الظمآن) : أي العطشان (وأمر بالمعروف وانه عن المنكر) ، أي اجمع بين الإحسان الحسي والمعنوي (فإن لم تطق ذلك) : أي جميع ما ذكر، أو ما ذكر من الأمرين، أو من الأمر الأخير وهو الأمر بالمعروف والنهي عن المنكر (فكف) : بضم الكاف وفتح الفاء المشددة، ويجوز ضمه وكسره أي :فامنع لسانك (إلا من خير) . ونظيره حديث :(من كان يؤمن بالله واليوم الآخر فليقل خيرا أو ليصمت) . قيل :المراد بالخير ما يترتب عليه الثواب، فالمباح ليس بخير، والظاهر أن المراد بالخير هنا ما يقابل الشر فيشمل المباح، وإلا فلا يستقيم الحصر أو ينقلب المباح مندوبا، وهذا فذلكة الحديث، وإشارة إلى أن ذلك أضعف الإيمان أي حاله أو زمانه، كما هو في عصرنا، ولذا قيل :وقتنا وقت السكوت، ولزوم البيوت، والقناعة بالقوت إلى أن يموت(مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، ج٦ ص ٢٢١٦، كتاب العتق)

علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

وَإِنَّ هٰذَا الْمَالَ خَضِرٌ حُلْوٌ، وَنِعْمَ صَاحِبُ الْمُسْلِمِ هُوَ لِمَنْ أَعْطَى مِنْهُ الْمِسْكِيْنَ، وَالْيَتِيْمَ، وَابْنَ السَّبِيْلِ (مسلم) [1]

ترجمہ: اور بے شک یہ مال سرسبز و شاداب اور میٹھا ہے اور اس مسلمان کا اچھا ساتھی ہے جو اس میں سے مسکین اور یتیم اور مسافر کو دیتا ہے (مسلم)

مطلب یہ ہے کہ مال طبعی طور پر انسان کو مرغوب اور میٹھا معلوم ہوتا ہے، مگر یہ اپنے ساتھ بہت سے فتنوں کو جمع کیے ہوئے ہے، البتہ جو شخص مسکین، یتیم اور ضرورت مند مسافر کی مدد واعانت کرے، اس کا دنیا و آخرت میں بہترین رفیق ہے۔

اسلام میں کھانا کھلانے بطورِ خاص بھوکے اور ضرورت مند کو کھلانے پلانے کی بھی بڑی فضیلت وترغیب آئی ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَيُّ الْإِسْلَامِ خَيْرٌ؟ قَالَ: تُطْعِمُ الطَّعَامَ، وَتَقْرَأُ السَّلَامَ عَلٰى مَنْ عَرَفْتَ وَمَنْ لَّمْ تَعْرِفْ (صحيح البخاری، رقم الحديث ١٢، كتاب الايمان، باب: إطعام الطعام من الإسلام)

ترجمہ: ایک آدمی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ کون سا اسلام بہتر ہے؟ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آپ کھانا کھلائیں، اور سلام کریں اسے جسے آپ پہچانتے ہوں، اور جسے نہ پہچانتے ہوں ہر ایک کو (بخاری)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

---

[1] رقم الحديث ١٠٥٢ "١٢٣" كتاب الزكاة، باب تخوف ما يخرج من زهرة الدنيا، مسند احمد، رقم الحديث ١١٨٦٥.

قال شعيب الارنؤوط:

إسناده صحيح على شرط الشيخين (حاشية مسند احمد)

إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: أَفْشُوا السَّلَامَ، وَأَطْعِمُوا الطَّعَامَ، وَكُونُوا إِخْوَانًا كَمَا أَمَرَكُمُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ (سنن ابن ماجه، رقم الحديث ۳۲۵۲، كتاب الاطعمة، باب إطعام الطعام) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم سلام کو پھیلاؤ (یعنی عام کرو) اور کھانا کھلاؤ، اور بھائی بھائی ہوکر رہو، جیسا کہ تمہیں اللہ عزوجل نے (قرآن مجید میں) حکم فرمایا ہے (ابنِ ماجہ)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اُعْبُدُوا الرَّحْمٰنَ، وَأَطْعِمُوا الطَّعَامَ، وَأَفْشُوا السَّلَامَ، تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ بِسَلَامٍ (سنن الترمذى) [2]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رحمٰن کی عبادت کرو، اور کھانا کھلاؤ، اور سلام کو پھیلاؤ (یعنی سلام کرنے کے عمل کو عام کرو) جنت میں سلامتی کے ساتھ داخل ہو جاؤ گے (ترمذی، ابنِ ماجہ)

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد مروی ہے کہ:

أَيُّهَا النَّاسُ أَفْشُوا السَّلَامَ وَأَطْعِمُوا الطَّعَامَ وَصَلُّوا وَالنَّاسُ نِيَامٌ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ بِسَلَامٍ (سنن الترمذى) [3]

---

[1] قال شعيب الارنؤوط:
إسناده صحيح (حاشية سنن ابنِ ماجه)

[2] رقم الحديث ۱۸۵۵، ابواب الاطعمة، باب ما جاء فى فضل إطعام الطعام، ابنِ ماجه، رقم الحديث ۳۶۹۴.
قال الترمذى: هذا حديث حسن صحيح.
وقال شعيب الارنؤوط:
صحيح (حاشية سنن ابنِ ماجه)

[3] رقم الحديث ۲۴۸۵، أبواب صفة القيامة والرقائق والورع.
قال الترمذى: هذا حديث صحيح.

ترجمہ: اے لوگو! سلام کو پھیلاؤ، اور کھانا کھلاؤ، اور لوگوں کے سونے کی حالت میں (یعنی رات کے وقت جب لوگ سوئے ہوئے ہوں) نماز پڑھو، تم جنت میں سلامتی کے ساتھ داخل ہو جاؤ گے (ترمذی)

اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ:

أَفْشُوا السَّلَامَ، وَأَطْعِمُوا الطَّعَامَ، وَصِلُوا الْأَرْحَامَ، وَصَلُّوا وَالنَّاسُ نِيَامٌ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ بِسَلَامٍ (مسند احمد، رقم الحديث ٢٣٧٨٤) [1]

ترجمہ: تم سلام کو پھیلاؤ، اور کھانا کھلاؤ، اور صلہ رحمی کرو، اور لوگوں کے سونے کی حالت میں (یعنی رات کے وقت) نماز پڑھو، تم جنت میں سلامتی کے ساتھ داخل ہو جاؤ گے (مسند احمد)

اس طرح کی حدیث حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی سند سے بھی مروی ہے۔ [2]

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ فِي الْجَنَّةِ غُرَفًا تُرٰى ظُهُورُهَا مِنْ بُطُونِهَا وَبُطُونُهَا مِنْ ظُهُورِهَا فَقَامَ أَعْرَابِيٌّ فَقَالَ لِمَنْ هِيَ يَا رَسُولَ

---

[1] قال شعيب الارنؤوط:
إسناده صحيح، رجاله ثقات رجال الشيخين(حاشية مسند احمد)

[2] عن أبى هريرة، قال، قال :قلت :يا رسول الله، إنى إذا رأيتك طابت نفسى وقرت عينى، فأنبئنى عن كل شىء .فقال " :كل شىء خلق من ماء "قال :قلت: أنبئنى عن أمر إذا أخذت به دخلت الجنة .قال " :أفش السلام، وأطعم الطعام، وصل الأرحام، وقم بالليل والناس نيام، ثم ادخل الجنة بسلام (مسند احمد، رقم الحديث ٧٩٣٢)

قال شعيب الارنؤوط: إسناده صحيح، رجاله ثقات (حاشيه مسند احمد)

عن أبى هريرة قال قلت يا رسول الله إنى إذا رأيتك طابت نفسى وقرت عينى أنبئنى عن كل شىء قال " :كل شىء خلق من الماء "فقلت أخبرنى بشىء إذا عملته دخلت الجنة قال " :أطعم الطعام وأفش السلام وصل الأرحام وقم بالليل والناس نيام تدخل الجنة بسلام"(موارد الظمآن إلى زوائد ابن حبان، رقم الحديث ٦٤٢)

قال حسين سليم اسد الدارانى:إسناده صحيح(حاشية موارد الظمآن)

اللّٰـهِ قَالَ لِمَنْ أَطَابَ الْكَلَامَ وَأَطْعَمَ الطَّعَامَ وَأَدَامَ الصِّيَامَ وَصَلّٰى لِلّٰهِ بِاللَّيْلِ وَالنَّاسُ نِيَامٌ (سنن الترمذی) [1]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جنت میں ایک بالا خانہ ہے، جس کے باہر کا حصہ اندر کے حصے سے، اور اندر کا حصہ باہر کے حصے سے نظر آتا ہے، یہ سن کر ایک دیہاتی آدمی نے کھڑے ہوکر عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! یہ کس کے لئے ہے؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو (لوگوں کے ساتھ اچھی اور) پاکیزہ گفتگو کرے، اور (لوگوں کو) کھانا کھلائے، اور روزے رکھنے میں دوام (و پابندی) اختیار کرے، اور اللہ کے لئے رات کو اس وقت نماز پڑھے، جب لوگ سوئے ہوئے ہوں (ترمذی)

حضرت ابنِ عمر، حضرت ابو مالک اشعری اور حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہم سے بھی اسی قسم کی حدیث مروی ہے۔ [2]

---

[1] رقم الحدیث ۱۹۸۴، ابواب البر والصلة، باب ما جاء فی قول المعروف، مسند احمد، رقم الحدیث ۱۳۳۸.

قال شعیب الارنؤوط:

حسن لغیره (حاشیه مسند احمد)

[2] عن ابن عمر، أن النبی صلی الله علیه وسلم قال :إن فی الجنة غرفا یری ظاهرها من باطنها ,ویری من باطنها فی ظاهرها ,قیل :لمن هی یا رسول الله؟ قال :لمن أطاب الکلام وأفشی السلام وأطعم الطعام وأدام الصیام وبات باللیل قائما والناس نیام " (مسند الشامیین للطبرانی رقم الحدیث ۱۲۴۷)

حدثنی أبو معانق الأشعری، حدثنی أبو مالک الأشعری أن رسول الله صلی الله علیه وسلم قال :إن فی الجنة غرفا یری ظاهرها من باطنها وباطنها من ظاهرها، أعدها الله عز وجل لمن أطعم الطعام، وأدام الصیام، وصلی باللیل والناس نیام(المعجم الکبیر للطبرانی رقم الحدیث ۳۴۶۷، ج۳ص ۳۰۱)

قال الهیثمی: رواه الطبرانی فی الکبیر، ورجاله رجال الصحیح إلا أن أبا معانق لیست له صحبة ذکره ابن حبان فی ثقات التابعین، وسئل عنه الدارقطنی فقال :مجهول لا شیء .(مجمع الزوائد ج۲ص ۲۵۵،باب ثان فی صلاة اللیل)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

یوں تو عام لوگوں کو بھی کھلانا پلانا ثواب ہے، لیکن مسکین اور غریب اور یتیم وغیرہ کو کھلانے کی زیادہ فضیلت ہے۔

اور بھوکے وضرورت مند غریب کو جو کہ غیر مسلم ہو، اس کو کھلانا پلانا بھی ثواب ہے، اور اگر کھانا پکا کر نہ کھلائے، بلکہ غلہ اور پھل وغیرہ فراہم کردے، وہ بھی جائز ہے، بلکہ غریبوں کی کسی بھی ضرورت کے مال، اور نقدی وغیرہ سے تعاون کرنے کی بھی فضیلت ہے۔ [1]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

قلت: ولكن فى الطبرانى رواه ابو معانق عن ابى مالك الاشعرى كما علمت.

عن معانق أو أبى معانق، عن أبى مالك، قال: قال النبى صلى الله عليه وسلم: إن فى الجنة غرفة يرى ظاهرها من باطنها وباطنها من ظاهرها، أعدها الله لمن أطعم الطعام، وألان الكلام، وتابع الصلاة، وقام بالليل والناس نيام (المعجم الكبير للطبرانى رقم الحديث ٣٤٦٦، ج٣ص ٣٠١، واللفظ لهٔ، مسند الشاميين للطبرانى رقم الحديث ٢٨٧٣)

قال الهيثمى: رواه الطبرانى فى الكبير، ورجاله ثقات. (مجمع الزوائد ج٢ص ٢٥٤، باب ثان فى صلاة الليل)

عن عبد الله بن عمرو، أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال " : إن فى الجنة غرفة يرى ظاهرها من باطنها، وباطنها من ظاهرها "، فقال أبو موسى الأشعرى: لمن هى يا رسول الله؟ قال " : لمن ألان الكلام، وأطعم الطعام، وبات لله قائما والناس نيام (مسند الإمام أحمد، رقم الحديث ٦٦١٥، المعجم الكبير للطبرانى رقم الحديث ١٤٦٨٧، ج١٤ص ٨٠)

قال شعيب الارنؤوط: حديث حسن لغيره (حاشيه مسند احمد)

وقال الهيثمى: رواه أحمد والطبرانى فى الكبير وإسناده حسن، واللفظ له وفى رواية أحمد: فقال أبو موسى الأشعرى. (مجمع الزوائد ج٢ص ٢٥٤، باب ثان فى صلاة الليل)

[1] أفشوا السلام "أى: أظهروه وأكثروه على من تعرفونه ومن لا تعرفونه "وأطعموا الطعام" أى: لنحو المساكين والأيتام "وصلوا الأرحام "أى: ولو بالسلام "وصلوا بالليل "أى أوله وآخره "والناس نيام "لأنه وقت الغفلة، فلأرباب الحضور مزيد المثوبة أو لبعده عن الرياء والسمعة (تدخلوا الجنة بسلام) أى من الله أو من ملائكته من مكروه أو تعب ومشقة (مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، ج٤ص ١٣٤١، كتاب الزكاة، باب فضل الصدقة)

(وأطعموا الطعام) : فإنه من شعائر الكرام، لا سيما للفقراء والمساكين والأيتام (مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، ج٦ص ٢٤٧٥، كتاب الجهاد)

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :اَلسَّاعِيُ عَلَى الْأَرْمَلَةِ وَالْمِسْكِيْنِ، كَالْمُجَاهِدِ فِيُ سَبِيْلِ اللّٰهِ، أَوِ الْقَائِمِ اللَّيْلَ الصَّائِمِ النَّهَارَ (صحيح البخاری، رقم الحديث ۵۳۵۳، كتاب النفقات، باب فضل النفقة على الأهل)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بغیر شوہر والی (یعنی بیوہ اور مطلقہ) اور مسکین کی ضرورت کا انتظام کرنے والا ایسا ہے، جیسا کہ اللہ کے راستہ میں جہاد کرنے والا، یا رات کو قیام (یعنی عبادت کرنے) اور دن میں روزہ رکھنے والا (بخاری)

ضرورت کا انتظام کرنے میں مال فراہم کرنے والا، ضرورت کی اشیاء فراہم کرنے والا، اور اس کے لئے کمائی کرنے والا یہ سب طرح کے لوگ داخل ہیں۔ [1]

حضرت مالک بن حارث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ:

مَنْ ضَمَّ يَتِيمًا بَيْنَ أَبَوَيْنِ مُسْلِمَيْنِ إِلٰى طَعَامِهٖ وَشَرَابِهٖ حَتّٰى يَسْتَغْنِيَ عَنْهُ، وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ الْبَتَّةَ ، وَمَنْ أَعْتَقَ اِمْرَأً مُسْلِمًا، كَانَ فَكَاكَهُ مِنَ النَّارِ، يُجْزِئُ لِكُلِّ عُضْوٍ مِنْهُ عُضْوًا مِنْهُ مِنَ النَّارِ (مسند احمد، رقم الحديث ۱۹۰۲۵ ،حَدِيثُ مَالِكِ بْنِ الْحَارِثِ) [2]

ترجمہ: جس نے کسی یتیم کو اپنے مسلمان والدین کے درمیان اپنے کھانے اور پینے میں شامل کیا، یہاں تک کہ وہ یتیم اس (کھانے پینے) سے بے نیاز ہوگیا، تو اس کے لئے یقینی طور پر جنت واجب ہوگئی، اور جس نے کسی مسلمان (غلام)

---

[1] قوله صلى الله عليه وسلم (الساعى على الأرملة والمسكين كالمجاهد فى سبيل الله) المراد بالساعى الكاسب لهما العامل لمؤنتهما والأرملة من لازوج لها سواء كانت تزوجت أم لا وقيل هى التى فارقت زوجها قال بن قتيبة سميت أرملة لما يحصل لها من الإرمال وهو الفقر وذهاب الزاد بفقد الزوج يقال أرمل الرجل إذا فنى زاده(شرح النووى علىٰ مسلم، ج۱۸ ص ۱۱۲،۱۱۳، كتاب الزهد،باب فضل الإحسان إلى الأرملة والمسكين واليتيم)

[2] قال شعيب الارنؤوط:

حديث صحيح لغيره(حاشية مسند احمد)

شخص کو آزاد کیا، تو وہ اس (آزاد کرنے والے شخص) کی آگ (یعنی جہنم) سے نجات کا ذریعہ ہوگا، جو اس کے ہر عضو کو اپنے عضو کے بدلہ میں آگ (یعنی جہنم) سے چھٹکارا دلائے گا (مسند احمد)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اپنے کھانے پینے اور دیگر ضروریات میں یتیم کو شامل کر لینا، اور اسی طرح کسی مسلمان غلام کو آزاد کر دینا جہنم سے نجات اور جنت کے حصول کا ذریعہ ہے۔

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ :أَنَا وَكَافِلُ الْيَتِيمِ فِي الْجَنَّةِ هٰكَذَا وَقَالَ بِإِصْبَعَيْهِ السَّبَّابَةِ وَالْوُسْطٰى (بخاری)[1]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اور یتیم کی کفالت کرنے والا جنت میں اس طرح ہوں گے، اور آپ نے اپنی درمیان اور اس کے ساتھ والی انگلیوں سے اشارہ فرمایا (بخاری)

حضرت اُمِ سعید بنتِ عمرو رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُوْلُ :مَنْ كَفَلَ يَتِيْمًا لَهُ، أَوْ لِغَيْرِهِ مِنَ النَّاسِ كُنْتُ أَنَا وَهُوَ فِي الْجَنَّةِ كَهَاتَيْنِ (المعجم الكبير للطبرانی، رقم الحديث ۲۵۵؛ معرفة الصحابة لابی نعيم، رقم الحديث ۷۹۵۵؛ معجم ابن الاعرابی، رقم الحديث ۱۴۱۴)[2]

ترجمہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ نے فرمایا کہ جس نے لوگوں میں سے اپنے (رشتہ دار) یا کسی غیر کے (یعنی اجنبی) یتیم بچہ کی کفالت

---

[1] رقم الحديث ۶۰۰۵، كتاب الادب، باب فضل من يعول يتيما.

[2] قال الهيثمی:

رواه الطبرانی، ورجاله ثقات (مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ۱۳۵۲۷، باب ما جاء فی الأيتام والأرامل والمساكين)

کی، تو میں اور وہ جنت میں اس طرح (ساتھ ساتھ) ہوں گے (طبرانی: ابونعیم)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: كَافِلُ الْيَتِيْمِ لَهُ أَوْ لِغَيْرِهِ، أَنَا وَهُوَ كَهَاتَيْنِ فِي الْجَنَّةِ، إِذَا اتَّقَى اللّٰهَ، وَأَشَارَ مَالِكٌ بِالسَّبَّابَةِ وَالْوُسْطٰى (مسند احمد، رقم الحديث ۸۸۸۱،مسلم، رقم الحديث ۲۹۸۳ "۴۲") [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنے یتیم کی یا دوسرے کے یتیم کی کفالت کرنے والا، اور میں جنت میں اس طرح ہوں گے، جبکہ وہ اللہ سے ڈرے، اور مالک (راوی) نے درمیان اور اس کے ساتھ والی انگلی سے اشارہ کیا (مسند احمد، مسلم)

اپنے یتیم کا مطلب یہ ہے کہ وہ یتیم کا رشتہ دار مثلاً یتیم کا دادا یا چچا یا بھائی وغیرہ ہو، یا مثلاً یتیم کا والد فوت ہو گیا ہو، اور اس کی ماں اس کی کفیل ہو۔

اور دوسرے کے یتیم کا مطلب یہ ہے کہ وہ یتیم اپنا رشتہ دار نہ ہو، بلکہ اجنبی ہو۔ [2]

اور کفالت کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اس کی دینی اور دنیاوی ضروریات مثلاً کھانے پینے، رہنے سہنے اور تعلیم و تربیت وغیرہ کا انتظام کرے۔

اور یہ فضیلت اس شخص کو تو حاصل ہوتی ہی ہے، جو خود اپنے مال و جان سے یہ انتظام کرے، اور اگر کوئی یتیم کے ذاتی مال سے اس کے لئے یہ انتظام کرے، اس کو بھی یہ فضیلت حاصل

---

[1] قال شعيب الارنؤوط:
إسناده صحيح على شرط مسلم (حاشية مسند احمد)

[2] ومعنى قوله له بأن يكون جدا أو عما أو أخا أو نحو ذلك من الأقارب أو يكون أبو المولود قد مات فتقوم أمه مقامه أو ماتت أمه فقام أبوه فى التربية مقامها (فتح البارى لابنِ حجر، ج١٠ ص ٤٣٦، قوله باب فضل من يعول يتيما)

ہوتی ہے۔ [1]

اسی طرح اگر ایک شخص یتیم کی کفالت کے لئے مالی تعاون کرے، اور دوسرا شخص اس مال کو یتیم کی کفالت میں خرچ کرنے کا انتظام کرے، تو ایسی صورت میں دونوں قسم کے افراد درجہ بدرجہ فضیلت کے مستحق ہوں گے۔

اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ آج کل جو بعض ادارے یتیموں کی واقعی کفالت کرتے ہیں، اور کچھ لوگ اس غرض کے لئے مالی تعاون فراہم کرتے ہیں، وہ دونوں اس فضیلت کے مستحق ہیں، بشرطیکہ وہ مومن ہونے کے ساتھ ساتھ اللہ سے ڈریں، جس کا مطلب یہ ہے کہ خیانت وغیرہ کا ارتکاب نہ کریں۔

لہٰذا جو ادارے یتیموں کی کفالت کے عنوان سے دوسرے لوگوں سے تعاون حاصل کرتے ہیں، ان کے سر پر اس مال کو یتیموں کی واقعی اور حقیقی ضروریات میں خرچ کرنے کی بھاری ذمہ داری عائد ہوتی ہے، اس میں خیانت سے کام لیں گے، تو وہ اس فضیلت کے مستحق نہیں ہوں گے، بلکہ سخت گناہ گار ہیں۔

شریعت نے یتیموں کے مال میں خیانت کو سخت گناہ قرار دیا ہے۔ [2]

---

[1] قوله صلى الله عليه وسلم (كافل اليتيم له أو لغيره أنا وهو كهاتين فى الجنة) كافل اليتيم القائم بأموره من نفقة وكسوة وتأديب وتربية وغير ذلك وهذه الفضيلة تحصل لمن كفله من مال نفسه أو من مال اليتيم بولاية شرعية وأما قوله له أو لغيره فالذى له أن يكون قريبا له كجده وأمه وجدته وأخيه وأخته وعمه وخاله وعمته وخالته وغيرهم من أقاربه والذى لغيره أن يكون أجنبيا (شرح النووى على مسلم، ج١٨ ص١١٣، كتاب الزهد، باب فضل الإحسان إلى الأرملة والمسكين واليتيم)

[2] اِنَّ الَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ الْيَتٰمٰى ظُلْمًا اِنَّمَا يَاْكُلُوْنَ فِىْ بُطُوْنِهِمْ نَارًا وَسَيَصْلَوْنَ سَعِيْرًا (سورة النسآء، رقم الآية ١٠)

وَلَا تَقْرَبُوا مَالَ الْيَتِيمِ إِلَّا بِالَّتِى هِىَ أَحْسَنُ حَتَّى يَبْلُغَ أَشُدَّهُ وَأَوْفُوا الْكَيْلَ وَالْمِيزَانَ بِالْقِسْطِ لَا نُكَلِّفُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا وَإِذَا قُلْتُمْ فَاعْدِلُوا وَلَوْ كَانَ ذَا قُرْبَى وَبِعَهْدِ اللَّهِ أَوْفُوا ذَلِكُمْ وَصَّاكُمْ بِهِ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ (سورة الانعام، رقم الآية ١٥٢)

وَلَا تَقْرَبُوا مَالَ الْيَتِيمِ إِلَّا بِالَّتِى هِىَ أَحْسَنُ حَتَّى يَبْلُغَ أَشُدَّهُ وَأَوْفُوا بِالْعَهْدِ إِنَّ الْعَهْدَ كَانَ

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

مسلمان کی بھوک پیاس مٹانے، اور کپڑا پہنانے کی فضیلت

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: أَيُّمَا مُسْلِمٍ كَسَا مُسْلِمًا ثَوْبًا عَلٰى عُرًى، كَسَاهُ اللّٰهُ مِنْ خُضْرِ الْجَنَّةِ، وَأَيُّمَا مُسْلِمٍ أَطْعَمَ مُسْلِمًا عَلٰى جُوْعٍ، أَطْعَمَهُ اللّٰهُ مِنْ ثِمَارِ الْجَنَّةِ، وَأَيُّمَا مُسْلِمٍ سَقٰى مُسْلِمًا عَلٰى ظَمَإٍ، سَقَاهُ اللّٰهُ مِنَ الرَّحِيْقِ الْمَخْتُوْمِ (سنن أبی داود) [1]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو مسلمان کسی بے لباس مسلمان کو کپڑا پہنائے گا، تو اللہ اس کو جنت کا سبز لباس پہنائے گا، اور جو مسلمان کسی مسلمان کو بھوک کی حالت میں کھانا کھلائے گا، تو اللہ اس کو جنت کے پھل کھلائے گا، اور جو مسلمان کسی مسلمان کو پیاس کی حالت میں پانی پلائے گا، تو اس کو اللہ عزوجل جنت کی مہر لگی شراب میں سے پلائے گا (ابوداؤد)

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

مَسْئُوْلًا (سورة الاسراء، رقم الآية ۳۴)

عن أبی هريرة رضی الله عنه، عن النبی صلى الله عليه وسلم قال :اجتنبوا السبع الموبقات، قالوا :يا رسول الله وما هن؟ قال :الشرك بالله، والسحر، وقتل النفس التی حرم الله إلا بالحق، وأكل الربا، وأكل مال اليتيم، والتولی يوم الزحف، وقذف المحصنات المؤمنات الغافلات(بخاری، رقم الحديث ۲۷۶۶)

عن أبی هريرة، عن رسول الله صلى الله عليه وسلم أنه كان يقول على المنبر :أحرج مال الضعيفين :اليتيم والمرأة(صحيح ابن حبان،رقم الحديث ۵۵۶۵)

قال شعيب الارنؤوط:إسناده حسن(حاشيةصحيح ابن حبان)

[1] رقم الحديث ۱۶۸۲، كتاب الزكاة، باب فی فضل سقی الماء .

قال شعيب الارنؤوط:

إسناده حسن .أبو خالد الدالانی -واسمه يزيد بن عبد الرحمن -صدوق حسن الحديث، وباقی رجاله ثقات .قال المنذری فی "الترغيب والترهيب :"رواه أبو داود من رواية أبی خالد يزيد بن عبد الرحمن الدالانی، وحديثه حسن(حاشية سنن ابی داؤد)

اس سے معلوم ہوا کہ جس طرح اسلام میں کسی ضرورت مند اور بھوکے کو کھلانے کی فضیلت ہے، اسی طرح پیاسے کو پلانے کی اور ضرورت مند کو لباس مہیا کرنے کی بھی عظیم فضیلت ہے۔ [1]

مسلمان کا قرض ادا کرنے اور بھوک مٹانے کی فضیلت

حضرت عبداللہ بن دینار رحمہ اللہ، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں کہ:

قِيلَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ مَنْ أَحَبُّ النَّاسِ إِلَى اللّٰهِ؟ قَالَ: أَنْفَعُهُمْ لِلنَّاسِ، وَإِنَّ أَحَبَّ الْأَعْمَالِ إِلَى اللّٰهِ سُرُوْرٌ تُدْخِلُهُ عَلٰى مُؤْمِنٍ، تَكْشِفُ عَنْهُ كَرْبًا، أَوْ تَقْضِيْ عَنْهُ دَيْنًا، أَوْ تَطْرُدُ عَنْهُ جُوْعًا، وَلَأَنْ أَمْشِيَ مَعَ أَخِي الْمُسْلِمِ فِيْ حَاجَةٍ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أَعْتَكِفَ شَهْرَيْنِ فِيْ مَسْجِدٍ، وَمَنْ كَفَّ غَضَبَهُ سَتَرَ اللّٰهُ عَوْرَتَهُ، وَمَنْ كَظَمَ غَيْظَهُ، وَلَوْ شَاءَ أَنْ يُمْضِيَهُ أَمْضَاهُ، مَلَأَ اللّٰهُ قَلْبَهُ رِضًى، وَمَنْ مَشٰى مَعَ أَخِيْهِ الْمُسْلِمِ فِيْ حَاجَةٍ حَتّٰى يُثْبِتَهَا لَهُ ثَبَّتَ اللّٰهُ قَدَمَيْهِ يَوْمَ تَزِلُّ الْأَقْدَامُ، وَإِنَّ سُوْءَ

---

[1] (أيما مسلم كسا مسلما ثوبا على عرى) أى على حالة عرى للمكسى (كساه الله تعالى من خضر الجنة) بضم الخاء وسكون الضاد جمع أخضر أى من ثيابها الخضر فهو من إقامة الصفة مقام الموصوف كما ذكره الطيبى (وأيما مسلم أطعم مسلما على جوع أطعمه الله يوم القيامة من ثمار الجنة وأيما مسلم سقى مسلما على ظمأ) أى عطش (سقاه الله تعالى يوم القيامة من الرحيق) اسم من أسماء الخمر (المختوم) أى يسقيه من خمر الجنة الذى ختم عليه بمسك قال النوربشتى : الرحيق الشراب الخالص الذى لا غش فيه والمختوم الذى يختم من أوانيها وهو عبارة عن نفاستها وكرامتها وهذا إشارة إلى أن الجزاء من جنس العمل والنصوص فيه كثيرة والمراد أنه يختص بنوع من ذلك أعلى وإلا فكل من دخل الجنة كساه الله من ثيابها وأطعمه وسقاه من ثمارها وشرابها ويظهر أن المراد المسلم المعصوم ويحتمل إلحاق الذمى العارى الجائع به.(حم د) فى الزكاة (ت) كلهم (عن أبى سعيد) الخدرى قال المنذرى :رواه أبو داود والترمذى من رواية أبى خالد بن يزيد الدالانى وحديثه حسن اه .ولينه ابن عدى(فيض القدير للمناوى، تحت رقم الحديث ٢٩٦٠)

الْـخُـلُقِ لَيُفْسِدُ الْعَمَلَ كَمَا يُفْسِدُ الْخَلُّ الْعَسَلَ (قضاء الحوائج لابنِ ابی الدنیا) ۱؎

ترجمہ: عرض کیا گیا کہ اے اللہ کے رسول! لوگوں میں اللہ کو سب سے زیادہ محبوب کون ہے؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو لوگوں کو سب سے زیادہ نفع (اور فائدہ) پہنچانے والا ہو، اور اللہ کو اعمال میں سب سے زیادہ محبوب وہ خوشی ہے، جو آپ مومن کو پہنچائیں، جس میں آپ اس کی تکلیف کو دور کردیں، یا آپ اس کا قرض ادا کردیں، یا آپ (نقدی، غلہ، کھانا وغیرہ فراہم کرکے) اس کی بھوک کو دور کردیں، اور میں اپنے مسلمان بھائی کے ساتھ کسی ضرورت (پوری کرنے) کے لئے چلوں، یہ مجھے اس سے زیادہ محبوب ہے کہ میں کسی مسجد میں دو مہینے کا اعتکاف کروں، اور جو شخص اپنے غصہ کو روکتا ہے، تو اللہ اس کے عیب کو چھپاتا ہے، اور جو شخص اپنے غصہ کو پیتا ہے، حالانکہ اگر وہ چاہے، تو اپنے غصہ پر عمل درآمد بھی کرسکتا ہے، تو اللہ اس کے دل کو رضا سے بھر دیتا ہے، اور جو شخص

۱؎ رقم الحديث ٣٦، ص٤٧، باب فى قضاء الحوائج، الناشر: مكتبة القرآن، القاهرة.

قال الالبانى: أخرجه الطبرانى فى "المعجم الكبير(٣/٢/٢٠٩) "وابن عساكر فى "التاريخ (١٨/١/٢) "عن عبد الرحمن بن قيس الضبى أنبأنا سكين ابن أبى سراج أنبأنا عمرو بن دينار عن ابن عمر " :أن رجلا جاء إلى النبى صلى الله عليه وسلم فقال :يا رسول الله أى الناس أحب إلى الله وأى الأعمال أحب إلى الله؟ فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم " :فذكره .وليس فيه الجملة التى بين المعكوفتين وليس عند ابن عساكر قوله " :ولأن أمشى " ...الخ. قلت :وهذا إسناد ضعيف جدا سكين هذا اتهمه ابن حبان، فقال " :يروى الموضوعات ."وقال البخارى " :منكر الحديث ."وعبد الرحمن بن قيس الضبى مثله أو شر منه، قال الحافظ فى "التقريب ": " متروك، كذبه أبو زرعة وغيره ." لكن قد جاء بإسناد خير من هذا، فرواه ابن أبى الدنيا فى "قضاء الحوائج "(ص٨٠رقم٣٦) وأبو إسحاق المزكى فى "الفوائد المنتخبة (١/٢/١٤٧) " ببعضه - وابن عساكر(١/١١/٤٤٤)من طرق عن بكر بن خنيس عن عبد الله بن دينار عن بعض أصحاب النبى صلى الله عليه وسلم (كذا قال ابن أبى الدنيا، وقال الآخران :عن عبد الله بن عمر -قال :قيل يا رسول الله من أحب الناس إلى الله " ...وفيه الزيادة. قلت :وهذا إسناد حسن، فإن بكر بن خنيس صدوق له أغلاط كما قال الحافظ. وعبد الله بن دينار ثقة من رجال الشيخين. فثبت الحديث .والحمد لله تعالى(سلسلة الاحاديث الصحيحة ، تحت رقم الحديث ٩٠٦)

Idara Ghufran

اپنے مسلمان بھائی کی ضرورت (پوری کرنے) کے لئے چلتا ہے، یہاں تک کہ وہ اس ضرورت کو پورا کردیتا ہے، تو اللہ اس کے قدموں کو اس (قیامت کے) دن ثابت قدم رکھے گا، جس دن لوگوں کے قدم ڈگمگا جائیں گے، اور برے اخلاق عمل کو اس طرح سے خراب کردیتے ہیں، جس طرح سے کہ سرکہ شہد کو خراب کردیتا ہے (ابنِ ابی الدنیا)

اس طرح کی حدیث ایک اور سند سے بھی مروی ہے، جس کی سند میں ضعف پایا جاتا ہے۔ [1]

اور ابنِ منکدر سے مرسلاً روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

مِنْ أَفْضَلِ الْعَمَلِ إِدْخَالُ السُّرُوْرِ عَلَى الْمُؤْمِنِ: يَقْضِيْ عَنْهُ دَيْنًا، يَقْضِيْ لَهُ حَاجَةً، يُنَفِّسُ عَنْهُ كُرْبَةً (شعب الایمان للبیھقی، رقم الحدیث ۷۲۷۴) [2]

---

[1] حدثنا محمد بن عبد الرحيم الشافعي الحمصي، ثنا القاسم بن هاشم السمسار، ثنا عبد الرحمن بن قيس الضبي، ثنا سكين بن أبي سراج، ثنا عمرو بن دينار، عن ابن عمر أن رجلا جاء إلى النبي صلى الله عليه وسلم ,فقال :يا رسول الله ,أى الناس أحب إلى الله؟ وأى الأعمال أحب إلى الله؟ فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم :أحب الناس إلى الله تعالى أنفعهم للناس، وأحب الأعمال إلى الله تعالى سرور تدخله على مسلم، أو تكشف عنه كربة، أو تقضي عنه دينا، أو تطرد عنه جوعا، ولأن أمشي مع أخي في حاجة أحب إلي من أن أعتكف في هذا المسجد -يعني مسجد المدينة شهرا -ومن كف غضبه ستر الله عورته، ومن كظم غيظه، ولو شاء أن يمضيه أمضاه ملأ الله قلبه رجاء يوم القيامة، ومن مشى مع أخيه في حاجة حتى يتهيأ له أثبت الله قدمه يوم تزول الأقدام (المعجم الكبير للطبراني، رقم الحديث ١٣٦٤٦ ،واللفظ لهٗ، المعجم الاوسط للطبراني، رقم الحديث ٦٠٢٦،المعجم الصغير للطبراني ،رقم الحديث ٨٦١، الترغيب والترهيب لقوام السنه، رقم الحديث ١١٦٢)

قال الهيثمي: رواه الطبراني في الثلاثة، وفيه مسكين بن سراج ،وهو ضعيف(مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ١٣٧٠٨ ، باب فضل قضاء الحوائج)

[2] قال الالباني:

فالإسناد صحيح مرسل .والحسن بن علي بن عثمان أظنه ابن عفان تحرف على الناسخ إلى ابن عثمان، وابن عفان ثقة .وللحديث شاهد من حديث ابن عمر بسند حسن سبق(سلسلة الاحاديث الصحيحة، تحت رقم الحديث ٢٢٩١)

ترجمہ: افضل عمل مومن پر خوشی کو داخل کر دینا ہے، مثلاً اس کا قرض ادا کر دینا، اس کی کوئی ضرورت پوری کر دینا، یا اس کی کوئی تکلیف دور کر دینا (جس میں بھوک، پیاس مٹانا اور قرض ادا کرنا سب داخل ہے) (بیہقی)

اس سے معلوم ہوا کہ مسلمان کا قرض ادا کر دینا اور اس کی بھوک مٹا دینا، یا کسی دوسرے طریقہ سے مدد کر دینا اور تکلیف دور کر دینا، اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب و پسندیدہ اور افضل اعمال میں سے ہے۔

مفلس مقروض کو معاف کرنا یا مہلت دینا بھی عظیم صدقہ ہے

کسی کی تکلیف دور کرنے میں یہ بھی داخل ہے کہ اگر کوئی مقروض و مدیون بنیادی طور پر غریب اور تنگ دست ہے، تو اس کو قرض و دَین کی ادائیگی میں مہلت دے دی جائے، یا اس کو وہ قرض و دَین پورا یا کچھ معاف کر دیا جائے، اس کی بھی بڑی فضیلت ہے، اور یہ بھی صدقہ میں داخل ہے۔

چنانچہ حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: مَنْ أَنْظَرَ مُعْسِرًا فَلَهُ بِكُلِّ يَوْمٍ مِثْلِهِ صَدَقَةٌ، قَالَ: ثُمَّ سَمِعْتُهُ يَقُوْلُ: مَنْ أَنْظَرَ مُعْسِرًا فَلَهُ بِكُلِّ يَوْمٍ مِثْلَيْهِ صَدَقَةٌ، قُلْتُ: سَمِعْتُكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ تَقُوْلُ: مَنْ أَنْظَرَ مُعْسِرًا فَلَهُ بِكُلِّ يَوْمٍ مِثْلِهِ صَدَقَةٌ، ثُمَّ سَمِعْتُكَ تَقُوْلُ: مَنْ أَنْظَرَ مُعْسِرًا فَلَهُ بِكُلِّ يَوْمٍ مِثْلَيْهِ صَدَقَةٌ، قَالَ لَهُ: بِكُلِّ يَوْمٍ صَدَقَةٌ قَبْلَ أَنْ يَحِلَّ الدَّيْنُ، فَإِذَا حَلَّ الدَّيْنُ فَأَنْظَرَهُ فَلَهُ بِكُلِّ يَوْمٍ مِثْلَيْهِ صَدَقَةٌ (مسند احمد، رقم الحديث ٢٣٠٤٦) [1]

---

[1] قال شعيب الارنؤوط: إسناده صحيح على شرط مسلم (حاشية مسند احمد)

ترجمہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جس نے تنگ دست (مقروض) کو (قرض ادا کرنے میں کچھ وقت کی) مہلت دی، تو اس کو ہر دن کے بدلے میں اس (مہلت دیئے گئے) مال کے برابر صدقہ کا ثواب حاصل ہوگا، پھر میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جس نے تنگ دست (مقروض) کو مہلت دی، تو اس کو (مہلت دیئے جانے والے) ہر دن کے بدلے میں اس (مہلت دیئے گئے) مال کے دوگنا مقدار کے برابر صدقہ کا ثواب حاصل ہوگا، میں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! میں نے پہلے آپ کو یہ فرماتے ہوئے سنا تھا کہ جس نے تنگ دست (مقروض) کو مہلت دی، تو اس کو ہر دن کے بدلے میں اس (مہلت دیئے گئے) مال کے برابر صدقہ کا ثواب حاصل ہوگا، پھر میں نے آپ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جس نے تنگ دست (مقروض) کو مہلت دی، تو اس کو ہر دن کے بدلے میں اس (مہلت دیئے گئے) مال کے دوگنا مقدار کے برابر صدقہ کا ثواب حاصل ہوگا، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر دن کے بدلے میں اس وقت تک تو اس قرض کے برابر صدقہ کا ثواب حاصل ہوگا، جب تک قرض کی ادائیگی کا وقت نہیں آیا، پھر جب قرض کی ادائیگی کا وقت آ گیا، پھر اس نے اس کو مہلت دی، تو ہر دن کے بدلے میں اس (مہلت دیئے گئے) مال کے دوگنا مقدار کے برابر صدقہ کا ثواب حاصل ہوگا (مسند احمد)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جب کوئی قرض خواہ تنگدست مقروض کو ابتداءً مہلت دیتا ہے، مثلاً کسی تنگدست کو قرض دیتا ہے، یا کسی ضرورت مند کو ادھار کوئی چیز فروخت کر دیتا ہے، اور اس سے نقد قیمت طلب نہیں کرتا، تو اس کو اتنی رقم و مالیت کا ہر دن صدقہ کرنے کا ثواب حاصل ہوتا ہے، مثلاً کسی تنگدست وضرورت مند کو ایک لاکھ روپیہ ایک مہینہ کے لئے دیا، یا مثلاً ایک لاکھ روپے کی کوئی چیز فروخت کی، اور اس کی قیمت کو ایک مہینے کے لئے تنگدست

ہونے کی وجہ سے موخر کردیا، تو اسے ایک مہینہ تک ہر دن ایک لاکھ روپیہ کی مالیت کے بقدر صدقہ کرنے کا ثواب حاصل ہوگا، اور اگر دیتے ہوئے قرض یا ادھار فروخت شدہ چیز کی قیمت وصول کرنے کا مقررہ وقت آ گیا، اور پھر تنگدست و مفلس ہونے کی وجہ سے مہلت دی، تو ہر دن کے عوض اس سے دوگنا مثلاً دو لاکھ کی مالیت کا صدقہ کرنے کا ثواب حاصل ہوگا۔ [1]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: كَانَ تَاجِرٌ يُدَايِنُ النَّاسَ، فَإِذَا رَأٰى مُعْسِرًا قَالَ لِفِتْيَانِهٖ: تَجَاوَزُوْا عَنْهُ، لَعَلَّ اللّٰهَ أَنْ يَّتَجَاوَزَ عَنَّا، فَتَجَاوَزَ اللّٰهُ عَنْهُ (بخاری) [2]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک تاجر لوگوں کو قرض دیا کرتا تھا، پھر جب کسی تنگ دست کو دیکھتا تھا، تو اپنے نوجوانوں (اور ملازموں) سے کہہ دیا کرتا تھا کہ اس سے درگزر کردو (یعنی حسبِ حیثیت کچھ مہلت دے دو، یا اس کی حالت کو دیکھتے ہوئے پورا یا تھوڑا معاف کردو) شاید کہ اللہ ہم سے درگزر کردے، تو اللہ نے اس تاجر سے درگزر (یعنی اس کو معاف) کردیا (بخاری)

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی ایک روایت اس طرح مروی ہے کہ:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهٗ قَالَ: إِنَّ رَجُلًا لَمْ يَعْمَلْ خَيْرًا قَطُّ، كَانَ يُدَايِنُ النَّاسَ، فَيَقُوْلُ لِرَسُوْلِهٖ: خُذْ مَا تَيَسَّرَ، وَاتْرُكْ مَا

---

[1] (من أنظر معسرا فله بكل يوم مثله صدقة قبل أن يحل الدين فإذا حل الدين فأنظره فله كل يوم مثلاه صدقة) قال السبكى :وزع أجره على الأيام يكثر بكثرتها ويقل بقلتها وسره ما يقاسيه المنظر من ألم الصبر مع تشوق القلب لماله فلذلک كان ينال كل يوم عوضا جديدا .وقد تعلق بهذا من ذهب إلى أن إنظاره أفضل من إبرائه فإن أجره وإن كان أوفر لكنه ينتهى بنهايته(فيض القدير للمناوى، تحت رقم الحديث ۸۵۳۹)

[2] رقم الحديث ۲۰۷۸، كتاب البيوع، باب من أنظر معسرا.

Idara Ghufran

عَسُرَ، وَتَجَاوَزْ لَعَلَّ اللّٰهَ يَتَجَاوَزُ عَنَّا، فَلَمَّا هَلَكَ، قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ لَهُ: هَلْ عَمِلْتَ خَيْرًا قَطُّ؟ قَالَ: لَا، إِلَّا أَنَّهُ كَانَ لِي غُلَامٌ، وَكُنْتُ أُدَايِنُ النَّاسَ، فَإِذَا بَعَثْتُهُ يَتَقَاضَى، قُلْتُ لَهُ: خُذْ مَا تَيَسَّرَ، وَاتْرُكْ مَا عَسُرَ، وَتَجَاوَزْ، لَعَلَّ اللّٰهَ يَتَجَاوَزُ عَنَّا، قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ: قَدْ تَجَاوَزْتُ عَنْكَ (مسند الإمام أحمد، رقم الحديث ٨٧٣٠) [1]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک آدمی نے (ایمان کے علاوہ) کبھی خیر کا عمل نہیں کیا تھا، وہ لوگوں کو قرض دیا کرتا تھا، پھر اپنے نمائندے (یعنی ملازم وخادم وغیرہ) سے یہ کہہ دیا کرتا تھا کہ جو میسر ہو، وہ لے لو، اور جو میسر نہ ہو، وہ چھوڑ دو، اور درگزر کر دو، شاید کہ اللہ ہم سے درگزر کر دے، پھر جب وہ فوت ہو گیا، تو اللہ عزوجل نے اس سے فرمایا کہ کیا تو نے کبھی کوئی خیر کا عمل کیا ہے؟ اس نے کہا کہ نہیں، سوائے اس کے کہ میرا ایک لڑکا (وملازم وغیرہ) تھا، اور میں لوگوں کو قرض دیا کرتا تھا، پس جب میں اس کو قرض کے تقاضا کے لئے بھیجا کرتا تھا، تو اس سے یہ کہہ دیا کرتا تھا کہ جو میسر ہو، وہ لے لو، اور جو میسر نہ ہو، وہ چھوڑ دو، اور درگزر کر دو، شاید کہ اللہ ہم سے درگزر کر دے، اللہ عزوجل نے فرمایا کہ میں نے تجھ سے درگزر کر دیا (مسند احمد)

اور حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: حُوسِبَ رَجُلٌ مِمَّنْ كَانَ قَبْلَكُمْ، فَلَمْ يُوجَدْ لَهُ مِنَ الْخَيْرِ شَيْءٌ، إِلَّا أَنَّهُ كَانَ يُخَالِطُ النَّاسَ، وَكَانَ مُوسِرًا، فَكَانَ يَأْمُرُ غِلْمَانَهُ أَنْ يَتَجَاوَزُوا عَنِ الْمُعْسِرِ، قَالَ:

---

[1] قال شعيب الارنؤوط:

إسناده قوي، رجاله ثقات رجال الشيخين غير ابن عجلان -واسمه محمد -فقد روى له البخاري تعليقاً ومسلم متابعةً، وهو قوي (حاشية مسند احمد)

قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ: نَحْنُ أَحَقُّ بِذٰلِكَ مِنْهُ، تَجَاوَزُوْا عَنْهُ (مسلم) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم سے پہلے لوگوں میں سے ایک آدمی کا حساب کیا گیا، تو اس کا (ایمان کے علاوہ) کوئی خیر کا کام نہیں پایا گیا، سوائے اس کے کہ وہ لوگوں کے ساتھ میل جول رکھتا (اور معاملات کیا کرتا) تھا، اور وہ مالدار آدمی تھا، پس وہ اپنے لڑکوں (اور ملازموں) کو یہ کہہ دیا کرتا تھا کہ جس (مقروض ومدیون) کو تم تنگدست پاؤ، تو اس سے درگزر کردو، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ (اس کے فوت ہونے کے بعد) اللہ عزوجل نے (فرشتوں سے) فرمایا کہ میں اس بات کا زیادہ حق دار ہوں کہ اس بندے سے درگزر کروں، لہٰذا تم اس سے درگزر کردو (مسلم)

اور حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: تَلَقَّتِ الْمَلَائِكَةُ رُوْحَ رَجُلٍ مِمَّنْ كَانَ قَبْلَكُمْ، فَقَالُوْا: أَعَمِلْتَ مِنَ الْخَيْرِ شَيْئًا؟ قَالَ: لَا، قَالُوْا: تَذَكَّرْ، قَالَ: كُنْتُ أُدَايِنُ النَّاسَ فَآمُرُ فِتْيَانِيْ أَنْ يُنْظِرُوا الْمُعْسِرَ، وَيَتَجَوَّزُوْا عَنِ الْمُوْسِرِ، قَالَ: قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ: تَجَوَّزُوْا عَنْهُ (مسلم) [2]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ فرشتوں نے تم سے پہلے لوگوں میں سے ایک آدمی کی روح کو قبض کیا، پھر ان فرشتوں نے کہا کہ کیا تو نے کوئی خیر کا عمل کیا ہے؟ اس نے کہا کہ نہیں، فرشتوں نے کہا کہ یاد کرو! اس نے کہا کہ میں لوگوں کو قرض دیا کرتا تھا، پھر میں اپنے لڑکوں (وملازموں) کو یہ کہہ دیا کرتا تھا کہ وہ تنگ دست کو مہلت دیں، اور صاحبِ حیثیت سے (قرض لینے میں) نرم رویہ رکھیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اللہ عزوجل نے فرمایا کہ تم اس

---

[1] رقم الحدیث ۱۵۶۱ "۳۰" کتاب المساقاۃ، باب فضل إنظار المعسر.

[2] رقم الحدیث ۱۵۶۰ "۲۶" کتاب المساقاۃ، باب فضل إنظار المعسر.

سے درگزر کا معاملہ کردو (مسلم)

اور حضرت ربعی بن حراش سے روایت ہے کہ:

اِجْتَمَعَ حُذَيْفَةُ، وَأَبُوْ مَسْعُوْدٍ، فَقَالَ حُذَيْفَةُ: رَجُلٌ لَقِيَ رَبَّهٗ، فَقَالَ: مَا عَمِلْتَ؟ قَالَ: مَا عَمِلْتُ مِنَ الْخَيْرِ إِلَّا أَنِّيْ كُنْتُ رَجُلًا ذَا مَالٍ، فَكُنْتُ أُطَالِبُ بِهِ النَّاسَ فَكُنْتُ أَقْبَلُ الْمَيْسُوْرَ، وَأَتَجَاوَزُ عَنِ الْمَعْسُوْرِ، فَقَالَ: تَجَاوَزُوْا عَنْ عَبْدِيْ ، قَالَ أَبُوْ مَسْعُوْدٍ: هٰكَذَا سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ (مسلم) [1]

ترجمہ: حضرت حذیفہ اور ابو مسعود رضی اللہ عنہما جمع ہوئے، تو حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ایک آدمی کی (فوت ہونے کے بعد) اپنے رب سے ملاقات ہوئی، تو رب تعالیٰ نے فرمایا کہ تو نے کیا عمل کیا؟ تو اس نے کہا کہ میں نے کوئی خیر کا عمل نہیں کیا، مگر میں مالدار آدمی تھا، اور میں لوگوں سے قرض ودَین کو طلب کیا کرتا تھا، تو میں صاحبِ حیثیت لوگوں سے قبول کرلیا کرتا تھا، اور تنگ دست لوگوں کو درگزر کردیا کرتا تھا، تو رب تعالیٰ نے (فرشتوں سے) فرمایا کہ تم میرے اس بندے سے درگزر کردو، حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ نے یہ سن کر فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی طرح فرماتے ہوئے سنا ہے (مسلم)

ان احادیث وروایات سے معلوم ہوا کہ اللہ کی رضا کی خاطر تنگدست مقروض یا مدیون کو مہلت دے دینا یا معاف کردینا اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس بندے کے ساتھ معافی کا معاملہ حاصل ہونے کا ذریعہ ہے۔ [2]

---

[1] رقم الحديث ١٥٦٠ "٢٧" كتاب المساقاة، باب فضل إنظار المعسر.

[2] قوله (كنت أداين الناس فآمر فتياني أن ينظروا المعسر ويتجوزوا عن الموسر) قال الله تجوزوا عنه وفي رواية كنت أقبل الميسور وأتجاوز عن المعسور وفي رواية كنت أنظر المعسر وأتجوز في السكة أو في النقد وفي رواية وكان من خلقي الجواز فكنت أتيسر على الموسر وأنظر

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

حضرت ابوالیُسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

المعسر فقوله فتياني معناه غلماني كما صرح به في الرواية الأخرى والتجاوز والتجوز معناهما المسامحة في الاقتضاء والاستيفاء وقبول ما فيه نقص يسير كما قال وأتجوز في السكة وفي هذه الأحاديث فضل إنظار المعسر والوضع عنه إما كل الدين وإما بعضه من كثير أو قليل وفضل المسامحة في الاقتضاء وفي الاستيفاء سواء استوفى من موسر أو معسر وفضل الوضع من الدين وأنه لا يحتقر شيء من أفعال الخير فلعله سبب السعادة والرحمة وفيه جواز توكيل العبيد والإذن لهم في التصرف وهذا على قول من يقول شرع من قبلنا شرع لنا)قوله (الميسور والمعسور) أي آخذ ما تيسر وأسامح بما تعسر (شرح النووي علىٰ مسلم، ج ۱۰ ص ۲۲۴، ۲۲۵،باب فضل أنظار المعسر والتجاوز في الاقتضاء من الموسر والمعسر)

(كان رجل يداين الناس) أي يجعلهم مديونين له وفي رواية رجل لم يعمل خيرا قط وكان يداين الناس (فكان يقول لفتاه) أي غلامه كما صرح به في رواية أخرى (إذا أتيت معسرا) وهو من لم يجد وفاء (فتجاوز عنه) بنحو إنظار وحسن تقاض والتجاوز التسامح في التقاضي وقبول ما فيه نقص يسير (لعل الله) أي عسى الله (أن يتجاوز عنا) قال الطيبي :أراد القائل نفسه لكن جمع الضمير إرادة أن يتجاوز عمن فعل هذا الفعل ليدخل فيه دخولا أوليا ولهذا ندب للداعي أن يعم في الدعاء (فلقي الله) أي رحمته في القبر أو القيامة (فتجاوز عنه) أي غفر له ذنوبه ولم يؤاخذه بها لحسن ظنه ورجائه أنه يعفو عنه مع إفلاسه من الطاعات وأفاد بفضل إنظار المعسر والوضع عنه ولو لما قل وأنه مكفر وفضل المسامحة في الاقتضاء وعدم احتقار فعل الخير وإن قل فلعلها تكون سببا للرحمة والمغفرة(فيض القدير للمناوي، تحت رقم الحديث ۶۲۰۹)

(عن أبي هريرة أن النبي -صلى الله عليه وسلم -قال :كان رجل يداين الناس) : أي :يعاملهم بالدين أو يعطيهم دينا (فكان يقول لفتاه) : أي :لخادمه، وقال النووي " :أي لغلامه كما صرح به في الرواية الأخرى " .(إذا أتيت معسرا) : أي :فقيرا (تجاوز عنه) : أي :سامح في الاقتضاء والاستيفاء وقبول ما فيه نقص يسير (لعل الله أن يتجاوز عنا) : قال الطيبي رحمه الله " :لعل هنا بمعنى عسى، ولذلك أتى بأن أي :عسى الله أن يتجاوز عنا، لأنه لا يقال لعل الله أن يتجاوز، بل يتجاوز (قال) : أي النبي -صلى الله عليه وسلم -(فلقي) : أي :الرجل (الله) : أي مات (جاوز) : أي :عفا (عنه) : فإن قلت :كيف قال :أن يتجاوز عنا، ثم قال :فتجاوز عنه؟ قلت :أراد القائل نفسه ولكن جمع الضمير إرادة أن يتجاوز عمن فعل مثل هذا الفعل ليدخل فيه دخولا أوليا، ولذلك استحب للداعي أن يعم في الدعاء ولا يخص نفسه لعل الله تعالى ببركتهم يستجيب دعاءه .قال النووي -رحمه الله " :في الحديث فضل إنظار المعسر والوضع عنه إما كل الدين أو بعضه وفضل المسامحة في الاقتضاء والاستيفاء سواء عن المعسر والموسر ولا يحتقر شيء من أفعال الخير فلعله سبب السعادة، وفيه جواز توكيل العبيد والإذن لهم في التصرف، وهذا قول من يقول :شرع من قبلنا شرع لنا اهـ كلامه، وأقول :لا حاجة إلى هذا ;لأنه لما استحسنه الشارع وقرره فهو دليل مستقل "(مرقاة المفاتيح، ج۵ص ۱۹۵۳، كتاب البيوع، باب الافلاس والانظار)

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ أَنْظَرَ مُعْسِرًا، أَوْ وَضَعَ عَنْهُ، أَظَلَّهُ اللّٰہُ فِي ظِلِّهٖ(مسند احمد، رقم الحديث ١٥٥٢١) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے تنگ دست کو مہلت دی، یا اس کو معاف کردیا، تو اللہ اس کو قیامت کے دن اپنے (عرش کے) سائے کے نیچے جگہ عطا فرمائے گا (مسند احمد)

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ أَنْظَرَ مُعْسِرًا، أَوْ وَضَعَ لَهُ، أَظَلَّهُ اللّٰہُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ تَحْتَ ظِلِّ عَرْشِهٖ يَوْمَ لَا ظِلَّ إِلَّا ظِلُّهُ (سنن الترمذى) [2]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے تنگ دست کو مہلت دی، یا اس کو معاف کردیا، تو اللہ اس کو قیامت کے دن اپنے عرش کے سائے کے نیچے جگہ عطا فرمائے گا، جب اللہ کے عرش کے سائے کے علاوہ کوئی سایہ نہیں ہوگا (ترمذی)

حضرت عبداللہ بن ابی قتادہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ أَبَا قَتَادَةَ، طَلَبَ غَرِيْمًا لَهُ، فَتَوَارَى عَنْهُ ثُمَّ وَجَدَهُ، فَقَالَ: إِنِّي مُعْسِرٌ، فَقَالَ: آللّٰہِ؟ قَالَ: آللّٰہِ؟ قَالَ: فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّى

---

[1] قال شعيب الارنؤوط:
إسناده صحيح على شرط الشيخين(حاشية مسند احمد)

[2] رقم الحديث ١٣٠٦، ابواب البيوع، باب ما جاء فى إنظار المعسر والرفق به، مسند احمد، رقم الحديث ٨٧١١.
قال الترمذى:
وفى الباب عن أبى اليسر، وأبى قتادة، وحذيفة، وابن مسعود، وعبادة، وجابر: حديث أبى هريرة حديث حسن صحيح غريب من هذا الوجه.
وقال شعيب الارنؤوط:
اسناده صحيح على شرط مسلم(حاشية مسند احمد)

Idara Ghufran

اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ، یَقُوۡلُ: مَنۡ سَرَّہٗ أَنۡ یُّنۡجِیَہُ اللّٰہُ مِنۡ کُرَبِ یَوۡمِ الۡقِیَامَۃِ، فَلۡیُنَفِّسۡ عَنۡ مُعۡسِرٍ، أَوۡ یَضَعۡ عَنۡہُ (مسلم) [1]

ترجمہ: حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے اپنے ایک قرض دار سے قرض کا مطالبہ کیا، تو وہ ان سے چھپ گیا، پھر وہ اُن کو مل گیا، تو اس نے کہا میں تنگ دست ہوں، تو حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیا واقعی اللہ کی قسم؟ اس نے کہا کہ واقعی اللہ کی قسم! تو حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ بے شک میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جس کو یہ بات پسند ہو کہ اللہ اسے قیامت کے دن کی سختیوں سے نجات دے، تو اسے چاہئے کہ وہ مفلس (وتنگ دست مقروض ومدیون) کو مہلت دے یا اس سے (حسبِ حیثیت سارا یا کچھ قرض) معاف کردے (مسلم)

مذکورہ احادیث سے معلوم ہوا کہ تنگدست مقروض ومدیون کو مہلت دینے یا معاف کرنے کے نتیجے میں آخرت کی سختیوں سے نجات حاصل ہوگی، اور اللہ کے عرش کے سائے کی نعمت حاصل ہوگی، جس دن کوئی دوسرا سایہ نہ ہوگا، اور سخت گرمی ہوگی۔ [2]

---

[1] رقم الحدیث ۱۵۶۳ ''۳۲'' کتاب المساقاۃ، باب فضل إنظار المعسر.

[2] عن عبادۃ بن الولید بن عبادۃ بن الصامت، قال: خرجت أنا وأبی نطلب العلم فی ہذا الحی من الأنصار قبل أن یہلکوا، فکان أول من لقینا أبو الیسر صاحب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ومعہ غلام لہ وعلی أبی الیسر بردۃ ومعافری، وعلی غلامہ بردۃ ومعافری. فقال لہ أبی: إنی أری فی وجہک شیئا من غضب، قال: أجل کان لی علی فلان بن فلان الحرامی مال، فأتیت أہلہ، فقلت: أثمت؟ قالوا: لا، فخرج علی ابن لہ، فقلت: أین أبوک؟ فقال: سمع صوتک، فدخل، فقلت: اخرج إلی، فقد علمت أین أنت، فخرج علی، فقلت: ما حملک علی أن اختبأت؟ قال: أنا - واللہ - أحدثک ثم لا أکذبک، خشیت - واللہ - أن أحدثک فأکذبک، وأعدک فأخلفک، وکنت صاحب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، وکنت - واللہ - معسرا. قال: قلت: آللہ؟ قال:

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara Ghufran

بھوکے، پیاسے جانور کو کھلانے، پلانے پر بھی اجروثواب

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ بَیْنَمَا رَجُلٌ یَمْشِیْ بِطَرِیْقٍ اِشْتَدَّ عَلَیْہِ الْعَطَشُ فَوَجَدَ بِئْرًا فَنَزَلَ فِیْھَا فَشَرِبَ ثُمَّ خَرَجَ فَإِذَا کَلْبٌ یَلْھَثُ یَأْکُلُ الثَّرٰی مِنَ الْعَطَشِ فَقَالَ الرَّجُلُ لَقَدْ بَلَغَ ھٰذَا الْکَلْبَ مِنَ الْعَطَشِ مِثْلُ الَّذِیْ کَانَ بَلَغَ بِیْ فَنَزَلَ الْبِئْرَ فَمَلَأَ خُفَّہٗ ثُمَّ أَمْسَکَہٗ بِفِیْہٖ فَسَقَی الْکَلْبَ فَشَکَرَ اللّٰہُ لَہٗ فَغَفَرَ لَہٗ قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَإِنَّ لَنَا فِی الْبَھَائِمِ أَجْرًا فَقَالَ نَعَمْ فِیْ کُلِّ ذَاتِ کَبِدٍ رَطْبَۃٍ أَجْرٌ (بخاری، رقم الحدیث، ٦٠٠٩، کتاب الادب، باب رحمۃ الناس والبھائم)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک آدمی راستے میں چلا جارہا تھا، کہ اس پر پیاس کا غلبہ ہوا، اس نے ایک کنواں پایا، جس میں وہ اتر گیا، اور پانی

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

اللہ قال :قلت :آللہ؟ قال :اللہ .قال :فقال بصحیفتہ فمحاھا، وقال :إن وجدت قضاء فاقض، وإلا فأنت فی حل، فأشھد بصر عینای ھاتان، ووعاہ قلبی -وأشار إلی نیاط قلبہ - سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول" :من أنظر معسرا، أو وضع لہ، أظلہ اللہ فی ظلہ"أبو الیسر :اسمہ کعب بن عمرو(صحیح ابن حبان،رقم الحدیث ٥٠٤٤)

قال شعیب الارنؤوط:اسنادہ صحیح علی شرط مسلم(حاشیۃ مسند احمد)

(من أنظر معسرا) أی أمھل مدیونا فقیرا من المنظرۃ قال الحرالی :وھی التأخیر المرتقب نجازہ (أو وضع عنہ) أی حط عنہ من دینہ وفی روایۃ أبی نعیم أو وھب لہ أو وضع عنہ (أظلہ اللہ فی ظلہ) أی وقاہ اللہ من حر یوم القیامۃ علی سبیل الکنایۃ أو أظلہ فی ظل عرشہ حقیقۃ أو أدخلہ الجنۃ (یوم لا ظل إلا ظلہ) أی ظل اللہ والمراد بہ ظل الجنۃ وإضافتہ للہ إضافۃ ملک وجزم جمع بالأول فقالوا :المراد الکرامۃ والحمایۃ من مکارہ الموقف وإنما استحق المنظر ذلک لأنہ آثر المدیون علی نفسہ وأراحہ فأراحہ اللہ والجزاء من جنس العمل(فیض القدیر للمناوی، تحت رقم الحدیث ٨٥٣٧)

Idara Ghufran

پیا، پھر باہر نکل گیا، تو اس نے دیکھا کہ ایک کتا (پیاس اور گرمی سے) ہانپ رہا ہے، اور پیاس کی وجہ سے کیچڑ چاٹ رہا ہے، اس نے کہا کہ اس کو بھی ویسی ہی پیاس لگی ہوگی، جیسی مجھے لگی تھی، چنانچہ وہ کنویں میں اترا، اور اپنا موزہ پانی سے بھرا، پھر اس کو اپنے منہ میں پکڑا، پھر کُتے کو پانی پلایا، تو اللہ نے اس بندے کے اس عمل کو قبول کیا، اور اس کو بخش دیا، لوگوں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول کیا چوپائے (جیسے جانور کو کھلانے پلانے) میں بھی ہمارے لئے اجر وثواب ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے جواب میں فرمایا کہ ہر تر جگر والے (یعنی جاندار کو کھلانے پلانے) میں ثواب ہے (بخاری)

اس سے معلوم ہوا کہ جانور کو کھلانا پلانا ثواب ہے۔

اور ایک روایت میں اسی قسم کا واقعہ ایک عورت کے بارے میں آتا ہے۔

چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ غُفِرَ لِامْرَأَةٍ مُوْمِسَةٍ مَرَّتْ بِكَلْبٍ عَلٰى رَأْسِ رَكِيٍّ يَلْهَثُ قَالَ كَادَ يَقْتُلُهُ الْعَطَشُ فَنَزَعَتْ خُفَّهَا فَأَوْثَقَتْهُ بِخِمَارِهَا فَنَزَعَتْ لَهُ مِنَ الْمَاءِ فَغُفِرَ لَهَا بِذٰلِكَ (بخاری)[1]

ترجمہ: رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ (بنی اسرائیل کی) ایک فاحشہ عورت کی مغفرت کردی گئی (وجہ یہ ہوئی) کہ وہ ایک کتے کے پاس سے گزری جو پیاس کی سختی کی وجہ سے زبان نکالے کنویں کے کنارے پر کھڑا تھا، قریب تھا کہ پیاس سے مر نہ جائے، اس عورت نے اپنا (چمڑے وغیرہ کا) موزہ پیر سے اتارا اور اسے دوپٹہ سے باندھ کر کنویں سے پانی نکالا اور کتے کو پلادیا، اس عمل کی بدولت اس کی مغفرت کردی گئی (بخاری)

---

[1] رقم الحديث ٣٣٢١، كتاب بدء الخلق، باب إذا وقع الذباب فى شراب أحدكم فليغمسه.

Idara Ghufran

بلاضرورت کتے کو پالنا اور رکھنا شریعت میں ناپسندیدہ ہے۔

لیکن جب کتے جیسے جانور کو بھی بھوک، پیاس کی حالت میں کھلانے پلانے پر اتنا اجروثواب ہے، تو دوسرے بھوکے پیاسے جانوروں کو کھلانے پلانے کا اجروثواب کیونکر نہیں ہوگا۔ ۱

حضرت سراقہ بن جعشم رضی اللہ عنہ سے ایک حدیث میں روایت ہے کہ:

قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، اَلضَّالَّـةُ تَغْشَى حِيَاضِيْ ، وَقَدْ مَلَأْتُهَا مَاءً لِإِبِلِيْ، هَلْ لِيْ مِنْ أَجْرٍ أَنْ أَسْقِيَهَا ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: نَعَمْ، فِيْ سَقْيِ كُلِّ كَبِدٍ حَرِيٍّ أَجْرٌ لِلّٰهِ (مسند أحمد، رقم الحديث، ١٧٥٨٧) ۲

ترجمہ: میں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! کسی کا بھٹکا ہوا جانور میرے پانی کے حوض پر آجاتا ہے، حالانکہ میں نے اس حوض کو اپنے اونٹ کو پانی پلانے کے لئے بھرا ہے، تو کیا اگر میں اس (بھٹک کر آئے ہوئے) جانور کو پانی پلادوں، تو میرے لئے اجروثواب ہے؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک ہر پیاسے جگر کو اللہ کے لئے پانی پلانے میں اجروثواب ہے (مسند احمد)

اور حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے منقول روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ:

أَنَّ رَجُلًا جَاءَ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: إِنِّيْ أَنْزِعُ فِيْ حَوْضِيْ ، حَتّٰى إِذَا مَلَأْتُـــهُ لِأَهْلِيْ، وَرَدَ عَلَيَّ الْبَعِيْرُ لِغَيْرِيْ فَسَقَيْتُهُ، فَهَلْ لِّيْ فِيْ ذٰلِکَ مِنْ أَجْرٍ ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

---

۱ وإن لنا في البهائم أجرا أي في سقيها أو في الإحسان إليها......وأما قوله في كل كبد فمخصوص ببعض البهائم مما لا ضرر فيه لأن المأمور بقتله كالخنزير لا يجوز أن يقوى ليزداد ضرره وكذا قال النووي إن عمومه مخصوص بالحيوان المحترم وهو ما لم يؤمر بقتله فيحصل الثواب بسقيه ويلتحق به إطعامه وغير ذلك من وجوه الإحسان إليه (عمدة القاري للعيني، ج١٢ ص٢٠٧، كتاب المساقاة، باب فضل سقي الماء)

۲ قال شعيب الارنؤوط:

حديث صحيح، وهذا إسناد مرسل (حاشية مسند احمد)

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: فِيْ كُلِّ ذَاتِ كَبِدٍ حَرِيٍّ أَجْرٌ (مسند أحمد، رقم الحديث، ٧٠٧٥) ١

ترجمہ: ایک آدمی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کیا کہ میں اپنے حوض میں پانی بھرتا ہوں، یہاں تک کہ جب میں اپنے گھر والے (جانوروں وغیرہ) کے لئے حوض بھر لیتا ہوں، تو کسی کا اونٹ حوض پر آجاتا ہے، اور میں اسے پانی پلا دیتا ہوں، تو کیا میرے لئے اس میں اجر وثواب ہوگا؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک ہر پیاسے جگر کو پانی پلانے میں اجر وثواب ہے (مسند احمد)

اس سے معلوم ہوا کہ اگر کسی دوسرے کے پیاسے جانور کو پانی پلا دیا جائے، یا وہ خود سے پانی پی لے، اور اس کو پانی پینے سے منع نہ کیا جائے، تو اس میں بھی اجر وثواب ہے۔

درخت اور فصل سے جانور کے کھانے پر صدقہ کا ثواب

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

دَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى اُمِّ مَعْبَدٍ حَائِطًا فَقَالَ يَا اُمَّ مَعْبَدٍ مَنْ غَرَسَ هٰذَا النَّخْلَ اَمُسْلِمٌ اَمْ كَافِرٌ فَقَالَتْ بَلْ مُسْلِمٌ قَالَ فَلَا يَغْرِسُ الْمُسْلِمُ غَرْسًا فَيَأْكُلَ مِنْهُ اِنْسَانٌ وَلَا دَابَّةٌ وَلَا طَيْرٌ اِلَّا كَانَ لَهٗ صَدَقَةً اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ (مسلم) ٢

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم ام معبد کے باغ میں تشریف لے گئے، اور فرمایا کہ اے ام معبد! یہ کھجور کا درخت کسی مسلمان نے لگایا یا کافر نے؟ تو انہوں نے عرض

---

١ قال شعيب الارنؤوط:
صحيح، وهذا إسناد حسن (حاشية مسند احمد)

٢ رقم الحديث ١٠ "١٥٥٢"، كتاب المساقاة، باب فضل الغرس والزرع.

کیا کہ مسلمان نے لگایا ہے، اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی مسلمان بھی کوئی درخت لگاتا ہے پھر اس درخت سے کوئی انسان اور کوئی چوپایہ اور کوئی پرندہ جو بھی (اس درخت کے پھل، پھول، پتے، شاخ وغیرہ سے) کھاتا ہے، تو وہ درخت لگانے والے کے لئے صدقہ ہوتا ہے قیامت تک (مسلم)

مطلب یہ ہے کہ اگر قیامت تک کسی مسلم کے لگائے ہوئے درخت سے اللہ تعالیٰ کی کوئی مخلوق کسی بھی شکل میں فائدہ اٹھاتی رہے، خواہ درخت لگے ہوئے ہونے کی صورت میں، یا درخت کاٹ کر اس کی لکڑی وغیرہ سے، تو درخت لگانے والے کو صدقۂ جاریہ کے طور پر اس کا ثواب ملتا رہتا ہے۔

اور مسلم شریف ہی میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی ایک دوسری روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ:

لَایَغْرِسُ مُسْلِمٌ غَرْسًا وَلَایَزْرَعُ زَرْعًافَیَأْکُلَ مِنْهُ اِنْسَانٌ وَلَا دَابَّةٌ وَلَاشَیْئٌ اِلَّا کَانَتْ لَهٗ صَدَقَةٌ (مسلم) [1]

ترجمہ: جو مسلمان بھی کوئی درخت لگاتا ہے یا کوئی کھیتی (یا چارہ وغیرہ) اُگاتا ہے، پھر کوئی انسان اور چوپایہ اور کوئی بھی چھوٹی موٹی چیز (خواہ وہ کوئی چیونٹی ہی کیوں نہ ہو) اس سے کچھ کھاتی ہے، تو وہ درخت اور کھیتی لگانے والے کے لئے (جاری رہنے والا) صدقہ بن جاتا ہے (مسلم)

اس سے معلوم ہوا کہ اگر کسی نے پھل دار درخت نہیں لگایا، بلکہ کوئی ایسا درخت لگا دیا جس کے پتے اور شاخوں وغیرہ کو چارے کے طور پر بعض جانور کھاتے ہیں، یا کوئی پھول دار درخت یا پودا لگا دیا، جس سے کیڑے مکوڑے اور مکھیاں وغیرہ غذا حاصل کرتی ہیں، جیسے شہد کی مکھیاں اسی طرح کے پھل پھولوں سے رس حاصل کر کے اپنی غذا حاصل کرتی ہیں، اور شہد بھی تیار کرتی ہیں جو بعد میں غذاؤں اور دواؤں کے کام آتا ہے۔

---

[1] رقم الحدیث ۱۵۵۲ "۸"، کتاب المساقاۃ، باب فضل الغرس والزرع.

یا اس سے بھی کم درجہ کا کوئی اور گھاس پھوس اُگا دیا، جو بعض جانوروں مثلاً اونٹ، گائے، بھینس، بکری، گدھے، گھوڑے وغیرہ کے چارے کے کام آتا ہے، تو یہ بھی انسان کے لئے عظیم صدقہ ہے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَامِنْ مُسْلِمٍ غَرَسَ غَرْسًا فَأَكَلَ مِنْهُ اِنْسَانٌ اَوْ دَابَّةٌ اِلَّا كَانَ لَهُ بِهٖ صَدَقَةٌ (بخاری) [1]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو مسلمان بھی کوئی درخت لگاتا ہے، پھر اس سے کوئی انسان یا چوپایہ کھاتا ہے، تو وہ درخت لگانے والے کے لئے صدقہ بن جاتا ہے (بخاری)

اور مسند احمد میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی روایت کے آخر میں یہ الفاظ ہیں کہ:

لَايَغْرِسُ مُسْلِمٌ غَرْسًا فَيَأْكُلُ مِنْهُ اِنْسَانٌ اَوْ دَابَّةٌ اَوْطَائِرٌ اِلَّا كَانَ لَهُ صَدَقَةٌ (مسنداحمد، رقم الحديث ١٢٩٩٩، مسند انس بن مالك رضى الله عنه) [2]

ترجمہ: جو مسلمان بھی کوئی درخت لگاتا ہے، پھر اس سے کوئی انسان یا چوپایہ یا کوئی پرندہ کھاتا ہے، تو وہ درخت لگانے والے کے لئے صدقہ بن جاتا ہے (مسند احمد)

اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ غَرَسَ غَرْسًا أَوْ زَرَعَ زَرْعًا فَأَكَلَ مِنْهُ اِنْسَانٌ اَوْ طَيْرٌ اَوْ سَبُعٌ اَوْ دَابَّةٌ فَهُوَ لَهُ صَدَقَةٌ (مسند احمد) [3]

---

[1] رقم الحديث ٦٠١٢، كتاب الادب، باب رحمة الناس والبهائم.

[2] قال شعيب الارنؤوط:
إسناده صحيح على شرط مسلم، رجاله ثقات (حاشية مسند احمد)

[3] رقم الحديث ١٥٢٠١، مسند جابر بن عبدالله رضى الله عنه.
قال شعيب الارنؤوط: حديث صحيح، وهذا إسناد قوى، رجاله ثقات (حاشية مسند احمد)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کسی مسلمان نے کوئی درخت لگایا، یا کوئی کھیتی (یا چارہ وغیرہ) اُگایا، پھر اس سے کسی انسان یا کسی پرندے یا درندے یا چوپائے نے کھایا، تو وہ درخت لگانے والے کے لئے صدقہ بن جاتا ہے (مسند احمد)

اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَغْرِسُ غَرْسًا إِلَّا كَانَ مَا أُكِلَ مِنْهُ لَهُ صَدَقَةً، وَمَا سُرِقَ مِنْهُ لَهُ صَدَقَةٌ، وَمَا أَكَلَ السَّبُعُ مِنْهُ فَهُوَ لَهُ صَدَقَةٌ، وَمَا أَكَلَتِ الطَّيْرُ فَهُوَ لَهُ صَدَقَةٌ، وَلَا يَرْزَؤُهُ أَحَدٌ إِلَّا كَانَ لَهُ صَدَقَةٌ (مسلم) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو مسلمان بھی کوئی درخت لگاتا ہے، پھر اس سے جو چیز بھی کھائی جاتی ہے (خواہ کھانے والا کوئی بھی ہو، خواہ انسان ہو یا جانور) تو وہ درخت لگانے والے کے لئے صدقہ بن جاتا ہے، اور جو اس سے چوری کیا جاتا ہے وہ بھی درخت لگانے والے کے لئے صدقہ بن جاتا ہے، اور جو اُس سے کوئی درندہ کھاتا ہے تو وہ بھی درخت لگانے والے کے لیے صدقہ بن جاتا ہے، اور جو اس سے کوئی پرندہ کھاتا ہے تو وہ بھی درخت لگانے والے کے لئے صدقہ بن جاتا ہے، اور جو اس میں سے کوئی کمی کرتا ہے (مثلاً کسی غرض سے اس کے پتے، لکڑی وغیرہ میں سے لے لیا) تو وہ بھی درخت لگانے والے کے لئے صدقہ بن جاتا ہے (مسلم)

جب تک درخت لگا ہوا ہوتا ہے، اس وقت تک تو اس سے انسان اور چرند پرند مختلف شکلوں سے فائدہ اٹھاتے ہی ہیں، اور کچھ بھی نہ ہو تو چرند پرند اس پر رہائش رکھتے ہیں، اور اس کے

---

[1] رقم الحديث ١٥٥٢ ”٧“ كتاب المساقاة، باب فضل الغرس والزرع.

ذریعہ سے گرمی، سردی، بارش، دھوپ اور موذی جانوروں سے حفاظت کا سامان کرتے ہیں، اورانسان اور جانور اس کے سایہ سے فائدہ اٹھاتے ہیں، اوراس درخت پر آنے والے پھل سے دوسرے پھلوں کے بیج اور گٹھلیاں نکلتی ہیں، اور کتنے دوسرے درخت اور پودے تیار ہوتے ہیں۔

بعض درختوں اور جڑی بوٹیوں کی مختلف چیزیں بے شمار دوائیوں میں استعمال ہوتی ہیں، اور درخت سے گوند وغیرہ بھی نکلتا ہے، جو مختلف شکلوں میں کام آتا ہے، پھراس سے کاٹی جانے والی لکڑی بلکہ اس کے پتوں سے آگ جلا کر مختلف طریقوں سے ضرورت پوری کی جاتی ہے، لکڑی سے بے شمار ضرورتیں پوری ہوتی ہیں، اوراگر درخت کاٹ لیا جائے، تواس سے بڑے بڑے شہتیر، کڑیاں، دروازے، کھڑکیاں، میزیں اور صوفے اور پھٹے وغیرہ بنتے ہیں، اور بانس بھی سیڑھی اور دوسری شکلوں میں کام آتے ہیں۔

غرضیکہ درخت کا نفع بہت عام اور وسیع ہے، اس لئے یہ عظیم صدقہ بلکہ صدقۂ جاریہ ہے۔

حضرت اُمِ مبشر رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ غَرَسَ غَرْسًا، أَوْ زَرَعَ زَرْعًا، فَأَكَلَ مِنْهُ إِنْسَانٌ، أَوْ سَبُعٌ، أَوْ دَابَّةٌ، أَوْ طَيْرٌ، فَهُوَ لَهُ صَدَقَةٌ

(مسند احمد، رقم الحديث ۲۷۰۴۳) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس (مسلمان) نے کوئی درخت لگایا، یا کوئی کھیتی کی پھراس سے کسی انسان نے یا درندے نے یا چوپائے نے یا پرندے نے کچھ کھالیا تو وہ اس کے لیے صدقہ بن جاتا ہے (مسند احمد)

اللہ تعالیٰ کا کتنا عظیم فضل ہے کہ درخت سے اگر کوئی انسان پرند، چرند کھائے، بلکہ کوئی اگر چوری بھی کرے، وہ سب درخت لگانے والے کے لئے صدقہ بن جاتا ہے۔

---

[1] قال شعيب الارنؤوط: إسناده صحيح على شرط مسلم (حاشية مسند احمد)

حضرت خلاد بن سائب رحمہ اللہ اپنے والد حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ زَرَعَ زَرْعًا فَأَكَلَ مِنْهُ الطَّيْرُ اَوِ الْعَافِيَةُ كَانَ لَهُ بِهٖ صَدَقَةٌ (مسند احمد) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے کوئی (کھیتی) کاشت کی، پھر اس سے کسی پرندے نے کھایا یا کسی بھی رزق کے طلبگار (خواہ انسان ہو یا جانور ہو) نے کھایا، تو وہ کھیتی اس لگانے والے کے لئے صدقہ بن جاتی ہے (مسند احمد)

حضرت خلاد بن سائب انصاری رضی اللہ عنہ سے دوسری سند کے ساتھ بھی اس طرح کی حدیث مروی ہے۔ [2]

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

اَنَّ رَجُلًا مَرَّ بِهٖ وَهُوَ يَغْرِسُ غَرْسًا بِدَمِشْقَ فَقَالَ اَتَفْعَلُ هٰذَا وَاَنْتَ صَاحِبُ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَاتَعْجَلْ عَلَيَّ سَمِعْتُ

---

[1] رقم الحديث ١٦٥٥٨، حديث السائب بن خلاد، واللفظ لهٗ؛ المعجم الكبير للطبرانى رقم الحديث ٤٠٢٦.

قال شعيب الارنؤوط: اسنادهٗ حسن (حاشية مسند احمد)

وقال الهيثمى: رواه أحمد، والطبرانى فى الكبير، وإسناده حسن (مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ٦٢٦٥، باب اتخاذ الشجر وغير ذلك)

[2] عن محمد بن كعب القرظى، عن خلاد بن السائب الأنصارى رضى الله عنه، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ما من شىء يصيب من زرع أحدكم ولا ثمرة من طير ولا سبع إلا وله فيه أجر (المعجم الكبير للطبرانى، رقم الحديث ٤١٣٣، واللفظ لهٗ؛ معرفة الصحابة لابى نعيم، رقم الحديث ٢٤٨٢)

عن محمد بن كعب القرظى، عن السائب بن سويد، أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: ما من شىء يصيب زرع أحدكم من العوافى إلا كتب الله له به أجرا (المعجم الكبير للطبرانى، رقم الحديث ٦٦٣٩)

قال الهيثمى: رواه الطبرانى فى الكبير، وفيه عبد الله بن موسى التيمى، وهو ثقة لكنه كثير الخطإ، وبقية رجاله ثقات (مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ٦٢٦٩، باب اتخاذ الشجر وغير ذلك)

Idara Ghufran

رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ غَرَسَ غَرْسًا يَأْكُلُ مِنْهُ آدَمِيٌّ وَلَا خَلْقٌ مِنْ خَلْقِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ اِلَّا كَانَ لَهُ صَدَقَةً (مسند احمد، رقم الحديث ٢٧٥٠٦) [1]

ترجمہ: ایک آدمی کا گزر حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کے پاس سے ہوا، اس وقت حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ دمشق میں ایک درخت لگا رہے تھے، تو اس شخص نے کہا کہ آپ یہ درخت لگا رہے ہیں، حالانکہ آپ صحابیٔ رسول ہیں (مطلب یہ تھا کہ آپ صحابیٔ رسول ہو کر یہ کام کر رہے ہیں)

تو حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ آپ میرے اس معاملہ میں جلد بازی نہ کریں۔

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے، آپ نے فرمایا کہ جس نے درخت لگایا، اس سے کوئی آدمی یا اللہ عزوجل کی کوئی بھی مخلوق کھائے گی تو وہ اس درخت لگانے والے کے لئے صدقہ ہو جائے گا (مسند احمد)

اس سے معلوم ہوا کہ درخت لگانے کا عمل اتنا عظیم الشان ہے کہ اس کو صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے خود اپنے ہاتھ سے انجام دیا ہے، کیونکہ ان کو اس عمل کی فضیلت اور اہمیت معلوم تھی۔

غرضیکہ جو درخت لگایا جائے، یا فصل بوئی جائے، تو اس سے جس جس شکل میں موجود افراد فائدہ اٹھاتے ہیں، وہ سب اس درخت اور فصل کے بونے والے کے حق میں صدقہ شمار ہوگا۔

---

[1] قال شعيب الارنؤوط:
صحيح لغيره (حاشية مسند احمد)
وقال المنذري:
رواه أحمد وإسناده حسن (الترغيب والترهيب، تحت رقم الحديث ٣٩٢٩، كتاب البر والصلة وغيرهما)
وقال الهيثمي:
رواه احمد والطبراني فى الكبير، ورجاله موثقون وفيهم كلام لايضر (مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ٦٢٦٧، باب اتخاذ الشجر وغير ذلك)

Idara Ghufran

دودھ دینے والا جانور صدقہ کرنے کی فضیلت

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: نِعْمَ الصَّدَقَةُ اللِّقْحَةُ الصَّفِيُّ مِنْحَةً، وَالشَّاةُ الصَّفِيُّ مِنْحَةً، تَغْدُوْ بِإِنَاءٍ، وَتَرُوْحُ بِآخَرَ (صحيح البخاري) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بہترین صدقہ خوب دودھ دینے والی ایسی اونٹنی یا خوب دودھ دینے والی ایسی بکری کا (ضرورت مند کو) دینا ہے کہ جو (اپنے دودھ سے) ایک برتن صبح کو بھرے اور ایک برتن شام کو بھرے (بخاری)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

أَلَا رَجُلٌ يَمْنَحُ أَهْلَ بَيْتٍ نَاقَةً، تَغْدُوْ بِعُسٍّ، وَتَرُوْحُ بِعُسٍّ، إِنَّ أَجْرَهَا لَعَظِيْمٌ (مسند الإمام أحمد، رقم الحديث ۷۳۰۱) [2]

ترجمہ: یاد رکھو کہ جو آدمی کسی گھر والوں کو ایسی اونٹنی عطیہ کر دیتا ہے کہ جو صبح بھی برتن بھر کر دودھ دے اور شام کو بھی برتن بھر کر دودھ دے، اس کا ثواب بہت عظیم ہے (مسند احمد)

عرب میں اونٹنی کا زیادہ رواج تھا، اس لئے بعض روایات میں اونٹنی کا ذکر کر دیا گیا، ورنہ اگر کوئی دودھ والی بھینس یا گائے، بکری وغیرہ عطیہ کرے، وہ بھی فضیلت سے محروم نہیں، اسی لئے بعض روایات میں بکری کا بھی ذکر ہے۔

اور اگر کوئی دودھ والا جانور دوسرے کو مالک بنا کر نہ دے، بلکہ چند دن کے لئے ضرورت مند کو اس کا دودھ استعمال کرنے کے لئے دے دے، اور پھر اپنا جانور واپس لے لے، وہ بھی

---

[1] رقم الحديث ۵۶۰۸، كتاب الاشربة، باب شرب اللبن.

[2] قال شعيب الارنؤوط: إسناده صحيح على شرط الشيخين (حاشية مسند احمد)

فضیلت سے محروم نہیں ہوگا، پہلے زمانہ میں اس طرح کا رواج تھا، اور اگر ایسا کرنا بھی مشکل ہو، تو اس کے بجائے جانور کا دودھ ضرورت مند کو اپنی حسبِ حیثیت پیش کرتے رہنے سے بھی مذکورہ فضیلت حاصل ہوجائے گی۔ [1]

موت سے پہلے صحت کی حالت میں صدقہ کرنا افضل ہے

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَجُلٌ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَيُّ الصَّدَقَةِ أَفْضَلُ قَالَ أَنْ تَصَدَّقَ وَأَنْتَ صَحِيْحٌ حَرِيْصٌ تَأْمُلُ الْغِنٰى وَتَخْشَى الْفَقْرَ وَلَا تُمْهِلُ حَتّٰى إِذَا بَلَغَتِ الْحُلْقُوْمَ قُلْتَ لِفُلَانٍ كَذَا وَلِفُلَانٍ كَذَا وَقَدْ كَانَ لِفُلَانٍ (بخاری) [2]

ترجمہ: ایک آدمی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! کون سا صدقہ افضل (اور اجر کے لحاظ سے عظیم) ہے؟ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آپ اس حال میں صدقہ کریں کہ آپ صحیح اور تندرست ہوں، اور مال کی

---

[1] (وعن أبی هريرة قال: قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم " :-نعم الصدقة اللقحة ") بكسر اللام ويجوز فتحها أی: الناقة ذات اللبن القريبة العهد بالنتاج "الصفی "صفة اللقحة أی: الغزيرة اللبن "منحة "بكسر الميم أی: عطية بالنصب على التمييز، وقيل على الحال، والمنح إعطاء ذات لبن فقيرا ليشرب مدة ثم يردها إلى صاحبها إذا ذهب درها، وهو المعنى بقوله -عليه الصلاة والسلام " :-المنحة مردودة "قيل: أصلها أن تكون فی العارية ثم سمی به كل عطية، وقيل بالعكس "والشاة الصفی منحة تغدو "أی: تذهب ملتبسة "بإناء وتروح بآخر "أی: يحلب من لبنها ملء إناء وقت الغدوة وملء إناء آخر وقت الرواح وهو المساء، والجملة صفة مادحة لمنحة أو استئناف جواب عن من سأل عن سبب كونها ممدوحة، ولعل بعض أسخياء العرب كانوا يذمون هذه العطية لأنها مخالفة لطبع الكرام على طريق السجية فمدحها ردا عليهم بأن ما لا يدرک كله لا يترک كله، وإن القليل له أجر جزيل وثناء جميل(مرقاة المفاتيح، ج۴ص۱۳۳۸، ۱۳۳۹، كتاب الزكاة، باب فضل الصدقة)

[2] رقم الحديث ۲۷۴۸، كتاب الوصايا، باب الصدقة عند الموت، ورقم الحديث ۱۴۱۹، صحيح مسلم رقم الحديث ۱۰۳۲ "۹۲"

خواہش رکھتے ہوں، مالدار ہونے کی امید اور فقر کا خوف رکھتے ہوں، اور آپ صدقہ میں اتنی دیر نہ کریں کہ جان حلق میں پہنچ کر اَٹک جائے، پھر آپ کہیں کہ فلانے کے لئے اتنا اور اتنا، اور فلانے کے لئے اتنا اور اتنا ہے، درآں حالیکہ وہ مال فلاں (یعنی وارث) کا ہو چکا ہے (بخاری، مسلم)

اس سے معلوم ہوا کہ موت کے وقت صدقہ کرنے کے بجائے، صحت وتندرستی کی حالت میں صدقہ کی زیادہ فضیلت ہے، اور جان حلق پر پہنچنے پر صدقہ کی حیثیت، وصیت کی بن جاتی ہے۔ [1]

اس سے ملتے جلتے مضمون کی اور بھی روایات ہیں، مگر ان میں سے بعض کی سندوں میں ضعف پایا جاتا ہے۔ [2]

---

[1] (وقد كان لفلان) قيل :جملة حالية أى :وقد صار المال الذى تتصرف فيه فى هذه الحالة ثلثاه حقا للوارث وأنت تتصدق بجميعه فكيف يقبل منك؟ وقال الطيبى :قيل :إشارة إلى المنع عن الوصية لتعلق حق الوارث أى :وقد كان لفلان الوارث اهـ .ويمكن أن يقال :معناه وكان، أى : عندكم لفلان كذا من المال فيكون الذم على الإمهال إلى تلك الحال، فإن فعل الخير فى حال الصحة عمل أرباب الكمال، ورد الحقوق لا ينبغى فيه الإهمال لأن الخطر كثير فى المال ويدل عليه صدر هذا الحديث(مرقاة المفاتيح، ج٤ص ١٣٢٢، كتاب الزكاة، باب الانفاق وكراهية الامساك)

[2] عن أبى سعيد الخدرى، أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال :لأن يتصدق المرء فى حياته بدرهم خير له من أن يتصدق بمائة درهم عند موته(ابو داوٗد،رقم الحديث ٢٨٦٦، كتاب الوصايا،باب ما جاء فى كراهية الإضرار فى الوصية، صحيح ابن حبان، رقم الحديث ٣٣٣٤)

قال شعيب الارنؤوط:إسناده ضعيف لضعف شُرَحبيل، وهو ابن سَعد .ابن أبى فُديک :هو محمد ابن إسماعيل بن مسلم، وابن أبى ذئب :هو محمد بن عبد الرحمن بن المغيرة.وأخرجه ابن عبد البر فى "التمهد١٤ /٣٠٤"من طريق أبى داود، بهذا الإسناد.وأخرجه ابن حبان (٣٣٣٤)من طريق ابن أبى فديک، به(حاشية سنن ابى داوٗد)

وقال ايضاً:إسناده ضعيف، شرحبيل -وهو ابن سعد -لم يوثقه غير المؤلف ٣٦٤/٤، وضعفه الدارقطنى، وأبو زرعة، وأبو حاتم، وابن معين.

وأخرجه أبو داود (٢٨٦٦)فى الوصايا :باب ما جاء فى كراهية الإضرار فى الوصية، عن أحمد بن

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اپنی جان کے ضروری حقوق دوسروں پر صدقہ سے مقدم ہیں

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

إِذَا كَـانَ أَحَدُكُمْ فَقِيرًا، فَلْيَبْدَأْ بِنَفْسِهِ، وَإِنْ كَانَ فَضْلٌ،فَعَلٰى عِيَالِهِ،

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

صالح، عن ابن أبی فدیک، به(حاشیة صحیح ابنِ حبان)

وقال الالبانی:ضعیف.رواه أبو داود(۲۸۶۶)وابن حبان(۸۲۱)والمخلص فی "الفوائد المنتقاة (۱-۲ /۱۹۸) "والضياء فی "المختارة(۲/۹۸/۱۰) "عن ابن أبی فدیک :أنبأ ابن أبی ذئب عن شرحبيل عن أبی سعيد الخدری مرفوعا به.

قلت :وهذا إسناد ضعيف رجاله كلهم ثقات غير شرحبيل وهو ابن سعد أبو سعد المدنی، وهو ضعيف، يكاد يكون من المجمع على ضعفه، وقد اتهمه بعضهم، وقال الحافظ فی "التقريب :" "صدوق اختلط بآخره ."ومنه تعلم أن قول المناوی: "ثم قال :أعنی ابن حبان :حديث صحيح، وأقره ابن حجر ."

فإنما صدر عن غير تحقيق، فإن ابن حبان ليس من عادته أن يعقب على الأحاديث بقوله " :حديث صحيح "، ولا نقله الهيثمی فی "موارد الظمآن "عقب هذا الحديث ، وإنما أوقعه فی هذا الخطأ قول الحافظ فی "الفتح(۵/۳۷۴) "فی هذا الحديث: "رواه أبو داود، وصححه ابن حبان ."

وهذا لا يعنی أنه قال " :حديث صحيح "لما ذكرنا، وغنما يعنی :رواه ابن حبان .فی "صحيحه " وهذا شیء معروف عند أهل العلم، وجره هذا الخطأ إلى التصريح بصحة سنده فی "التيسير ." وتقدم غيره.

نقول هذا بيانا للواقع، وإلا فلا فرق عند الباحثين والعارفين بتساهل ابن حبان بين إخراجه للحديث فی "صحيحه "وسكوته عنه، وبين ما لوقال فيه " :حديث صحيح "فإنه لابد فی الحالتين من التأكد من صحة حكمه بالصحة، وقد فعلنا ، فنقلنا قول الحافظ فيه الدال على ضعفه، وأن إقراره لتصحيح ابن حبان لحديثه لا حجة فيه بعد معرفة ضعف راويه، وقد أورده الذهبی فی "الضعفاء " وقال: "اتهمه ابن أبی ذئب، وضعفه الدارقطنی وغيره ."ثم رأيت الغماری قلد المناوی -كعادته- فأورد الحديث فی "كنزه ."(سلسلة الاحاديث الضعيفة، تحت رقم الحديث ۱۳۲۱)

عن عطاء بن السائب قال :سمعت أبا إسحاق، يحدث أنه سمع أبا حبيبة، قال :أوصى رجل بدنانير فی سبيل الله، فسئل أبو الدرداء ، فحدث عن النبی صلى الله عليه وسلم أنه قال " :مثل الذی يعتق، أو يتصدق، عند موته، مثل الذی يهدی بعدما يشبع "قال أبو حبيبة " :فأصابنی من ذلک شیء "(مسند احمد رقم الحديث ۲۱۷۱۸،سنن النسائی رقم الحديث ۳۶۱۴)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

وَإِنْ كَانَ فَضْلٌ ،فَعَلٰى ذِىْ قَرَابَتِهٖ أَوْ قَالَ: عَلٰى ذِىْ رَحِمِهٖ ، وَإِنْ كَانَ فَضْلٌ ،فَهَاهُنَا، وَهَاهُنَا (مسند الإمام أحمد، رقم الحديث ۱۴۲۷۳) ۱؎

ترجمہ: جب تم میں سے کوئی شخص فقیر (یعنی غریب) ہو، تو وہ اپنی ذات سے ابتداء کرے (یعنی پہلے اپنی بنیادی ضرورت پوری کرے) پھر اگر کچھ بچے، تو اپنے اہل وعیال (یعنی بال بچوں) پر خرچ کرے، پھر اگر کچھ بچے، تو اپنے قریبی رشتہ داروں پر یا رحم والے (یعنی قریبی نسب کے) رشتہ داروں پر خرچ کرے، پھر اگر کچھ بچے، تو یہاں اور وہاں خرچ کرے (مسند احمد)

یہاں اور وہاں خرچ کرنے کا مطلب یہ ہے کہ بعد میں دوسرے کارِ خیر میں خرچ کرے۔ ۲؎

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾ قال شعيب الارنؤوط:إسناده ضعيف لجهالة أبى حبيبة الطائى، فلم يرو عنه غير أبى إسحاق السبيعى، ولم يوثقه غير ابن حبان.

وأخرجه النسائى فى "المجتبى ۲۳۸/۶"من طريق محمد بن جعفر، بهذا الإسناد.

وأخرجه الطيالسى(۹۸۰)والدارمى(۳۲۲۶)والطبرانى فى "الأوسط(۸۶۴۴)" والحاكم ۲۱۳/۲، والبيهقى ۱۹۰/۴ من طرق عن شعبة، به.

وأخرجه سعيد بن منصور فى "سننه(۲۳۳۰)"والنسائى فى "الكبرى(۴۸۹۳)"وابن حبان (۳۳۳۶)والطبرانى فى "الأوسط(۵۴۹۳)"وأبو الشيخ فى "الأمثال(۳۲۷)"والبيهقى فى "شعب الإيمان(۳۴۴۷)"من طرق عن أبى إسحاق السبيعى، به، ولم يذكر سعيد بن منصور والنسائى وأبو الشيخ والطبرانى والبيهقى لفظة "يتصدق"، وابن حبان لم يذكر العتق.

وانظر ما بعده، وما سيأتى ۴۴۸/۶.

وفى الباب عن أبى هريرة سلف برقم(۷۱۵۹)فى حديثه عن أعظم الصدقة قال ... " :ولا تمهل حتى إذا بلغت الحلقوم، قلت :لفلان كذا، ولفلان كذا، وقد كان لفلان ."وهو فى "الصحيحين."

وعن أبى سعيد الخدرى عند أبى داود(۲۸۶۶)وابن حبان(۳۳۳۴)مرفوعاً" :لأن يتصدق المرء فى حياته بدرهم خير له من أين يتَصدق بمائة عند موته"، وإسناده ضعيف (حاشية مسند احمد)

۱؎ قال شعيب الارنؤوط:

إسناده صحيح على شرط مسلم، رجاله ثقات رجال الشيخين غير أبى الزبير -وهو محمد بن مسلم بن تَدْرُس -فمن رجال مسلم، وقد صرح بالتحديث فى بعض المصادر التى خرَّجت الحديث(حاشية مسند احمد)

۲؎ (إذا كان أحدكم فقيرا) أى لا مال له ولا كسب يقع موقعا من كفايته (فليبدأ بنفسه) أى يقدمها بالإنفاق عليها مما أتاه الله كما مر (فإن كان فضل) أى بسكون الضاد :أى شىء زائد بأن

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara Ghufran

اور حضرت مقدام بن معدی کرب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :مَا أَطْعَمْتَ نَفْسَکَ، فَهُوَ لَکَ صَدَقَةٌ، وَمَا أَطْعَمْتَ وَلَدَکَ، فَهُوَ لَکَ صَدَقَةٌ، وَمَا أَطْعَمْتَ زَوْجَتَکَ ، فَهُوَ لَکَ صَدَقَةٌ، وَمَا أَطْعَمْتَ خَادِمَکَ، فَهُوَ لَکَ صَدَقَةٌ (مسند احمد) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو آپ (جائز غرض سے) اپنے آپ کو کھلائیں، وہ آپ کے لیے صدقہ ہے، اور جو آپ اپنی اولاد کو کھلائیں، وہ بھی آپ کے لیے صدقہ ہے، اور جو آپ اپنی بیوی کو کھلائیں، وہ بھی آپ کے لیے صدقہ ہے، اور جو آپ اپنے خادم کو کھلائیں، وہ بھی آپ کے لیے صدقہ ہے (مسند احمد)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اپنی ذات اور اپنے بیوی بچوں اور خادم وغیرہ پر بنیتِ ثواب خرچ

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

فضل بعد كفايته زيادة (فعلى عياله) أى الذين يعولهم وتلزمه نفقتهم (فإن كان فضل فعلى ذى قرابته) من أصوله وفروعه وذى رحمه يقدم الأقرب فالأقرب والأحوج فالأحوج (فإن كان فضل فهاهنا وهاهنا) كناية عن الإنفاق فى وجوه الخير المعبر عنه فى رواية باليمين والشمال .قال النووى :إن الابتداء فى النفقة على هذا الترتيب وأن الحقوق إذا تزاحمت قدم الآكد فالآكد وأن الأفضل فى صدقة التطوع فى تنويعها فى جهات البر بالمصلحة(فيض القدير للمناوى، تحت رقم الحديث ۸۱۴)

[1] رقم الحديث ۱۷۱۷۹؛ الادب المفرد للبخارى، رقم الحديث ۸۲.

قال شعيب الارنؤوط:

حديث حسن (حاشية مسند احمد)

وقال الهيثمى:

رواه أحمد ورجاله ثقات (مجمع الزوائد، ج۳ص ۱۱۹،رقم الحديث ۴۶۶۰،باب فى نفقة الرجل على نفسه وأهله وغير ذلک)

وقال المنذرى:

رواه أحمد بإسناد جيد (الترغيب والترهيب تحت رقم الحديث ۳۰۰۲، كتاب النكاح)

کرنے میں صدقہ کا ثواب حاصل ہوتا ہے۔ [1]

اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالصَّدَقَةِ فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ عِنْدِيْ دِيْنَارٌ .فَقَالَ تَصَدَّقْ بِهٖ عَلٰى نَفْسِكَ قَالَ عِنْدِيْ آخَر. قَالَ تَصَدَّقْ بِهٖ عَلٰى وَلَدِكَ . قَالَ عِنْدِيْ آخَر. قَالَ تَصَدَّقْ بِهٖ عَلٰى زَوْجَتِكَ . أَوْ قَالَ زَوْجِكَ. قَالَ عِنْدِيْ آخَر. قَالَ تَصَدَّقْ بِهٖ عَلٰى خَادِمِكَ. قَالَ عِنْدِيْ آخَرُ. قَالَ أَنْتَ أَبْصَرُ (ابوداؤد) [2]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقہ کا حکم فرمایا، تو ایک آدمی نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! میرے پاس ایک دینار ہے، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو اپنے اوپر صدقہ کرو، اس نے عرض کیا کہ میرے پاس ایک اور دینار بھی ہے، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو اپنی اولاد پر صدقہ کرو، اس نے عرض کیا کہ میرے پاس ایک اور دینار بھی ہے، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

---

[1] (ما أطعمت زوجتك فهو لك صدقة وما أطعمت ولدك فهو لك صدقة وما أطعمت خادمك فهو لك صدقة وما أطعمت نفسك فهو لك صدقة) إن نواه فى الكل كما دل عليه تقييده فى الخبر الصحيح بقوله وهو يحتسبها فيحمل المطلق على المقيد قال القرطبى :أفاد منطوقه أن الأجر فى الإنفاق إنما يحصل بقصد القربة سواء كانت واجبة أو مباحة وأفاد مفهومه أن من لم يقصد القربة لا يؤجر لكن تبرأ ذمته من النفقة الواجبة لأنها معقولة المعنى وأطلق الصدقة على النفقة مجازا والمراد بها الأجر والقرينة الصارفة عن الحقيقة الإجماع على جواز النفقة على الزوجة الهاشمية التى حرمت عليها الصدقة.

(حم طب عن المقدام بن معد يكرب) قال الهيثمى :رجاله ثقات وقال المنذرى بعد ما عزاه لأحمد :إسناده جيد وبه يعرف أن رمز المؤلف لحسنه تقصير وأنه كان الأولى الرمز لصحته(فيض القدير للمناوى، تحت رقم الحديث ٧٨٢٤)

[2] رقم الحديث ١٦٩١، كتاب الزكاة، باب فى صلة الرحم، كتاب الزكاة، باب أيتهما اليد العليا، مسند احمد رقم الحديث ٧٤١٩.

قال شعيب الارنؤوط:

اسناده قوى(حاشية مسند احمد)

نے فرمایا کہ اپنی زوجہ (یعنی بیوی) پر صدقہ کرو، اس نے عرض کیا کہ میرے پاس ایک اور دینار بھی ہے، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو اپنے خادم پر صدقہ کرو، اس نے عرض کیا کہ میرے پاس ایک اور دینار بھی ہے، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آپ زیادہ سمجھتے ہیں (کہ آپ کی نظروں میں پھر کون مستحق ہے) (ابوداؤد، مسند احمد)

مطلب یہ ہے کہ اپنی جان کے ضروری حقوق ادا کرنے کے بعد درجہ بدرجہ جن افراد کا نان نفقہ اپنے ذمہ واجب ہے، ان کا نان نفقہ ادا کرنا بھی صدقہ میں داخل ہے۔

یہ اسی حدیث کی تشریح ہے، جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اہل وعیال سے صدقہ کرنے کی ابتداء کا حکم فرمایا ہے۔

البتہ والدین کا اولاد کو اور اولاد کا والدین کو، اور بعض فقہاء کے نزدیک میاں بیوی کا ایک دوسرے کو اپنے مال کی زکاۃ اور واجب صدقات دینا جائز نہیں۔

بعض دوسری احادیث میں اپنے اوپر صدقہ کرنے کی کچھ تفصیل بھی آئی ہے۔

چنانچہ حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ، اِبْتَاعُوْا أَنْفُسَكُمْ مِنَ اللّٰهِ مِنْ مَّالِ اللّٰهِ، فَإِنْ بَخِلَ أَحَدُكُمْ أَنْ يُّعْطِيَ مَالَهُ لِلنَّاسِ فَلْيَبْدَأْ بِنَفْسِهٖ، وَلْيَتَصَدَّقْ عَلٰى نَفْسِهٖ، فَلْيَأْكُلْ، وَلْيَكْتَسِ مِمَّا رَزَقَهُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ (مكارمُ الاخلاق للخرائطى) [1]

---

[1] رقم الحديث ٥٦٤، باب ما جاء فى السخاء والكرم والبذل من الفضل.

قال الالبانى: قلت: وهذا إسناد صحيح رجاله كلهم ثقات رجال مسلم غير سليم بن حيان وهو ثقة كما قال الحافظ ابن حجر فى "التقريب". "وله شاهد من حديث أنس رضى الله عنه ذكره فى "منتخب كنز العمال (٢/٢١٩)" وقال": رواه البيهقى فى "الشعب" والديلمى وابن النجار. قال ابن حجر فى الأطراف: "نظيف الإسناد ولم أر من صححه." (سلسلة الأحاديث الصحيحة، رقم الحديث ١٠٠٦)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے لوگو! اپنی جان کا اللہ کے مال کے عوض میں اللہ سے سودا کرو (یعنی صدقہ خیرات کرو) پھر اگر تم میں سے کوئی اپنا مال لوگوں کو دینے (اور صدقہ خیرات کرنے) میں بخل کرے، تو اسے چاہئے کہ وہ اپنے آپ سے ابتداء کرے، اور اپنے اوپر صدقہ کرے، اور اللہ عزوجل نے جو رزق دیا اس میں سے کھائے، پیے اور پہنے (مکارم الاخلاق)

اس طرح کی حدیث حضرت انس رضی اللہ عنہ کی سند سے بھی مروی ہے۔ [1]

معلوم ہوا کہ اپنی جان کے ضروری حقوق ادا کرنا بھی صدقہ میں داخل ہے، اور اس کا درجہ دوسروں پر صدقہ کرنے سے مقدم ہے۔

مستحق رشتہ داروں پر صدقہ کرنا دُوہری فضیلت رکھتا ہے

احادیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اپنے ضرورت مند رشتہ داروں پر رشتہ کے لحاظ سے درجہ بدرجہ صدقہ کرنے کی فضیلت دوسرے اور اجنبی لوگوں کے مقابلہ میں زیادہ ہے۔

چنانچہ حضرت سلمان بن عامر ضبی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اَلصَّدَقَةُ عَلَى الْمِسْكِيْنِ صَدَقَةٌ، وَهِيَ عَلٰى ذِى الْقَرَابَةِ اِثْنَتَانِ: صِلَةٌ، وَصَدَقَةٌ (مسند احمد) [2]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسکین (یعنی عام مستحق و غریب) پر

---

[1] عن أنس، أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال " :يا أيها الناس ابتاعوا أنفسكم من الله عز وجل، فإن بخل أحدكم أن يعطى ماله الناس فليتصدق على نفسه فليأكل وليلبس مما رزقه الله عز وجل "(شعب الايمان للبيهقى، رقم الحديث ۴۲۵۰)

[2] رقم الحديث ۱۶۲۲۷، سنن ابنِ ماجه رقم الحديث ۱۸۴۴، سنن الترمذى، رقم الحديث ۶۵۸.

قال شعيب الارنؤوط: حديث صحيح لغيره (حاشية مسند احمد وحاشية سنن ابنِ ماجه)

وقال الالبانى: فحديثها حسن كما قال الترمذى ,يشهد له الحديث الذى بعده (ارواء الغليل فى تخريج احاديث منار السبيل، تحت رقم الحديث ۸۸۳، ج۳ص۳۸۸)

Idara Ghufran

صدقہ کرنا، صدقہ ہے، اور قرابت دار (یعنی ضرورت مند رشتہ دار) پر صدقہ کرنا،

صلہ رحمی اور صدقہ دو چیزوں کا مجموعہ ہے (مسند احمد، ابنِ ماجہ، ترمذی)

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی اہلیہ محترمہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے رشتہ دار یتیم بچوں اور اپنے مستحق شوہر پر صدقہ کرنے کے بارے میں سوال کیا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

لَهَا أَجْرَانِ أَجْرُ الْقَرَابَةِ وَأَجْرُ الصَّدَقَةِ (بخاری) [1]

ترجمہ: حضرت زینب کو ان پر (نفلی) صدقہ کرنے سے دو اجر حاصل ہوں گے،

ایک رشتہ داری کا اجر اور ایک صدقے کا اجر (بخاری)

نفلی صدقہ تو ضرورت مند و مستحق شوہر کو دینا بھی جائز ہے، اور زکاۃ دینا بعض فقہاء کے نزدیک منع ہے۔

ان احادیث سے اجنبی لوگوں کے مقابلہ میں اپنے مستحق اور ضرورت مند رشتہ داروں پر صدقہ کرنے کی فضیلت معلوم ہوئی۔

اپنے اہل وعیال اور مستحق قریبی عزیز صدقہ میں مقدم ہیں

حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِذَا أَنْفَقَ الْمُسْلِمُ نَفَقَةً عَلَى أَهْلِهِ، وَهُوَ يَحْتَسِبُهَا، كَانَتْ لَهُ صَدَقَةً (صحيح البخاری) [2]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب مسلمان اپنے گھر والوں کی ضرورت پر خرچ کرتا ہے، اور وہ ثواب کا ارادہ رکھتا ہے، تو یہ عمل اس کے لئے صدقہ کا درجہ

---

[1] رقم الحديث ۱۴۶۶، كتاب الزكاة، باب الزكاة على الزوج والأيتام فى الحجر، مسلم رقم الحديث ۱۰۰۰ "۴۵"

[2] رقم الحديث ۵۳۵۱، كتاب النفقات، باب فضل النفقة على الأهل، مسلم، رقم الحديث ۱۰۰۲ "۴۸"

رکھتا ہے (بخاری، مسلم)

گھر والوں میں بیوی بھی داخل ہے، اور بچے بھی داخل ہیں۔ [1]

حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

اَلْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِّنَ الْيَدِ السُّفْلٰى وَابْدَأْ بِمَنْ تَعُوْلُ وَخَيْرُ الصَّدَقَةِ عَنْ ظَهْرِ غِنًى (بخاری) [2]

ترجمہ: اوپر والا (یعنی سوال نہ کرنے بلکہ دینے والا) ہاتھ نیچے والے (یعنی لینے اور سوال کرنے والے) ہاتھ سے (ثواب کے اعتبار سے) بہتر ہے، اور جو افراد آپ کی عیال داری میں ہیں، وہ صدقہ (کے مصرَف و مستحق ہونے) میں مقدم ہیں، اور بہترین صدقہ ضرورت سے زائد چیز کا صدقہ ہے (یعنی بہترین صدقہ یہ ہے کہ صدقہ کرنے کے بعد صدقہ کرنے والا خود دوسروں کا محتاج نہ ہو، بلکہ اس کا استغناء برقرار رہے) (بخاری)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّهُ قَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، أيُّ الصَّدَقَةِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: جُهْدُ الْمُقِلِّ، وَابْدَأْ بِمَنْ تَعُوْلُ (سنن أبی داوٗد) [3]

ترجمہ: انہوں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! کون سا صدقہ افضل ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کم مال والے کا اپنی وسعت کے بقدر صدقہ

---

[1] (وعن أبی مسعود قال :قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم :-إذا أنفق المسلم نفقة على أهله) أی الزوجة والأقارب (وهو يحتسبها) أی يعتدها مما يدخر عند الله أو يطلب الحسبة وهی الثواب (كانت له) أی نفقته (صدقة) أی عظيمة أو مقبولة أو نوعا من الصدقة(مرقاة المفاتيح، ج۴ص ۱۳۵۱ ، كتاب الزكاة، باب فضل الصدقة)

[2] رقم الحديث ۱۴۲۷ ، كتاب الزكاة، باب لا صدقة إلا عن ظهر غنى.

[3] رقم الحديث ۱۶۷۷ ، كتاب الزكاة، باب فی الرخصة فی ذلک.

قال شعيب الارنؤوط:

إسناده صحيح(حاشية سنن ابی داوٗد)

Idara Ghufran

کرنا ہے، اور صدقہ کی ابتداء اپنے اہل وعیال سے کرے (ابوداؤد)

مطلب یہ ہے کہ جو شخص زیادہ مالدار نہ ہو، بلکہ غریب ہو، اس کے باوجود وہ اپنی حسبِ حیثیت کچھ نہ کچھ صدقہ کرے، تو وہ زیادہ فضیلت کا باعث ہے، بشرطیکہ صدقہ اتنی زیادہ مقدار میں نہ کرے کہ بعد میں خود پریشان ہو جائے، اور اس کے ضروری حقوق فوت ہو جائیں، اور اجنبی لوگوں کے مقابلہ میں اپنے عیال دار اور زیرِ کفالت افراد مثلاً بیوی بچوں کا حق مقدم ہے۔[1]

---

[1] (وخير الصدقة عن ظهر غنى) معناه أفضل الصدقة ما بقى صاحبها بعدها مستغنيا بما بقى معه وتقديره أفضل الصدقة ما أبقت بعدها غنى يعتمده صاحبها ويستظهر به على مصالحه وحوائجه وإنما كانت هذه أفضل الصدقة بالنسبة إلى من تصدق بجميع ماله لأن من تصدق بالجميع يندم غالبا أو قد يندم إذا احتاج ويود أنه لم يتصدق بخلاف من بقى بعدها مستغنيا فإنه لا يندم عليها بل يسر بها وقد اختلف العلماء فى الصدقة بجميع ماله فمذهبنا أنه مستحب لمن لا دين عليه ولا له عيال لا يصبرون بشرط أن يكون ممن يصبر على الاضاقة والفقر فإن لم تجتمع هذه الشروط فهو مكروه قال القاضى جوز جمهور العلماء وأئمة الأمصار الصدقة بجميع ماله وقيل يرد جميعها وهو مروى عن عمر بن الخطاب رضى الله عنه وقيل ينفذ فى الثلث هو مذهب أهل الشام وقيل إن زاد على النصف ردت الزيادة وهو محكى عن مكحول قال أبو جعفر والطبرى ومع جوازه فالمستحب أن لا يفعله وأن يقتصر على الثلث قوله صلى الله عليه وسلم (وابدأ بمن تعول) فيه تقديم نفقة نفسه وعياله لأنها منحصرة فيه بخلاف نفقة غيرهم وفيه الابتداء بالأهم فالأهم فى الأمور الشرعية (شرح النووى على مسلم، ج٧، ص ١٢٦، كتاب الزكاة، باب بيان أن اليد العليا خير من اليد السفلى)

والمراد ما يعطيه المقل على قدر طاقته (حاشية السندى على سنن النسائى، ج٥، ص ٥٨، كتاب الزكاة)

(أفضل الصدقة) أى من أفضلها :وكذا يقال فيما يأتى (جهد) روى بضم الجيم وفتحها فبالضم الوسع والطاقة وهو الأنسب هنا وبالفتح المشقة والمبالغة والغاية (المقل) بضم فكسر أى مجهود وقليل المال :يعنى قدرته واستطاعته وإنما كان ذلك أفضل لدلالته على الثقة بالله والزهد فصدقته أفضل الصدقة وهو أفضل الناس بشهادة خبر :أفضل الناس رجل يعطى جهده والمراد بالمقل الغنى القلب ليوافق قوله الآتى :أفضل الصدقة ما كان عن ظهر غنى أو يقال الفضيلة تتفاوت بحسب الأشخاص وقوة التوكل وضعف اليقين فالمخاطب بهذا الحديث أبو هريرة وكان مقلا متوكلا على الله فأجابه بما يقتضيه حاله والمخاطب بالحديث الآتى حكيم بن حزام وكان من أشراف قريش وعظمائها وأغنيائها ووجوهها فى الجاهلية والإسلام (وابدأ) بالهمز وتركه (بمن تعول) أى بمن تلزمك مؤنته وجوبا فقدمه على التصدق تقديما للواجب على المندوب ولا يتناول ترفه العيال وإطعامهم لذيذ المطاعم بما زاد على كفايتهم لأن من لم تندفع حاجته أولى بالصدقة ممن اندفعت حاجته فى مقصود الشارع (فيض القدير للمناوى، تحت رقم الحديث ١٢٥٩)

حضرت طارق محاربی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

يَدُ الْمُعْطِي الْعُلْيَا وَابْدَأْ بِمَنْ تَعُولُ أُمَّكَ وَأَبَاكَ وَأُخْتَكَ وَأَخَاكَ ثُمَّ أَدْنَاكَ أَدْنَاكَ (سنن النسائی) [1]

ترجمہ: (صدقہ وغیرہ) دینے والا ہاتھ اوپر والا ہاتھ ہے، اور آپ (صدقہ وغیرہ) دینے میں اس سے ابتداء کریں، جس کی آپ کفالت کرتے ہوں، اپنی ماں، اپنے باپ، اپنی بہن اور اپنے بھائی سے، پھر جو آپ کے قریب ہو، قریب ہو (درجہ بدرجہ) (نسائی، ابنِ حبان، حاکم)

حضرت سراقہ بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهُ: يَا سُرَاقَةُ، أَلَا أَدُلُّكَ عَلٰى أَعْظَمِ الصَّدَقَةِ أَوْ مِنْ أَعْظَمِ الصَّدَقَةِ؟ قَالَ: بَلٰى يَا رَسُولَ اللّٰهِ: قَالَ: اِبْنَتُكَ مَرْدُودَةٌ إِلَيْكَ، لَيْسَ لَهَا كَاسِبٌ غَيْرُكَ (مسند أحمد، رقم الحديث ١٧٥٨٦) [2]

---

[1] رقم الحديث ٢٥٣٢، كتاب الزكاة، باب أيتهما اليد العليا، صحيح ابن حبان، رقم الحديث ٣٣٤١، كتاب الزكاة، باب صدقة التطوع، مستدرك حاكم، رقم الحديث ٤٢١٩، كتاب تواريخ المتقدمين من الأنبياء والمرسلين.

قال الحاكم: هذا حديث صحيح الإسناد و لم يخرجاه.

وقال الذهبي في التلخيص: صحيح .

وقال الهيثمي:

رواه البزار وذكر باسانيد أخر عن الاسود بن ثعلبة قال مثله ورجالهما ثقات ورجال الاول رجال الصحيح (مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ٤٥٣٧، ج٣ص٩٨، باب في اليد العليا ومن أحق بالصلة)

وقال شعيب الأرنؤوط:

إسناده صحيح (حاشية صحيح ابن حبان)

[2] قال شعيب الارنؤوط:

رجاله ثقات رجال الصحيح، غير أن عُلي بن رباح لم يسمعه من سراقة في رواية عبد الله بن يزيد المقرء هنا، ورواه غيره عن موسى بن عُلَيٍّ، عن أبيه، عن سراقة موصولاً.

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara Ghufran

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا میں آپ کو افضل صدقہ نہ بتلادوں، اور وہ یہ ہے کہ آپ کا اپنی اُس بیٹی (پر صدقہ کرنا) جو آپ کی طرف (اُس کے شوہر کے فوت ہونے یا طلاق دینے کی وجہ سے) لوٹ کر آئی ہے، اور اُس کا آپ کے علاوہ کوئی کمانے والا نہیں ہے (مسند احمد)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ لڑکی کی شادی بیاہ کرنے کے بعد اگر اُس کا شوہر فوت ہوجائے، یا اُس کو طلاق ہوجائے، اور اُس لڑکی کا والد کے علاوہ کوئی کمانے والا نہ ہو، تو والد کا اُس کے اوپر خرچ کرنا، اور اس کی کفالت کرنا یہ افضل صدقہ میں داخل ہے۔ [1]

بعض احادیث میں ضرورت مند رشتہ داروں کا تعاون کرنے کی بہت تاکید آئی ہے۔

چنانچہ حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَا مِنْ ذِي رَحِمٍ يَأْتِي رَحِمَهُ، فَيَسْأَلُهُ فَضْلًا أَعْطَاهُ اللّٰهُ إِيَّاهُ فَيَبْخَلُ عَلَيْهِ إِلَّا أُخْرِجَ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾ وأخرجه البخاری فی "الأدب المفرد(۸۰ و ۸۱)" وابن ماجه(۳۶۶۷) والطبرانی فی "الکبیر(۲۵۹۱)" و(۲۵۹۲) والحاکم فی "المستدرک(۱۷۶/۴)" من طرق عن موسی بن عُلَیٍّ، بهذا الأسناد، إلا أن البخاری فی الروایة الأولی قال: عن موسی بن عُلَیٍّ، عن أبیه أن النبی قال لسراقة. مرسلاً، وقال فی الثانیة: سمعت أبی عن سراقة. وقال ابن ماجه والطبرانی فی الأولی والحاکم: سمعت أبی یذکر عن سراقة. وقال الطبرانی فی الثانیة: سمعت أبی یحدث عن سراقة. وفی باب الإحسان إلی البنات والنفقة علیهن عن أبی سعید الخدری، سلف برقم(۱۱۳۸۴) وانظر تتمة شواهده هناک (حاشیة مسند احمد)

[1] (وعن سراقة): بضم السین (ابن مالک) أی: ابن جعشم المدلجی صحابی مشهور (أن النبی -صلی الله علیه وسلم- قال: ألا أدلکم علی أفضل الصدقة؟ ابنتک): بالرفع أی: هو صدقتها (مردودة): بالنصب علی الحالیة أی: مطلقة راجعة (إلیک لیس لها کاسب) أی: منفق علیها (غیرک): بالرفع علی الوصفیة، وفی نسخة بالنصب علی الاستثناء لکنه ضعیف؛ لأن الصحیح فی ذی الحال أن یکون معرفة هذا. وفی النهایة المردودة هی التی تطلق وترد إلی بیت أبیها، وأراد ألا أدلک علی أفضل أهل الصدقة فحذف المضاف. قال الطیبی: ویمکن أن تقدر: صدقة تستحقها ابنتک فی حال ردها إلیک، ولیس لها کاسب غیرک وهما حالان إما مترادفان أو متداخلتان والله أعلم(مرقاة المفاتیح، ج۸ص ۳۱۳۱، کتاب الآداب، باب الشفقة والرحمة علی الخلق)

مِنْ جَهَنَّمَ حَيَّةٌ يُقَالُ لَهَا شُجَاعٌ يَتَلَمَّظُ فَيُطَوَّقُ بِهٖ (المعجم الكبير للطبراني) [1]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو رشتہ دار بھی اپنے کسی دوسرے رشتہ دار کے پاس آ کر اس سے کسی ایسی ضرورت کا سوال کرتا ہے، جو اللہ نے اس دوسرے رشتہ دار کو عطا فرمائی ہے (اور اس کو دینے میں کوئی معقول عذر بھی نہیں ہے) لیکن وہ اس (ضرورت مند رشتہ دار) کو دینے سے بخل کرتا ہے، تو اس کے لئے قیامت کے دن جہنم میں سے ایک سانپ نکالا جائے گا، جس کو شجاع کہا جاتا ہے، جو اپنی زبان سے اسے چاٹے گا، پھر اس کے گلے کا طوق بنا دیا جائے گا (طبرانی)

(تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو، ہماری دوسری کتاب ”صلہ رحمی و رشتہ داروں کے احکام“)

پڑوسی اور قریبی علاقہ کے افراد دُور والوں سے مقدم ہیں

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ لِي جَارَيْنِ فَإِلَى أَيِّهِمَا أُهْدِيْ قَالَ إِلٰى أَقْرَبِهِمَا مِنْكِ بَابًا (بخاری) [2]

---

[1] رقم الحديث ٣٣٤٣، ج٢ ص ٣٢٢، المعجم الاوسط للطبرانی رقم الحديث ٥٥٩٣.

قال المنذری:

رواه الطبرانی فی الأوسط والكبير بإسناد جيد (الترغيب والترهيب، ج٢ ص١٨، تحت رقم الحديث ١٣٢٨)

وقال الهيثمی:

رواه الطبرانی فی الاوسط والكبير وإسناده جيد (مجمع الزوائد ج٨ ص١٥٤، رقم الحديث ١٣٤٨٤، باب فيمن سأل قريبه فضلا فبخل عليه)

وقال الالبانی:

قلت: وهذا اسناد حسن (سلسلة الاحاديث الصحيحة، تحت رقم الحديث ٢٥٤٨)

[2] رقم الحديث ٢٢٥٩، كتاب الشفعة، باب ای الجوار اقرب.

ترجمہ: میں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! میرے دو پڑوسی ہیں، ان میں سے کس کو ہدیہ (وصدقہ) کروں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان میں سے جس کا دروازہ آپ کے زیادہ قریب ہو (بخاری)

اس سے معلوم ہوا کہ قریب تر پڑوسی کو دور والے پر سبقت حاصل ہے، جن میں مدارس وغیرہ بھی داخل ہیں، الّا یہ کہ دور والا زیادہ ضرورت مند ہو۔

اوراسی وجہ سے فقہائے کرام نے فرمایا کہ زکاۃ وصدقات میں اپنے علاقے کے ضرورت مند لوگوں کو دوسرے علاقے کے لوگوں پر ترجیح حاصل ہے، الّا یہ کہ دوسرے علاقے والے زیادہ ضرورت مند و مستحق ہوں۔ [1]

صدقہ کرنے کے بعد اس سے رجوع کرنے کی برائی

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَثَلُ الَّذِيْ يَتَصَدَّقُ بِالصَّدَقَةِ ثُمَّ يَرْجِعُ فِيْهَا، كَمَثَلِ الْكَلْبِ قَاءَ ثُمَّ عَادَ فِيْ قَيْئِهٖ فَأَكَلَهٗ (سنن النسائی) [2]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس شخص کی مثال جو صدقہ کرتا ہے، پھر اس سے رجوع کرتا ہے (یعنی واپس لے لیتا ہے) اس کتے کی طرح ہے جو کہ قے کرتا ہے، اور پھر اپنی قے کی طرف آتا ہے اور اس کو کھالیتا ہے (نسائی)

اس سے معلوم ہوا کہ جب کوئی چیز کسی کو صدقہ کردی جائے، تو اس کے بعد اُس کو واپس لینا شریعت کی نظر میں بُرا اور منع ہے۔ [3]

---

[1] الزكاة تصرف إلى فقراء البلدة التى فيها المال (المحيط البرهانى، ج ٢ ص ٢٤٦، كتاب الزكاة، الفصل الثالث فى بيان مال الزكاة)

[2] رقم الحديث ٣٦٩٤، كتاب الهبة، باب رجوع الوالد فيما يعطى ولده.

[3] اتفق الفقهاء على أنه لا يصح للمتصدق أن يرجع فى صدقته؛ لأن المقصود بالصدقة الثواب،

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

والدین وغیرہ کے ایصالِ ثواب کے لئے صدقہ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

اَنَّ رَجُلاً قَالَ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَبِیْ مَاتَ وَتَرَکَ مَالًا وَلَمْ یُوْصِ فَھَلْ یُکَفِّرُ عَنْہُ اَنْ اَتَصَدَّقَ عَنْہُ ؟ قَالَ نَعَمْ (مسلم) [1]

ترجمہ: ایک آدمی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ میرے والد کا انتقال ہوگیا ہے اور (اپنے ترکہ میں) انہوں نے مال چھوڑا ہے اور کوئی وصیت نہیں کی تو (اگر) میں ان کی طرف سے (کسی وارث کی حق تلفی کئے بغیر خوشدلی کے ساتھ) کچھ صدقہ (خیرات) کردوں تو کیا میرا یہ صدقہ ان کے لئے (اُن کی خطاؤں کا) کفارہ بنے گا؟ (اس کے جواب میں) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جی ہاں

(مسلم، مسند احمد)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی فوت ہوجائے اور اس نے صدقہ وغیرہ کرنے کی وصیت بھی نہ کی ہو، تو اس کی اولاد خوش دلی اور حلال مال سے صدقہ کر کے ایصال ثواب کرسکتی ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ایک روایت میں ہے کہ:

فَقَالَ: أَمَّا أَبُوْکَ، فَلَوْ کَانَ أَقَرَّ بِالتَّوْحِیْدِ، فَصُمْتَ، وَتَصَدَّقْتَ عَنْہُ،

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

وقد حصل، وإنما الرجوع يكون عند تمكن الخلل فيما هو المقصود كما يقول السرخسى .
ويستوى أن تكون الصدقة على غنى أو فقير فى أن لا رجوع فيها، كما صرح به فقهاء الحنفية.
وعمم المالكية الحكم فقالوا :كل ما يكون لثواب الآخرة لا رجوع فيها، ولو من والد لولده لكنهم قالوا :للوالد أن يعتصر ما وهبه لابنه وذلك بشروط تذكر فى (هبة).
ونصوص الشافعية والحنابلة تتفق مع سائر الفقهاء فى عدم صحة رجوع المتصدق فى صدقته أما الرجوع فى الهبة فتذكر أحكامها فى مصطلح :(هبة) (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج٢٦، ص٣٤٣، مادة "صدقة")

[1] رقم الحديث ١٦٣٠ "١١" كتاب الوصية، باب وصول ثواب الصدقات إلى الميت.

نَفَعَهُ ذٰلِكَ (مسند احمد، رقم الحديث ۶۷۰۴) [1]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے (ایک صحابی کو) فرمایا کہ تمہارے والد اگر توحید کا اقرار کرتے (یعنی مومن ہوتے اور ایمان کی حالت میں فوت ہو جاتے) پھر تم ان کی طرف سے روزے رکھتے اور صدقہ کرتے تو اس سے ان کو نفع ہوتا (مسند احمد)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر کسی کا والد یا والدہ اسلام کی حالت میں فوت ہو جائے، تو اس کو ثواب پہنچانے کی غرض سے صدقہ وغیرہ کرنے سے نفع ہوتا ہے۔ [2]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَجُلًا قَالَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ أُمِّيَ افْتُلِتَتْ نَفْسُهَا، وَأَظُنُّهَا لَوْ تَكَلَّمَتْ تَصَدَّقَتْ، فَهَلْ لَهَا أَجْرٌ إِنْ تَصَدَّقْتُ عَنْهَا؟ قَالَ: نَعَمْ (بخاری) [3]

ترجمہ: ایک آدمی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ میری والدہ اچانک انتقال کر گئی ہیں اور انہوں نے کوئی وصیت بھی نہیں کی اور میرا گمان یہ ہے کہ اگر انہیں (فوت ہونے سے پہلے) بات کرنے کا موقع ملتا تو وہ کچھ صدقہ کر جاتیں، تو

---

[1] قال شعيب الارنؤوط:
إسناده حسن (حاشية مسند احمد)

[2] اى لو كان الميت مسلما ففعلتم به ذالك وصل اليه ثوابه ونفعه واما الكافر فلا (فيض القدير للمناوى تحت رقم الحديث ۷۴۷۹)

(أو تصدقتم عنه، أو حججتم عنه، بلغه ذلك) أى: وحيث لم يسلم لم يبلغه ثوابه لفقد الشرط وهو الإسلام، لكن الإعتاق يرجع ثوابه إلى من أعتق عنه وهو مسلم، وهذه النكتة باعثة على أنه لم يقل " لا "في الجواب، والله تعالى أعلم بالصواب (مرقاة المفاتيح، ج۵ص ۲۰۴۰، كتاب البيوع، باب الوصايا)

فسأل رسول الله صلى الله عليه وسلم، فأخبره أن موت أبيه على الكفر مانع من وصول نفع ذلك إليه، وأنه لو أقر بالتوحيد لأجزأ ذلك عنه ولحقه ثوابه (نيل الاوطار للشوكانى، ج۴ص ۱۱۲، أبواب الدفن وأحكام القبور، باب وصول ثواب القرب المهداة إلى الموتى)

[3] رقم الحديث ۱۳۸۸، كتاب الجنائز، باب موت الفجأة البغتة، مسلم رقم الحديث ۱۰۰۴ "۵۱"، باب وصول ثواب الصدقة عن الميت إليه.

کیا اگر میں ان کی طرف سے کچھ صدقہ (خیرات) کروں تو ان کو اجر و ثواب حاصل ہوگا؟ (اس کے جواب میں) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جی ہاں! (بالکل حاصل ہوگا) (بخاری، مسلم)

اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ:

أَنَّ رَجُلًا قَالَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ أُمِّيَ افْتُلِتَتْ نَفْسُهَا، وَإِنِّيْ أَظُنُّهَا لَوْ تَكَلَّمَتْ تَصَدَّقَتْ، فَلِيْ أَجْرٌ أَنْ أَتَصَدَّقَ عَنْهَا؟ قَالَ: نَعَمْ (مسلم) [1]

ترجمہ: ایک آدمی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ میری والدہ اچانک فوت ہوگئی ہیں، اور میرا گمان یہ ہے کہ اگر وہ کوئی بات کرتیں تو صدقہ کرتیں، تو کیا اگر میں ان کی طرف سے صدقہ کروں، تو مجھے اجر و ثواب حاصل ہوگا؟ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک حاصل ہوگا (مسلم)

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَجُلًا قَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ تُوُفِّيَتْ أُمِّيْ وَلَمْ تُوْصِ أَفَيَنْفَعُهَا أَنْ أَتَصَدَّقَ عَنْهَا؟ قَالَ: نَعَمْ (المعجم الكبير للطبرانی) [2]

ترجمہ: ایک آدمی نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! میری والدہ کی وفات ہوگئی ہے اور انہوں نے (صدقہ وخیرات کی) وصیت نہیں کی، اگر میں ان کی طرف سے صدقہ کردوں تو کیا ان کو فائدہ ہوگا؟ (اس کے جواب میں) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جی ہاں (ان کو فائدہ ہوگا) (طبرانی، ابویعلیٰ، الادب المفرد)

---

[1] رقم الحديث ١٠٠٤ "١٢" كتاب الوصية، باب وصول ثواب الصدقات إلى الميت.

[2] رقم الحديث ١١٦٣٠، ج ١١ ص ٢٤٦، الادب المفرد للبخارى، رقم الحديث ٣٩؛ مسند ابى يعلىٰ الموصلى، رقم الحديث ٢٥١٥.

قال حسين سليم أسد:

إسناده صحيح (حاشية مسند ابى يعلىٰ)

اس سے معلوم ہوا کہ صدقہ کرنے سے فوت شدہ مسلمان والدین وغیرہ کو بھی اجر وثواب حاصل ہوتا ہے، اور صدقہ کرنے والی اولاد وغیرہ کو بھی اجر وثواب حاصل ہوتا ہے۔

حضرت عمرو بن شعیب کی سند سے ایک حدیث میں یہ مضمون مروی ہے کہ:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی شخص جب نفلی صدقہ کرے تو اس میں حرج نہیں کہ اُس کو اپنے والدین کے (ثواب پہنچانے کے) لیے کردے، تو والدین کو اس کا (پورا پورا) ثواب پہنچ جائے گا، اور صدقہ کرنے والے کے اجر وثواب میں کوئی کمی نہیں کی جائے گی۔

مگر یہ حدیث سند کے اعتبار سے ضعیف قرار دی گئی ہے۔ [1]

تاہم والدین وغیرہ کو صدقہ کرنے سے ان کو اور صدقہ کرنے والے دونوں کو نفع و فائدہ اور ثواب پہنچنا صحیح احادیث سے ثابت ہے، جن کا پہلے ذکر آ چکا ہے۔

(تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو، ہماری دوسری کتاب ”صِلہ رحمی و رِشتہ داروں کے احکام“)

صدقۂ جاریہ کی فضیلت اور صدقۂ جاریہ کی بعض صورتیں

احادیث سے صدقہ جاریہ کی بھی عظیم الشان فضیلت معلوم ہوتی ہے، اس لئے صدقہ جاریہ کا انتظام بھی افضل صدقات میں داخل ہے۔

---

[1] حدثنا محمد بن عيسى بن السكن، ثنا موسى بن إسماعيل الجبلى، ثنا الوليد بن مسلم، عن خارجة بن مصعب، عن عثمان بن سعد الكاتب، عن عمرو بن شعيب، عن أبيه، عن جده قال :قال رسول الله صلى الله عليه وسلم :ما على أحدكم إذا تصدق بصدقة تطوعا أن يجعلها عن أبويه، فيكون لهما أجرها، ولا ينقص من أجره شيء .

لم يرو هذا الحديث عن عثمان بن سعد إلا خارجة بن مصعب (المعجم الاوسط للطبرانى، تحت رقم الحديث ٧٧٢٦)

قال الهيثمى:

رواه الطبرانى فى الأوسط، وفيه خارجة بن مصعب الضبى، وهو ضعيف (مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ٤٧٦٩، ج٣ص ١٣٩ ،باب الصدقة على الميت)

و فيها ايضاً عثمان بن سعد الكاتب أبو بكر البصرى وهو ضعيف (تقريب التهذيب، ج ١ ، ص ٦٥٨)

چنانچہ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ:

اِنَّ اُمَّ سِعْدٍ مَاتَتْ فَاَیُّ الصَّدَقَةِ اَفْضَلُ قَالَ اَلْمَاءُ، قَالَ فَحَفَرَ بِئْرًا وَقَالَ هٰذِهٖ لِاُمِّ سَعْدٍ (ابوداؤد) [1]

ترجمہ: ام سعد (یعنی میری) والدہ فوت ہوگئی ہیں، تو (ان کی طرف سے) کون سا صدقہ افضل ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پانی کا صدقہ، تو حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے ایک کنواں کھدوا دیا اور فرمایا کہ یہ ام سعد (یعنی میری والدہ) کے (ثواب) لئے ہے (ابوداؤد)

مطلب یہ تھا کہ اس کا ثواب میری والدہ کے لئے ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ ضرورت مندوں کے لئے پانی فراہم کرنے کا انتظام کردینا بھی افضل صدقہ میں داخل ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: اِذَا مَاتَ الْاِنْسَانُ اِنْقَطَعَ عَنْهُ عَمَلُهٗ اِلَّا مِنْ ثَلَاثَةٍ اِلَّا مِنْ صَدَقَةٍ جَارِيَةٍ اَوْعِلْمٍ يُنْتَفَعُ بِهٖ اَوْوَلَدٍصَالِحٍ يَدْعُوْلَهٗ (مسلم) [2]

---

[1] رقم الحدیث ۱۶۸۱، کتاب الزکاۃ، باب فی فضل سقی الماء، سنن النسائی، رقم الحدیث ۳۶۶۶ ورقم الحدیث ۳۶۶۶؛ مسند احمد، رقم الحدیث ۲۲۴۵۹.

قال شعیب الارنؤوط: صحیح کسابقیه، وهذا إسناد ضعیف، فیه جهالة الرجل المبهم، وباقی رجاله ثقات (حاشیة سنن ابی داود)

و قال ایضاً: رجالهٗ ثقات (حاشیة مسند احمد)

[2] رقم الحدیث ۱۶۳۱ "۱۴"، کتاب الوصیة، باب مایلحق الانسان من الثواب بعد وفاته، واللفظ لهٗ، ابوداؤد، رقم الحدیث ۲۸۸۰؛ ترمذی، رقم الحدیث ۱۳۷۶.

قال الترمذی: هذا حدیث حسن صحیح.

وقال شعیب الارنؤوط: اسنادهٗ صحیح (حاشیة مسند احمد)

Idara Ghufran

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ (مسلمان) انسان (خواہ مرد ہو یا عورت) جب فوت ہوجاتا ہے تو اس کا (اپنا) عمل منقطع وختم ہوجاتا ہے، لیکن (اُصولی طور پر) تین (اعمال ایسے ہیں کہ اُن) کا سلسلہ منقطع وختم نہیں ہوتا (اُن میں سے) ایک صدقۂ جاریہ ہے، دوسرے ایسا علم ہے جس سے فائدہ اُٹھایا جائے، تیسرے نیک صالح اولاد ہے جو اس (فوت ہونے والے) کے لئے دعا کرتی ہے (مسلم)

مذکورہ حدیث میں جو صدقۂ جاریہ کی تین چیزیں بیان فرمائی گئیں وہ ایسی بنیادی اور اصولی چیزیں ہیں کہ ان کے اندر کئی دوسری چیزیں بھی داخل ہیں جن کا بعض دوسری احادیث میں ذکر آیا ہے۔

چنانچہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: سَبْعٌ يَجْرِىْ لِلْعَبْدِ اَجْرُهُنَّ بَعْدَ مَوْتِهٖ وَهُوَ فِىْ قَبْرِهٖ مَنْ عَلَّمَ عِلْماً اَوْ اَكْرىٰ نَهراً اَوْحفرَ بِئراً اَوْغَرَسَ نَخْلًا اَوْبَنىٰ مَسْجِداً اَوْتَرَكَ وَلَدًا يَسْتَغْفِرُلَهٗ بَعْدَ مَوْتِهٖ اَوْ وَرَّثَ مُصْحَفاً (المصاحف لابن ابی داؤد) [1]

---

[1] ص ۴۶۳، فضل توریث المصاحف، الناشر: الفاروق الحدیثة، مصر/القاهرة، واللفظ لهٗ؛ شعب الایمان للبیهقی، رقم الحدیث ۳۲۹۵؛ مسند البزار، رقم الحدیث ۷۲۸۹.

قال المنذری:

رواه البزار وأبو نعيم فی الحلية وقال هذا حديث غريب من حديث قتادة تفرد به أبو نعيم عن العزرمی ورواه البيهقی ثم قال محمد بن عبد الله العزرمی ضعيف غير أنه قد تقدمه ما يشهد لبعضه وهما يعنی هذا الحديث والحديث الذی ذكره قبله لا يخالفان الحديث الصحيح (الترغيب والترهيب، ج ۱ ص ۵۳، تحت رقم الحديث ۱۱۳، كتاب العلم الترغيب فی العلم وطلبه وتعلمه وتعليمه وما جاء فی فضل العلماء والمتعلمين)

وقال الهيثمی:

رواه البزار، وفيه محمد بن عبيد الله العرزمی، وهو ضعيف (مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ۷۶۹، باب فيمن سن خيرا أو غيره أو دعا إلى هدى)

وقال الالبانی: حسن (الجامع الصغير وزيادته، تحت رقم الحديث ۵۹۱۵)

Idara Ghufran

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سات کام ایسے ہیں کہ مومن بندے کو ان کا اجر وثواب اس کے فوت ہونے کے بعد جب کہ وہ قبر میں ہوتا ہے، برابر ملتا رہتا ہے، ان میں سے ایک وہ دین کا علم ہے جو کسی کو سکھایا، دوسرے وہ نہر ہے جس کو اس نے جاری وتیار کیا (جس سے لوگ اپنی کھیتی باڑی اور دوسری ضروریات پوری کرتے ہیں) تیسرے وہ کنواں (یا بورنگ وغیرہ) ہے جو کھدوایا، چوتھے وہ درخت ہے جو اس نے (لوگوں کے فائدے کے لیے) بویا (تاکہ لوگ اس کے پھل، لکڑی یا سائے وغیرہ سے مستفید ہوں) پانچویں وہ مسجد ہے جو اس نے تعمیر کرائی، چھٹے وہ اولاد ہے کہ جو کسی نے چھوڑی اور وہ اس کے فوت ہونے کے بعد اس کے لئے استغفار کرتی رہی، ساتویں قرآن مجید کا وہ نسخہ ہے کہ جو دوسرے کے لئے وراثت میں چھوڑا (مصاحف لابنِ ابی داؤد)

ان سب چیزوں میں یہ ضروری نہیں کہ ساری تنہا خود ہی انجام دی ہوں، بلکہ اگر کسی چیز میں تھوڑی بہت شرکت بھی کرنے کی توفیق ہوگئی تو بھی اپنے حصے کے بقدر اس کے ثواب میں سے حصہ ملتا رہے گا۔

صدقۂ جاریہ سے ایسا صدقہ مراد ہے جس کا نفع باقی رہنے والا ہو، اور اس مفہوم میں بہت ساری چیزیں داخل ہیں، کوئی بھی چیز اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے وقف کردی، وہ صدقۂ جاریہ ہے۔

مثلاً کوئی اخلاص کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی رضاء کی خاطر نام ونمود کے بغیر مسجد بنوا گیا جس میں لوگ نماز پڑھتے ہیں تو جب تک اس میں نماز ہوتی رہے گی، بنوانے والے کو اس کا ثواب خود بخود ملتا رہے گا۔

اسی طرح کوئی دینی مدرسہ اور دینی ادارہ ہے کہ جب تک لوگ اس سے دین کا فائدہ اٹھاتے رہیں گے، اس وقت تک بنوانے والے کو برابر ثواب ملتا رہے گا، بشرطیکہ بنانے والے نے

اخلاص کے ساتھ یہ عمل کیا ہو۔

اسی طرح مثلاً کوئی شخص مسافر خانہ یا شفاخانہ بنوا کر یا کوئی مکان لوگوں کے لئے وقف کر کے دنیا سے رخصت ہو گیا جس سے غریب غرباء کو نفع پہنچتا رہا تو اس فوت ہونے والے شخص کو اس کا برابر ثواب ملتا رہے گا۔

یا کوئی کنواں لوگوں کی ضرورت والی جگہ پر بنوا کر فوت ہو گیا تو جب تک لوگ اس سے پانی پیتے رہیں گے، وضو کرتے رہیں گے، اور پانی سے دوسری ضروریات پوری کرتے رہیں گے اس مرنے والے کو بھی ثواب ملتا رہے گا۔

اور جس علم سے فائدہ اٹھایا جاتا رہے، اس کا بنیادی مصداق دینی علم ہے۔

اور فائدہ اٹھانے کا مفہوم بھی بہت وسیع ہے۔

مثلاً ایک شخص نے کسی کو دین سکھلایا، اُس کے بعد یہ سکھلانے والا مر گیا۔

پھر اس کے شاگرد نے بہت سے لوگوں کو دین سکھلایا اور اسی طرح اس کے بعد بھی یہ سلسلہ چلتا رہا تو سینکڑوں ہزاروں سال گزر جانے کے بعد بھی یہ علمی فیض اگر جاری رہے گا تو پہلے معلم کو اُس کے ثواب کا حصہ ملتا رہے گا، اور درمیان والوں کو بھی آگے والوں کی وجہ سے ثواب ملتا رہے گا۔

اس تفصیل سے معتمد و معتبر دینی مدارس میں زکاۃ و صدقات دینے کی عظیم الشان فضیلت معلوم ہوگئی۔

اسی طرح نیک اولاد کا بھی ثواب جاری رہنے والا ہے، جو مرنے کے بعد اپنے والدین کے لئے دعاء و استغفار کرتی ہے، اول تو اولاد کو نیک صالح بنانا ہی مستقل صدقۂ جاریہ ہے کہ جب تک وہ کوئی نیک کام کرے گی والدین کو اس کا ثواب ملتا رہے گا۔

پھر اگر وہ اولاد والدین کے لئے دعا بھی کرتی رہے تو یہ والدین کے لئے ایک اور مستقل ذخیرہ ہے۔

(تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو ہماری دوسری کتاب ''صدقۂ جاریہ و ایصالِ ثواب کے فضائل و احکام'')

صدقہ کا ثواب حسبِ اخلاص وحسبِ حیثیت ہے

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ: سَبَقَ دِرْھَمٌ مِائَۃَ أَلْفِ دِرْھَمٍ قَالُوْا وَکَیْفَ قَالَ کَانَ لِرَجُلٍ دِرْھَمَانِ تَصَدَّقَ بِأَحَدِھِمَا وَانْطَلَقَ رَجُلٌ إِلٰی عُرْضِ مَالِہٖ فَأَخَذَ مِنْہُ مِائَۃَ أَلْفِ دِرْھَمٍ فَتَصَدَّقَ بِھَا (سنن النسائی) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک درہم کا صدقہ سو درہم کے صدقوں پر سبقت لے گیا، صحابۂ کرام نے عرض کیا کہ وہ کس طرح؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک آدمی کے پاس صرف دو درہم ہیں، ان میں سے ایک درہم کو اس نے صدقہ کر دیا، اور ایک آدمی اپنے مال کے ڈھیر کی طرف گیا، اور اس میں سے سو درہم لے کر صدقہ کر دیئے (نسائی، حاکم، مسند احمد)

مطلب یہ ہے کہ جس آدمی کے پاس دو درہم ہیں، اور اس نے ان میں سے ایک کا صدقہ کر دیا، تو گویا کہ اس نے اپنا آدھا مال صدقہ کر دیا، اور اس کے مقابلہ میں دوسرے شخص کے پاس بہت زیادہ مال اور ہزاروں درہم ہیں، اور اس نے ان میں سے سو درہم صدقہ کر دیئے، تو پہلے کا ثواب زیادہ ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ غریب آدمی بھی اپنی حیثیت کے مطابق تھوڑا صدقہ کر کے امیر آدمی کے

---

[1] رقم الحدیث ۲۵۲۷، کتاب الزکاۃ، باب جھد المقل، مستدرک حاکم، رقم الحدیث ۱۴۶۶، مسند احمد رقم الحدیث ۸۹۲۹.

قال الحاکم:

ھذا حدیث صحیح علی شرط مسلم، ولم یخرجاہ (حوالہ بالا)

وقال شعیب الارنؤوط:

إسنادہ قوی، رجالہ ثقات رجال الصحیح غیر ابن عجلان، فقد روی لہ البخاری تعلیقاً ومسلم فی الشواھد، وھو صدوق لا بأس بہ (حاشیۃ مسند احمد)

Idara Ghufran

بہت مقدار میں صدقہ کرنے سے زیادہ ثواب حاصل کرسکتا ہے، بشرطیکہ اخلاص اور شرعی پابندیوں کا لحاظ ہو۔ [1]

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

جَاءَ ثَلَاثَةُ نَفَرٍ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ أَحَدُهُمْ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، كَانَتْ لِيْ مِائَةُ دِيْنَارٍ، فَتَصَدَّقْتُ مِنْهَا بِعَشَرَةِ دَنَانِيْرَ، وَقَالَ الْآخَرُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، كَانَ لِيْ عَشَرَةُ دَنَانِيْرَ، فَتَصَدَّقْتُ مِنْهَا بِدِيْنَارٍ، وَقَالَ الْآخَرُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَانَ لِيْ دِيْنَارٌ، فَتَصَدَّقْتُ بِعُشْرِهٖ، قَالَ: فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: كُلُّكُمْ فِي الْأَجْرِ سَوَاءٌ، كُلُّكُمْ تَصَدَّقَ بِعُشْرِ مَالِهٖ (مسند احمد) [2]

ترجمہ: تین آدمی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے، ان میں سے ایک نے کہا کہ اے اللہ کے رسول! میرے پاس سو دینار تھے، اور میں نے ان میں سے دس دینار صدقہ کردیئے، اور دوسرے نے کہا کہ اے اللہ کے رسول! میرے پاس دس دینار تھے، اور میں نے ان میں سے ایک دینار صدقہ کردیا، اور تیسرے نے کہا کہ اے اللہ کے رسول! میرے پاس ایک دینار تھا، میں نے اس کا دسواں حصہ صدقہ کردیا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم سب اجر میں برابر ہو،

---

[1] (سبق درهم مائة ألف درهم) قالوا :يا رسول الله كيف يسبق درهم مائة ألف قال :(رجل له درهمان أخذ أحدهما فتصدق به ورجل له مال كثير فأخذ من عرضه مائة ألف فتصدق بها) قال اليافعي :فإذا أخرج رجل من ماله مائة ألف وتصدق بها وأخرج آخر درهما واحدا من درهمين لا يملك غيرهما طيبة بها نفسه صار صاحب الدرهم الواحد أفضل من صاحب مائة ألف درهم اه وقال في المطامح :فيه دليل على أن الصدقة من القليل أنفع وأفضل منها من الكثير *(ويؤثرون على أنفسهم ولو كان بهم خصاصة)والدرجات تتباين بحسب تباين المقاصد والأحوال والأعمال.(ن عن أبي ذر ن حب ك) في الزكاة (عن أبي هريرة) قال الحاكم :على شرط مسلم. (فيض القدير للمناوى، تحت رقم الحديث ۴۶۵۰)

[2] رقم الحديث ۷۴۳، ورقم الحديث ۹۲۵،مصنف عبدالرزاق رقم الحديث ۲۰۰۵۱، شعب الايمان للبيهقى رقم الحديث ۳۱۸۱.

کیونکہ تم سب نے اپنے مال کا دسواں حصہ صدقہ کیا ہے (مسند احمد)

یاد رہے کہ اس حدیث کی سند کو بعض محدثین واہلِ علم حضرات نے ضعیف قرار دیا ہے۔ [1]

لیکن اس کی تائید ایک اور روایت سے ہوتی ہے۔

چنانچہ حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ثَلَاثَةُ نَفَرٍ ، كَانَ لِأَحَدِهِمْ عَشَرَةُ دَنَانِيرَ فَتَصَدَّقَ مِنْهَا بِدِينَارٍ ، وَكَانَ لِآخَرَ عَشَرَةُ أَوَاقٍ فَتَصَدَّقَ مِنْهَا بِأُوقِيَّةٍ ، وَآخَرُ كَانَ لَهُ مِائَةُ أُوقِيَّةٍ فَتَصَدَّقَ بِعَشَرَةِ أَوَاقٍ ،فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: هُمْ فِي الْأَجْرِ سَوَاءٌ ، كُلٌّ قَدْ تَصَدَّقَ بِعُشْرِ مَالِهِ،قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ: لِيُنْفِقْ ذُو سَعَةٍ مِنْ سَعَتِهِ (المعجم الكبير للطبرانی) [2]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تین آدمی ہیں، ان میں سے ایک

---

[1] قال شعيب الارنؤوط:

إسناده ضعيف لضعف الحارث الأعور، وعنعنة أبي إسحاق.

وأخرجه البزار(۸۴۱)من طريق أبي داود الحَفَري، عن سفيان الثوري، بهذا الإسناد.

وأخرجه الطيالسي(۱۷۷)عن سالم، عن أبي إسحاق، به .وسيأتي برقم(۹۲۵)(حاشية مسند احمد)

وقال الهيثمي:

رواه أحمد، والبزار، وفيه الحارث، وفيه كلام كثير(مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ۴۶۱۹،باب أجر الصدقة)

وقال الالباني:

قلت :وهو ضعيف أيضا؛ علته الحارث -وهو ابن عبد الله الأعور -، وهو ضعيف؛ كذبه غير واحد من الأئمة، انظر "الكامل "لابن عدى(۲/ ۲۰۴)و "الضعفاء "للعقيلى (۱/ ۲۰۸)

ثم إن أبا إسحاق وهو السبيعي كان مدلسا، ولذلک قال أبو خيثمة :كان يحيى بن سعيد يحدث من حديث الحارث ما قال فيه أبو إسحاق " :سمعت الحارث "(سلسلة الاحاديث الضعيفة ، تحت رقم الحديث ۳۴۴۹)

[2] رقم الحديث ۳۴۳۹، ج۳ص ۲۹۲، مسند الشاميين رقم الحديث ۱۶۳۶ .

کے پاس دس دینار ہیں، تو اس نے ایک دینار صدقہ کر دیا، اور دوسرے کے پاس دس درہم ہیں، اس نے ان میں سے ایک درہم صدقہ کر دیا، اور تیسرے کے پاس سو درہم ہیں، اس نے اس میں سے دس درہم صدقہ کر دیئے، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ سب اجر میں برابر ہیں، کیونکہ ہر ایک نے اپنے مال کا دسواں حصہ صدقہ کیا ہے، اللہ عزوجل کا ارشاد ہے کہ وسعت والا اپنی وسعت کے مطابق خرچ کرے (طبرانی)

اس روایت کی سند کو بھی محدثین واہلِ علم حضرات نے ضعیف قرار دیا ہے۔ [1]

پس مذکورہ دونوں احادیث کی سندوں میں ضعف پایا جاتا ہے، لیکن دونوں احادیث مختلف سندوں کے ساتھ مروی ہونے کی وجہ سے ایک دوسرے کے مضمون کی تائید کرتی ہیں، نیز ان دونوں کی اصولی طور پر تائید ان سے پہلے ذکر کردہ، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے بھی ہوتی ہے۔

اس لئے یہ مضمون ایک درجہ میں قوت حاصل کر لیتا ہے۔

---

[1] قال الهيثمي:
رواه الطبراني في الكبير، وفيه محمد بن إسماعيل بن عياش، وفيه ضعف(مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ۴۶۲۰،باب أجر الصدقة)
وقال الالباني:
قلت :وهذا إسناد ضعيف؛ فيه ثلاث علل:
الأولى :الانقطاع بين شريح والأشعري، وقد بينت ذلك بتفصيل في الحديث الآتي برقم(۵۶۰۶)
الثانية :ضعف محمد بن إسماعيل، وبه وحده أعله الهيثمي فقال في "المجمع (۱۱۱/۳) ... ""وفيه ضعف."
الثالثة :هاشم بن مرثد الطبراني، أورده الذهبي في "الميزان "فقال":هاشم بن مرثد الطبراني، عن آدم .قال ابن حبان :ليس بشيء."ولذلك أورده في "الضعفاء."
ولم أره في "المجروحين "لابن حبان في باب الهاء، فلعله أورده في مكان آخر منه أو من غيره لمناسبة ما، ولكن الحافظ ابن حجر لم يورده أيضا في الباب المذكور، وهو على شرطه .والله أعلم(سلسلة الاحاديث الضعيفة، تحت رقم الحديث ۳۴۴۹)

جن سے اصولی درجہ میں یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ جو شخص بھی اپنی مالی حیثیت کو ملحوظ رکھ کر صدقہ کرے گا، اسی کے اعتبار سے اجر پائے گا۔ [1]

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا تَسُبُّوا أَصْحَابِي، فَلَوْ أَنَّ أَحَدَكُمْ أَنْفَقَ مِثْلَ أُحُدٍ، ذَهَبًا مَا بَلَغَ مُدَّ أَحَدِهِمْ، وَلَا نَصِيفَهُ (بخاری) [2]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میرے صحابہ کو سب وشتم نہ کرو (یعنی ان کو بُرا بھلا مت کہو) پس اگر تم میں سے کوئی اُحد پہاڑ کے برابر سونا بھی خرچ کرے، تو وہ اُن (یعنی صحابہ) کے ایک مُد بلکہ اس کے آدھے حصے کو بھی نہیں پہنچ سکتا (بخاری)

اس طرح کی ایک حدیث حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی سند سے بھی مروی ہے۔ [3]

ایک مُد تقریباً چوتھائی صاع کے برابر ہوتا ہے، جس کا وزن ایک سیر سے بھی کم بنتا ہے، اور اس سے آدھے حصے کا وزن آدھے سیر سے بھی کم بنتا ہے۔

صحابۂ کرام کے اتنی کم چیز کے صدقہ خیرات کرنے کا ثواب دوسروں کے احد پہاڑ کے برابر سونا صدقہ خیرات کرنے سے بھی زیادہ ہونے کی وجہ صحابۂ کرام کا بلند مقام اور مرتبہ ہونا ہے۔

اور اس کی وجہ یہ ہے کہ صحابۂ کرام کا خرچ کرنا اسلام کے آغاز کے وقت میں تھا، جبکہ اس

---

[1] (ثلاثة نفر) بفتحتين أى ثلاثة رجال (كان لأحدهم عشرة دنانير فتصدق منها بدينار وكان لآخر عشرة أواق فتصدق منها بأوقية وآخر كان له مائة أوقية فتصدق منها بعشرة أواق هم فى الأجر سواء كل قد تصدق بعشر ماله) أى فأجر الدينار بقدر أجر الأوقية وأجر الأوقية بقدر أجر العشرة الأواق فلا فضل لأحدهم على الآخر (طب عن أبى مالک الأشعرى) كعب بن عاصم أو عبيد أو عمرو (التيسير بشرح الجامع الصغير للمناوى، حرف الثاء)

[2] رقم الحديث ٣٦٧٣، كتاب اصحاب النبى صلى الله عليه وسلم، باب قول النبى صلى الله عليه وسلم :لو كنت متخذا خليلا.

[3] عن أبى هريرة، قال :قال رسول الله صلى الله عليه وسلم :لا تسبوا أصحابى، لا تسبوا أصحابى، فوالذى نفسى بيده لو أن أحدكم أنفق مثل أحد ذهبا، ما أدرک مد أحدهم، ولا نصيفه (مسلم، رقم الحديث ٢٥٤٠ "٢٢١")

Idara Ghufran

وقت ضرورت زیادہ تھی، اور حالات تنگ تھے، نیز صحابۂ کرام کی نیتوں کے بلند اخلاص کی وجہ سے بھی ان کی تھوڑی چیز کے خرچ اور صدقہ خیرات کرنے کی فضیلت زیادہ ہے۔ [1]

اس سے معلوم ہوا کہ ضرورت کے زیادہ اور مصرَف کے اعلیٰ نیز نیت اور اخلاص کی برکت سے بھی صدقہ خیرات کی فضیلت بڑھ جاتی ہے۔

اور جو شخص ضرورت کے موقع پر اور اچھے مصرَف میں اخلاص کو ملحوظ رکھ کر صدقہ خیرات کرتا ہے، اس کی فضیلت زیادہ ہوتی ہے۔ [2]

---

[1] (فلو أن أحدكم أنفق مثل أحد ذهبا) : زاد البرقانی كل يوم (ما بلغ مد أحدهم ولا نصيفه) . أى :ولا بلغ نصفه أى :من بر أو شعير لحصول بركته ومصادمته لإعلاء الدين وكلمته مع ما كانوا من القلة وكثرة الحاجة والضرورة، ولذا ورد :سبق درهم مائة ألف درهم، وذلك معدوم فيما بعدهم، وكذلك سائر طاعاتهم وعباداتهم وغزواتهم وخدماتهم، ثم اعلم أن المد بضم الميم ربع الصاع، والنصيف بمعنى النصف كالشعير بمعنى العشر، وعلى هذا الضمير راجع إلى المد، وقيل: النصيف مكيال يسع نصف مد، فالضمير راجع إلى الأحد .قال القاضى عياض :النصيف النصف أى نصف مده، وقيل :هو مكيال دون المد، والمعنى لا ينال أحدكم بإنفاق مثل أحد ذهبا من الأجر والفضل ما ينال أحدهم بإنفاق مد طعام أو نصف، لما يقارنه من مزيد الإخلاص وصدق النية، وكمال النفس.

قال الطيبى :ويمكن أن يقال :إن فضيلتهم بحسب فضيلة إنفاقهم وعظم موقعه، كما قال تعالى :(لا يستوى منكم من أنفق من قبل الفتح وقاتل أولئك أعظم درجة من الذين أنفقوا من بعد وقاتلوا) وقوله :من قبل الفتح أى :قبل فتح مكة يعنى :قبل عز الإسلام وقوة أهله، ودخول الناس فى دين الله أفواجا، وقلة الحاجة إلى القتال والنفقة فيه، وهذا فى الإنفاق، فكيف بمجاهدتهم وبذل أرواحهم بين يدى رسول الله -صلى الله عليه وسلم -انتهى (مرقاة المفاتيح، ج٩ ص ٣٨٧٥، ٣٨٧٦، كتاب المناقب،باب مناقب الصحابة رضى الله عنهم أجمعين)

[2] ومعناه لو أنفق أحدكم مثل أحد ذهبا ما بلغ ثوابه فى ذلك ثواب نفقة أحد أصحابى مدا ولا نصف مد قال القاضى ويؤيد هذا ما قدمناه فى أول باب فضائل الصحابة عن الجمهور من تفضيل الصحابة كلهم على جميع من بعدهم وسبب تفضيل نفقتهم أنها كانت فى وقت الضرورة وضيق الحال بخلاف غيرهم ولأن إنفاقهم كان فى نصرته صلى الله عليه وسلم وحمايته وذلك معدوم بعده وكذا جهادهم وسائر طاعتهم وقد قال الله تعالى لا يستوى منكم من أنفق من قبل الفتح وقاتل أولئك أعظم درجة الآية هذا كله مع ما كان فى أنفسهم من الشفقة والتودد والخشوع والتواضع والإيثار والجهاد فى الله حق جهاده وفضيلة الصحبة ولو لحظة لا يوازيها عمل ولا تنال درجتها بشىء والفضائل لا تؤخذ بقياس ذلك فضل الله يؤتيه من يشاء قال القاضى ومن أصحاب الحديث

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara Ghufran

حضرت ام بُجید رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

أَنَّهَا قَالَتْ لَهُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ إِنَّ الْمِسْكِيْنَ لَيَقُوْمُ عَلٰى بَابِيْ فَمَا أَجِدُ لَهُ شَيْئًا أُعْطِيْهِ إِيَّاهُ، فَقَالَ لَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنْ لَّمْ تَجِدِيْ لَهُ شَيْئًا تُعْطِيْنَهُ إِيَّاهُ إِلَّا ظِلْفًا مُحْرَقًا فَادْفَعِيْهِ إِلَيْهِ فِيْ يَدِهٖ (ابوداؤد) [1]

ترجمہ: انہوں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! مسکین میرے دروازے پر حاضر ہو جاتا ہے، اور مجھے اس کو دینے کے لئے کوئی چیز میسر نہیں آتی، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ اگر آپ اس کو دینے کے لئے کوئی چیز نہ پائیں، سوائے جلے ہوئے کھُر کے، تو وہی اس کے ہاتھ میں دے دیں (ابوداؤد)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات بطور مبالغہ کے فرمائی، اور آگے ایسی احادیث آتی ہیں، جن میں کھجور کے ایک ٹکڑے کے ہی صدقہ کرنے کے ذریعہ جہنم سے بچنے کا حکم فرمایا گیا ہے، مطلب یہ ہے کہ صحیح مستحق اور مسکین کو دینے کے لئے اگر ادنیٰ سے ادنیٰ چیز ہو، تو وہ دے دینے میں بھی عار نہیں سمجھنی چاہئے، بلکہ اسی سے مسکین کی مدد کر کے صدقہ کے ثواب سے مستفید ہو جانا چاہئے۔

اور آج کل جو بعض سائل ادنیٰ چیز کو لینے سے انکار کر دیتے ہیں، تو اس کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ وہ

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

من يقول هذه الفضيلة مختصة بمن طالت صحبته وقاتل معه وأنفق وهاجر ونصر لا لمن رآه مرة كوفود الأعراب أو صحبه آخرا بعد الفتح وبعد إعزاز الدين ممن لم يوجد له هجرة ولا أثر في الدين ومنفعة المسلمين قال والصحيح هو الأول وعليه الأكثرون والله اعلم(شرح النووى علىٰ مسلم، ج١٦ ص٩٤، كتاب فضائل الصحابة، باب تحريم سب الصحابة رضى الله عنهم)

[1] رقم الحديث١٦٦٧، كتاب الزكاة، باب حق السائل، سنن الترمذى رقم الحديث ٦٦٥، مسند احمد رقم الحديث ٢٧١٤٨.

قال الترمذى: حديث أم بجيد حديث حسن صحيح.

وقال شعيب الارنؤوط:

اسناده حسن(حاشية سنن ابى داؤد وحاشية مسند احمد)

اصل مستحق اور مسکین نہیں ہوتے، بلکہ عموماً پیشہ ور بھکاری ہوتے ہیں، ورنہ صحیح مستحق ایسا ہرگز نہیں کرتا۔ [1]

مال کے علاوہ بھی کئی خیر کے کام صدقہ کا ثواب رکھتے ہیں

احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ دوسروں کے ساتھ نیکی و بھلائی کرنا اور کسی کی تکلیف دور کردینا یا کسی طرح سے مدد کردینا اور بہت سے دوسرے خیر کے کام بھی صدقہ کا ثواب رکھتے ہیں، خاص کر جب کسی کو مالی صدقہ کی قدرت نہ ہو۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ قَالَ: کُلُّ مَعۡرُوۡفٍ صَدَقَۃٌ (بخاری) [2]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر کارِ خیر صدقہ ہے (بخاری)

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ نَبِیُّکُمۡ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ: کُلُّ مَعۡرُوۡفٍ صَدَقَۃٌ (سنن ابی داؤد) [3]

ترجمہ: تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر کارِ خیر صدقہ ہے (ابوداؤد)

---

[1] (فلا أجد فی بیتی ما أدفع) أی :شیئا أضع (فی یده، فقال رسول الله -صلی الله علیه وسلم - ادفعی فی یده) أی :لا تردیه خائبا (ولو ظلفا) أی :ولو کان ما یدفع به ظلفا وهو للبقر والشاة والظبی، وشبهه بمنزلة القدم منا یعنی شیئا یسیرا، وقوله (محرقا) مبالغة(مرقاة المفاتیح شرح مشکاة المصابیح، ج۴ص ۱۳۳۰، کتاب الزکاة،باب الإنفاق و کراهیة الإمساک)

(ضعی) یا أم بجید (فی ید المسکین) المراد به ما یشمل الفقیر (ولو ظلفا محرقا) قال القاضی : هذا وما أشبهه إنما یقصد به المبالغة فی رد السائل بأدنی ما تیسر ولم یقصد به صدور هذا الفعل من المسؤول فإن الظلف المحرق غیر منتفع به(فیض القدیر شرح الجامع الصغیر، تحت رقم الحدیث ۵۲۲۳)

[2] رقم الحدیث ۶۰۲۱، کتاب الادب، باب :کل معروف صدقة.

[3] رقم الحدیث ۴۹۴۷، کتاب الادب، باب فی المعونة للمسلم.

قال شعیب الارنؤوط:

اسناده صحیح(حاشیة سنن ابی داؤد)

Idara Ghufran

حضرت عبداللہ بن یزید خطمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: کُلُّ مَعْرُوْفٍ صَدَقَةٌ (مسند احمد، رقم الحدیث ۱۸۷۴۱) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر کارِ خیر صدقہ ہے (مسند احمد)

اس سے معلوم ہوا کہ بہت سے خیر کے کام صدقہ ہیں، یعنی ان میں صدقہ کا ثواب حاصل ہوتا ہے، جبکہ وہ ثواب کی نیت سے کئے جائیں، اور خاص طور پر جبکہ کسی کو مال کا صدقہ کرنے کی قدرت حاصل نہ ہو، جس کی بعض دوسری احادیث میں تفصیل آئی ہے۔ [2]

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: کُلُّ مَعْرُوْفٍ صَدَقَةٌ، وَإِنَّ مِنَ الْمَعْرُوْفِ أَنْ تَلْقَی أَخَاکَ بِوَجْهٍ طَلْقٍ، وَأَنْ تُفْرِغَ مِنْ دَلْوِکَ فِیْ إِنَاءِ أَخِیْکَ (سنن الترمذی) [3]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر کارِ خیر صدقہ ہے، اور کارِ خیر میں یہ بھی داخل ہے کہ آپ اپنے (مومن) بھائی سے خندہ پیشانی (اور خوش اخلاقی)

---

[1] قال شعیب الارنؤوط:
إسناده قوی (حاشیة مسند احمد)

[2] قال بن بطال دل هذا الحدیث علی أن کل شیء یفعله المرء أو یقوله من الخیر یکتب له به صدقة وقد فسر ذلک فی حدیث أبی موسی المذکور فی الباب بعد حدیث جابر وزاد علیه إن الإمساک عن الشر صدقة وقال الراغب المعروف اسم کل فعل یعرف حسنه بالشرع والعقل معا ویطلق علی الاقتصاد لثبوت النهی عن السرف وقال بن أبی جمرة یطلق اسم المعروف علی ما عرف بأدلة الشرع أنه من أعمال البر سواء جرت به العادة أم لا قال والمراد بالصدقة الثواب فإن قارنته النیة أجر صاحبه جزما وإلا ففیه احتمال قال وفی هذا الکلام إشارة إلی أن الصدقة لا تنحصر فی الأمر المحسوس منه فلا تختص بأهل الیسار مثلا بل کل واحد قادر علی أن یفعلها فی أکثر الأحوال بغیر مشقة (فتح الباری لابنِ حجر، ج ۱۰ ص ۴۴۸، قوله باب حق الجوار فی قرب الأبواب)

[3] رقم الحدیث ۱۹۷۰، ابواب البر والصلة، باب ما جاء فی طلاقة الوجه وحسن البشر.
قال الترمذی: وفی الباب عن أبی ذر: هذا حدیث حسن صحیح.

Idara Ghufran

کے ساتھ ملاقات کریں، اور یہ بھی داخل ہے کہ آپ اپنے ڈول (یا کسی برتن یا اپنے نَل) سے اپنے کسی (مومن) بھائی کے برتن میں پانی ڈال دیں (ترمذی)

اس سے معلوم ہوا کہ خوش اخلاقی سے پیش آنا بھی صدقہ کے ثواب کی فضیلت رکھتا ہے۔[1]

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: كُلُّ مَعْرُوْفٍ صَدَقَةٌ وَمَا أَنْفَقَ الْمُسْلِمُ مِنْ نَّفَقَتِهٖ عَلٰى نَفْسِهٖ وَأَهْلِهٖ كُتِبَ لَهٗ بِهَا صَدَقَةٌ، وَمَا وَقٰى بِهِ الْمَرْءُ الْمُسْلِمُ عِرْضَهٗ كُتِبَ لَهٗ بِهٖ صَدَقَةٌ وَكُلُّ نَفَقَةٍ أَنْفَقَهَا الْمُسْلِمُ فَعَلَى اللّٰهِ خَلَفُهَا ضَامِنًا إِلَّا نَفَقَةٌ فِيْ بُنْيَانٍ أَوْ مَعْصِيَّةٍ (مسند عبد بن حميد)[2]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر نیک کام صدقہ ہے، اور مسلمان جو اپنے اوپر اور اپنے گھر والوں پر نان نفقہ خرچ کرتا ہے، تو وہ صدقہ میں لکھا جاتا ہے، اور جس مال سے مسلمان اپنی آبرو، اپنی عزت کی حفاظت کرتا ہے، تو وہ بھی اس کے لئے صدقہ لکھا جاتا ہے، اور جس نفقہ کو بھی مسلمان خرچ کرتا ہے، تو اللہ کے ذمے اس کا بدل (یعنی اس کا متبادل اللہ ضرور عطا فرماتا) ہے، مگر جو (غیر ضروری) تعمیر یا گناہ میں خرچ ہوتا ہے (وہ صدقہ نہیں) (مسند عبد بن حمید، حاکم، ابو یعلیٰ)

---

[1] (وعن جابر قال :قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم " :-كل معروف صدقة، وإن من المعروف أن تلقى أخاك ") أى المسلم (بوجه) بالتنوين (طلق) بفتح الأول وسكون الثانى، وقيل :بتثليث الأول وسكون ثانيه وبفتح وكسر، ويقال :طليق أى ضاحک مستبشر (وأن تفرغ) من الإفراغ أى تصب (من دلوک) أى عند استقائک (فى إناء أخيک) لئلا يحتاج إلى الاستقاء أو لاحتياجه إلى الدلو والدلاء (رواه أحمد والترمذى) أى من طريق محمد بن المنكدر عن جابر، قال الترمذى :حسن صحيح، كذا نقله الجزرى، وفى كثير من نسخ الترمذى حسن فقط وليس فى سنده غير المنكدر بن محمد بن المنكدر، قال الذهبى :فيه لين، وقد وثقه أحمد، كذا ذكره ميرک (مرقاة المفاتيح ، ج۴ص ۱۳۴۳ ، كتاب الزكاة،باب فضل الصدقة)

[2] رقم الحديث ۱۰۸۱ ، ج۲ص ۱۶۶ ، من مسند جابر بن عبدالله رضى الله عنهما، مستدرک حاكم رقم الحديث ۲۳۱۱ مسند ابى يعلىٰ الموصلى، رقم الحديث ۲۰۴۰.

Idara Ghufran

اس حدیث کو امام حاکم نے اگرچہ صحیح قرار دیا ہے۔ [1]

لیکن علامہ ذہبی اور چند دیگر اہلِ علم حضرات نے اس روایت کو ضعیف قرار دیا ہے۔ [2]

اس حدیث میں مذکور عزت بچانے سے مراد یہ ہے کہ مثلاً کوئی شاعر یا زنخا وغیرہ پیچھے پڑ گیا، اور اسے دیئے بغیر جان چھڑانا مشکل ہے، اور اس کی طرف سے استہزاء وغیرہ ہونے کی وجہ

---

[1] قال الحاكم: هذا حديث صحيح ولم يخرجاه، وشاهده ليس من شرط هذا الكتاب (تحت رقم الحديث ٢٣١١)

[2] قال الذهبي في التلخيص: عبد الحميد ضعفوه (تحت رقم الحديث ٢٣١١)

وقال حسين سليم اسد الداراني:

اسناده ضعيف (حاشية مسند ابي يعلیٰ)

وقال الالباني:

ضعيف. أخرجه عبد بن حميد في "المنتخب من المسند (١١٧/٢) "وابن عدى (٢٤٩/٢) والدارقطني (ص ٣٠٠) والحاكم (٥٠/٢) والبغوي في "شرح السنة (١/١٨٨/١) "والثعلبي في "تفسيره (١/١٤٥/٣) "من طرق عن عبد الحميد بن الحسن الهلالي: حدثنا محمد بن المنكدر عن جابر مرفوعا. وقال الحاكم ": صحيح الإسناد. "ورده الذهبي بقوله ": قلت: عبد الحميد ضعفه الجمهور."

قلت: أنه كان يخطىء حتى خرج عن حد الاحتجاج به إذا انفرد، كما قال ابن حبان (١٣٥/٢ - ١٣٦) وقال الساجي ": ضعيف يحدث بمناكير."

قلت: فهذا جرح مفسر، فهو مقدم على توثيق ابن معين له، مع تفرده به. ونقل المناوي عن الذهبي أنه قال في "الميزان ": "غريب جدا ."قلت: لكن الجملتان الأوليان من الحديث صحيحتان، لأن لهما شواهد كثيرة في الصحيحين وغيرهما، وإنما أوردناه هنا للزيادة التي بعدهما، وقد ساق لها الحاكم شاهدا بلفظ آخر ولكنه موضوع وهو ": من استطاع منكم أن يقي دينه وعرضه بماله فليفعل. "موضوع.

أخرجه الحاكم (٥٠/٢) عن حامد بن آدم: حدثنا أبو عصمة نوح، عن عبد الرحمن بن بديل عن أنس بن مالك مرفوعا.

ذكره الحاكم شاهدا .. للحديث الذي قبله وقال ": ليس من شرط هذا الكتاب ." وتعقبه الذهبي بقوله ": قلت: أبو عصمة هالك ."

قلت: وهو نوح بن أبي مريم الجامع، كذاب وضاع مشهور، وقد قيل فيه ": جمع كل شيء إلا الصدق !"والراوي عنه حامد بن آدم كذبه ابن عدي وغيره، وقال ابن معين: "كذاب لعنه الله ."وعده السليماني فيمن اشتهر بوضع الحديث.

قلت: ومع هذا كله فقد سود السيوطي "جامعه "بهذا الحديث !(سلسلة الاحاديث الضعيفة، تحت رقم الحديث ٨٩٨)

سے عزت وآبرو کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہے، ایسی صورت میں اس کو کچھ دے دینے میں بھی صدقہ کا ثواب ہے۔ [1]

بعض احادیث میں یہ مضمون بھی آیا ہے کہ کارِ خیر کسی غریب کے ساتھ کیا جائے یا مالدار کے ساتھ، وہ بہر حال صدقہ میں داخل ہے، وہ الگ بات ہے کہ غریب اور ضرورت مند مستحق کی مدد کرنا اور اس کے ساتھ نیکی کرنا زیادہ فضیلت رکھتا ہے۔ [2]

---

[1] (كل معروف صدقة) أى كل ما يفعل من أنواع البر وثوابه من تصدق بالمال والمعروف لغة ما عرف وشرعا قال ابن عرفة الطاعة :ولما تكرر الأمر بالصدقة فى الكتاب والسنة مالت إليها القلوب فأخبرهم بأن كل طاعة من قول أو فعل أو بذل صدقة يشترك فيها المتصدقون حثا منه للكافة على المبادرة إلى فعل المرء طاقته وسميت صدقة لأنها من تصديق الوعد بنفع الطاعة عاجلا وثوابها آجلا (وما أنفق المسلم من نفقة على نفسه وأهله كتب له بها صدقة) لأنه ينكف بذلك عن السؤال ويكف من ينفق عليه (وما وقى به المرء المسلم عرضه) أى يعطيه الشاعر ومن يخاف لسانه وشره (كتب له به صدقة) أى دفع به النقيصة عن عرضه بذكر ما يهتضم به فى نفسه وفى أسلافه فإنه صدقة لأن صيانة العرض من جملة الخيرات لما أنه يحرم على الغير كالدم والمال قال ابن بطال : وأصل الصدقة ما يخرجه المرء من ماله متطوعا به وقد يطلق على الواجب لتحرى صاحبه الصدق فى فعله ويقال لكل ما يحابى به المرء من حقه صدقة لأنه تصدق بذلك على نفسه قال عبد الحميد الهلالى :قلت لابن المنكدر :ما وقى الرجل به عرضه قال :يعطى الشاعر أو ذا اللسان (وكل نفقة أنفقها المسلم فعلى الله خلفها والله ضامن إلا نفقة فى بنيان أو معصية) ظاهر هذا أنه لا يشترط فى حصول الثواب نية القربة لكنه مقيد فى أخبار أخر بقوله وهو يحتسبها فيحمل المطلق على المقيد وفيه أن المباح إذا قصد به وجه الله صار طاعة فإن نفقة الزوجة من ملاذ الدنيا المباحة ووضع اللقمة فى فمها إنما يكون عند الملاعبة وهى أبعد الشء عن الطاعة وأمور الآخرة ومع ذلك فقد أخبر المصطفى صلى الله عليه وسلم أنه يثاب عليه ثواب الصدقة ففى غير هذه الحالة أولى(فيض القدير شرح الجامع الصغير للمناوى، تحت رقم الحديث ٦٣٥٣)

[2] عن جابر، قال رسول الله صلى الله عليه وسلم :كل معروف يصنعه أحدكم إلى غنى أو فقير فهو صدقة له يوم القيامة(مسند أبى يعلى، رقم الحديث ٢٠٨٥)

قال حسين سليم أسد الدارانى:إسناده ضعيف(حاشية مسند ابى يعلىٰ)

عن عبدالله بن مسعود قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: كل معروف صدقة الى غنى او فقير(مكارم الاخلاق للطبرانى، رقم الحديث ١١٢)

عن عبد الله، عن النبى صلى الله عليه وسلم قال :كل معروف إلى غنى أو فقير صدقة وهذا الحديث لا نعلمه يروى عن عبد الله إلا من هذا الوجه بهذا الإسناد(مسند البزار ، رقم الحديث ١٥٨٢)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

سَـمِـعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُوْلُ : اِتَّـقُوْا النَّارَ وَلَوْ بِشِقَّةِ

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

أبو داود سليمان بن سيف ، قال : كنت مع أبى عاصم النبيل وهو يمشى وعليه طيلسان ، فسقط عنه طيلسانه فسويته عليه ، فالتفت إلى وقال : كل معروف صدقة ، فقلت : من ذكره رحمك الله ؟ قال :أنا ابن جريج عن عطاء عن جابر عن النبى صلى الله عليه وسلم قال : كل معروف صنعته إلى غنى أو فقير فهو صدقة(الجامع لاخلاق الراوى، رقم الحديث ٩٠٣)

قال أحمد بن منيع :ثنا عبد القدوس بن بكر بن خنيس، عن طلحة بن عمرو، عن عطاء ، عن ابن عمر -رضى الله عنهما -عن النبى -صلى الله عليه وسلم -قال" :كل معروف يصنعه أحدكم إلى غنى أو فقير فهو صدقة."

هذا إسناد ضعيف، طلحة بن عمرو الحضرمى المكى، ضعفه أحمد بن حنبل وابن معين و أبو حاتم و أبو زرعة والبزار والبخارى و أبو داود والنسائى وغيرهم(اتحاف الخيرة المهرة بزوائد المسانيد العشرة، ج٥ص ٥١٩، تحت رقم الحديث ٥١٦٤، باب كل معروف صدقة)

حدثنا الحسين قال :أخبرنا عبد الله، عن عثمان بن الأسود، عن مجاهد، عن ابن عباس، قال :كل معروف إلى غنى أو فقير فهو صدقة(البر والصلة للحسين بن حرب، رقم الحديث ٣٠٨)

عن مجاهد ، قال :من صنع معروفا إلى غنى وفقير ، فهو صدقة(مصنف ابنِ ابى شيبة، رقم الحديث ٢٥٩٣٩)

قال الالبانى:"كل معروف صنعته إلى غنى أو فقير فهو صدقة ."

جاء من طريقين :الأول :عن ابن مسعود أخرجه الطبرانى فى "الكبير(٦٢/١/٣) "والخرائطى (ص١٣) وابن عدى(٢٠١/٢)و "الحلية(٤٩/٣) "عن صدقة بن موسى ومحمد بن المظفر فى " غرائب شعبة(٢/١) "و "الحلية " أيضا(١٩٤/٧)عن شعبة، كلاهما عن فرقد السبخى عن إبراهيم عن علقمة عنه مرفوعا .وقال ابن عدى " :لا أعلم يرويه عن فرقد غير صدقة بن موسى ."

قلت :وهو صدوق له أوهام، لكنه قد تابعه شعبة كما رأيت، وقد استغربه أبو نعيم من طريقه عنه . لكن فرقد لين الحديث كثير الخطأ كما فى "التقريب ."

الثانى :عن جابر، رواه ابن عساكر(١-٢/٢٢٨/٨)عن أبى داود سليمان ابن سيف قال :كنت مع أبى عاصم النبيل وهو يمشى وعليه طيلسان فسقط عنه طيلسانه فسويته عليه، فالتفت إلى وقال: كل معروف صدقة، فقلت :من ذكره رحمك الله؟ قال :أنبأنا ابن جريج عن عطاء عن جابر مرفوعا به.

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara Ghufran

تَمْرَةٍ فَمَنْ لَمْ يَجِدْ شِقَّةَ تَمْرَةٍ فَبِكَلِمَةٍ طَيِّبَةٍ (بخاری) [1]

ترجمہ: میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ نے فرمایا کہ جہنم سے بچو، اگرچہ ایک کھجور کے ٹکڑے (کو صدقہ کرنے) کے ذریعہ سے ہی ہو، پس جو شخص کھجور کا ٹکڑا بھی نہ پائے، تو وہ پاکیزہ کلمہ کے ذریعہ سے اپنا بچاؤ کرے (بخاری)

اس سے معلوم ہوا کہ اگر کسی کو تھوڑا مال بھی صدقہ کرنے کے لئے میسر نہ ہو، تو وہ زبان سے دوسرے کو اچھی اور پاکیزہ بات بتلا کر یا امر بالمعروف کر کے بھی صدقہ کی عظیم فضیلت کو پاسکتا، اور جہنم سے بچنے کا سامان کرسکتا ہے، تھوڑا تھوڑا پیسہ روزانہ یا حسبِ حیثیت جمع کر کے پھر صدقہ کیا جاسکتا ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

إِنَّكُمْ لَنْ تَسَعُوا النَّاسَ بِأَمْوَالِكُمْ وَلٰكِنْ يَسَعُهُمْ مِنْكُمْ بَسْطُ الْوَجْهِ وَحُسْنَ الْخُلُقِ (مسند البزار، رقم الحديث ۹۳۱۹، ج۱۶ص۱۹۳)

ترجمہ: بے شک تم (سب) لوگوں کے ساتھ اپنے مالوں کے ذریعہ سے اعانت (اور مدد) کرنے کی وسعت نہیں رکھتے، لیکن خندہ پیشانی اور حسنِ خلق کی وسعت تم میں سے ہر ایک رکھتا ہے (بزار)

مطلب یہ ہے کہ اگر کسی کو مال کے ذریعہ سے دوسرے کی اعانت ومدد کرنے کی وسعت حاصل نہ ہو، تو اسے چاہئے کہ وہ کم از کم خندہ پیشانی اور حسنِ خلق کو اختیار کرے۔

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

قلت: وهذا إسناد رجاله كلهم ثقات، إلا أنني لا أدرى ما حال من دون سليمان؟ و "تاريخ ابن عساكر "مقفل عليه الآن ولا يمكن الوصول إليه مع الأسف، لكن الظن أنه ليس فيه شديد الضعف يمنع من الاستشهاد به، ولاسيما والشطر الأول من الحديث يشهد بعمومه لسائره .وهو صحيح له شواهد عديدة بعضها فى "الصحيحين "،وهى مخرجة فى "الروض النضير (۲۳۱)"(سلسلة الأحاديث الصحيحة، رقم الحديث ۲۰۴۰)

[1] رقم الحديث ۳۵۹۵، كتاب المناقب، باب علامات النبوة فى الإسلام.

یہ مضمون اور سندوں سے بھی مروی ہے، اور مجموعی طور پر یہ حدیث حسن درجہ میں داخل ہو کر معتبر ہے۔ [1]

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ صَدَقَةٌ فَقَالُوْا يَا نَبِيَّ اللّٰهِ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ قَالَ يَعْمَلُ بِيَدِهٖ فَيَنْفَعُ نَفْسَهٗ وَيَتَصَدَّقُ قَالُوْا فَإِنْ لَّمْ يَجِدْ قَالَ يُعِيْنُ ذَا الْحَاجَةِ الْمَلْهُوْفَ قَالُوْا فَإِنْ لَّمْ يَجِدْ قَالَ فَلْيَعْمَلْ بِالْمَعْرُوْفِ وَلْيُمْسِكْ عَنِ الشَّرِّ فَإِنَّهَا لَهٗ صَدَقَةٌ (بخاری) [2]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر مسلمان پر صدقہ لازم ہے، صحابۂ کرام نے عرض کیا کہ اے اللہ کے نبی جس شخص کو صدقہ کی کوئی چیز میسر نہ ہو (وہ کیسے صدقہ کرے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنے ہاتھ سے کام کاج کرے، پھر اپنے آپ کو بھی نفع پہنچائے (یعنی اپنی ضروریات میں خرچ کرے) اور صدقہ کرے، صحابۂ کرام نے عرض کیا کہ اگر یہ بھی میسر نہ ہو (تو وہ کیسے صدقہ

---

[1] حدثنا ابن إدريس ، عن عبد الله بن سعيد ، عن جده ، عن أبى هريرة ، قال :قال رسول الله صلى الله عليه وسلم :لن تسعوا الناس بأموالكم فليسعهم منكم بسط وجه , وحسن خلق(مصنف ابن أبى شيبة،رقم الحديث ٢٥٨٤٢ ،ما ذكر فى حسن الخلق وكراهية الفحش، مسند البزار، رقم الحديث ٩٦٥١ ، الترغيب والترهيب لقوام السنة للاصبهانى،رقم الحديث ١٢٠٨)

قال المنذرى:رواه أبو يعلى والبزار من طرق أحدها حسن جيد (الترغيب والترهيب، ج٣ص ٢٧٦، رقم الحديث ٣٧، كتاب الادب، الترغيب فى الحياء وما جاء فى فضله والترهيب من الفحش والبذاء ، مطبوعة: دارالكتب العلمية، بيروت)

قال ابن حجر: حديث أبى هريرة سئل النبى صلى الله عليه وسلم عن أكثر ما يدخل الناس الجنة فقال تقوى الله وحسن الخلق وللبزار بسند حسن من حديث أبى هريرة رفعه إنكم لن تسعوا الناس بأموالكم ولكن يسعهم منكم بسط الوجه وحسن الخلق والأحاديث فى ذلك كثيرة(فتح البارى، ج١٠ ص ٤٥٩، كتاب الادب،قوله باب حسن الخلق والسخاء)

[2] رقم الحديث ١٤٤٥ ، كتاب الزكاة،باب على كل مسلم صدقة فمن لم يجد فليعمل بالمعروف، مسلم رقم الحديث ١٠٠٨ "٥٥"

کرے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ضرورت مند لاچار (مثلاً غمزدہ اور مظلوم وغیرہ) کی مدد کردے، صحابۂ کرام نے عرض کیا کہ اگر یہ بھی میسر نہ ہو (تو وہ کیا کرے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسے چاہئے کہ نیک عمل کرے اور برے عمل سے رکا رہے، یہ بھی اس کے لئے صدقہ ہے (بخاری، مسلم)

مطلب یہ ہے کہ اگر مال سے کسی کی مدد نہ کرسکے، تو اپنے عمل سے دوسرے کی مدد کردے، یا اپنے منصب وعہدے سے دوسرے کو فائدہ پہنچائے، مثلاً راستہ بتادے اور کسی ضرورت مند کی جائز سفارش کردے یا اپنے اختیار میں کوئی کام ہو تو وہ کردے، بشرطیکہ وہ جائز کام ہو، یا دوسرے کو نیک کام کی نصیحت کردے، یا اس کے حق میں دعاء کردے، یا امر بالمعروف یا نہی عن المنکر کردے، یا دوسرے کو اپنے علم، عمل اور نصیحت سے فائدہ پہنچائے، اور اگر اس کی بھی قدرت نہ ہو، تو خود نیک عمل کرے، اور برے عمل سے بچے، اس صورت میں بھی کم از کم دوسرے اس کے ضرر اور تکلیف سے بچے رہیں گے، یہ بھی اس کے لئے آخری درجہ میں صدقہ ہو جائے گا۔ [1]

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يُصْبِحُ كُلَّ يَوْمٍ عَلٰى كُلِّ سُلَامٰى

---

[1] (وعن أبی موسى الأشعری قال: قال رسول الله ": على كل مسلم ") أی: يجب عليه " صدقة "أی: شكرا لنعمة الله -تعالى- عليه "قالوا: فإن لم يجد "أی: ما يتصدق به "قال: فليعمل بيديه "أی: فليكتسب مالا يعمل بيديه "فينفع نفسه "ويدفع ضرره عن الناس "ويتصدق "أی: إن فضل عن نفسه "قالوا: فإن لم يستطع أو لم يفعل "شک من الراوی أی: فإن لم يقدر على العمل "قال: فيعين ذا الحاجة الملهوف "صفة ذا أی: المتحير فی أمره الحزين أو الضعيف أو المظلوم المستغيث، ثم إنه يحتمل أن تكون الإعانة بالفعل أو بالمال أو بالجاه أو بالدلالة أو النصيحة أو الدعاء "قالوا: فإن لم يفعله؟ قال: فيأمر بالخير "وهو يشمل الأمر بالمعروف والنهی عن المنكر والإفادة العلمية والنصيحة العملية "قالوا: فإن لم يفعل؟ قال: فيمسک "أی: نفسه أو الناس "عن الشر "بالاعتزال وغيره "فإنه له صدقة "أی: فإن الإمساک عن الشر له تصدق به على نفسه أو لأنه إذا أمسک عن الشر كان له أجر كالتصدق (مرقاة المفاتيح، ج۴ص۱۳۳۷، كتاب الزكاة، باب فضل الصدقة)

Idara Ghufran

مِنَ ابْنِ آدَمَ صَدَقَةٌ، ثُمَّ قَالَ: إِمَاطَتُکَ الْأَذٰی عَنِ الطَّرِيْقِ صَدَقَةٌ، وَتَسْلِيْمُکَ عَلَى النَّاسِ صَدَقَةٌ (مسند احمد) [1]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابنِ آدم میں سے ہر ایک کے ہر عضو پر صبح کے وقت صدقہ لازم ہوتا ہے، پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آپ کا راستے سے تکلیف دہ چیز کو دُور کرنا بھی صدقہ ہے، اور آپ کا لوگوں کو سلام کرنا بھی صدقہ ہے (مسند احمد)

اس حدیث میں لوگوں کو سلام کرنے کو بھی صدقہ کے ثواب میں شمار کیا گیا ہے۔

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: تَبَسُّمُکَ فِيْ وَجْهِ أَخِيْکَ لَکَ صَدَقَةٌ وَأَمْرُکَ بِالْمَعْرُوْفِ وَنَهْيُکَ عَنِ الْمُنْكَرِ صَدَقَةٌ وَإِرْشَادُکَ الرَّجُلَ فِيْ أَرْضِ الضَّلَالِ لَکَ صَدَقَةٌ وَبَصَرُکَ لِلرَّجُلِ الرَّدِيْءِ الْبَصَرِ لَکَ صَدَقَةٌ وَإِمَاطَتُکَ الْحَجَرَ وَالشَّوْكَةَ وَالْعَظْمَ عَنْ الطَّرِيْقِ لَکَ صَدَقَةٌ وَإِفْرَاغُکَ مِنْ دَلْوِکَ فِيْ دَلْوِ أَخِيْکَ لَکَ صَدَقَةٌ (سنن الترمذی) [2]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آپ کا اپنے بھائی (یعنی مسلمان) کے سامنے مسکرانا بھی آپ کے لئے صدقہ ہے (کیونکہ اس میں دوسرے کو راحت وخوشی فراہم کرنا ہے) اور آپ کا امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنا بھی

---

[1] رقم الحدیث ۲۱۵۴۸، السنن الکبریٰ للنسائی، رقم الحدیث ۸۹۷۹.
قال شعیب الارنؤوط: حدیث صحیح، رجاله رجال الصحیح (حاشیه مسند احمد)

[2] رقم الحدیث ۱۸۷۹، کتاب البر والصلة، باب ماجاء فی صنائع المعروف، صحیح ابنِ حبان، رقم الحدیث ۵۲۹، موارد الظمآن إلی زوائد ابن حبان ۸۶۴.
قال الترمذی: وفی الباب عن ابن مسعود، وجابر، وحذیفة، وعائشة، وأبی هریرة: هذا حدیث حسن غریب وأبو زمیل اسمه سماک بن الولید الحنفی.
وقال شعیب الارنؤوط: حدیث صحیح (حاشیة صحیح ابنِ حبان)
وقال حسین سلیم اسد الدارانی: اسناده صحیح (حاشیة موارد الظمآن إلی زوائد ابن حبان)

Idara Ghufran

صدقہ ہے (کیونکہ اس میں دوسرے کو دین کی بات پہنچانا ہے) اور آپ کا بھٹکی ہوئی جگہ میں آدمی کو صحیح راستہ بتا دینا بھی آپ کے لئے صدقہ ہے (کیونکہ اس میں دوسرے کو صحیح راستے کی راہنمائی فراہم کرنا ہے) اور آپ کا کمزور نظر والے کو (راستہ بتلا کر) دکھا دینا آپ کے لئے صدقہ ہے (کیونکہ اس میں دوسرے کی اعانت و مدد ہے) اور آپ کا راستے سے پتھر اور کانٹے اور ہڈی کو ہٹا دینا بھی آپ کے لئے صدقہ ہے (کیونکہ اس میں دوسرے کو تکلیف سے بچانے کا سامان ہے) اور آپ کا اپنے ڈول (یا برتن یا ٹونٹی) سے اپنے بھائی کے ڈول (یا برتن وغیرہ) میں پانی ڈال دینا آپ کے لئے صدقہ ہے (کیونکہ اس میں دوسرے کو پانی فراہم کرنا ہے) (ترمذی)

آج کل اپنے نلکے یا فلٹر یا کولر سے پانی دے دینا بھی اس میں داخل ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ اگر کسی کو مال صدقہ کرنے کی حیثیت نہ ہو، تو دوسرے کی کسی دوسری طرح اعانت و مدد کر دینے میں بھی صدقہ کا اجر و ثواب حاصل ہو جاتا ہے۔ [1]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: كُلُّ سُلَامَى عَلَيْهِ صَدَقَةٌ، كُلَّ يَوْمٍ، يُعِينُ الرَّجُلَ فِيْ دَابَّتِهِ، يُحَامِلُهُ عَلَيْهَا، أَوْ يَرْفَعُ عَلَيْهَا مَتَاعَهُ

---

[1] (وعن أبی ذر قال :قال رسول اللہ -صلى الله عليه وسلم :-تبسمک فی وجه أخيک) أی على وجه الانبساط (صدقة) أی إحسان إليه أو لک فيه ثواب صدقة (وأمرک بالمعروف صدقة، ونهيک عن المنكر صدقة) والصدقات مختلفة المراتب (وإرشادک الرجل فی أرض الضلال) أضيفت إلى الضلال كأنها خلقت له، وهی التی لا علامة فيها للطريق فيضل فيها الرجل (لک صدقة) زيد لک فی هذه القرنية والتی بعدها لمزيد الاختصاص (ونصرک) أی إعانتک (الرجل الردیء البصر) بالهمز ويدغم أی الذی لا يبصر أصلا أو يبصر قليلا (لک صدقة) وضع النصر موضع القياد مبالغة فی الإعانة كأنه ينصره على كل شیء يؤذيه (وإماطتک) أی إزالتک (الحجر والشوک والعظم) أی ونحوها (عن الطريق) أی طريق المسلمين (لک صدقة، وإفراغک) أی صبک (من دلوک فی دلو أخيک) أی بعض الماء (لک صدقة) فكيف إذا لم يكن لأخيک دلو أو أعطيته ماء من دلوک(مرقاة المفاتيح ، ج۴ص ۱۳۴۳ ، كتاب الزكاة،باب فضل الصدقة)

صَـدَقَةٌ، وَالْـكَـلِمَةُ الطَّيِّبَةُ، وَكُلُّ خَطْوَةٍ يَمْشِيهَا إِلَى الصَّلاةِ صَدَقَةٌ، وَدَلُّ الطَّرِيْقِ صَدَقَةٌ(صحيح البخاری) [1]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انسان کے ہر جوڑ پر ایک صدقہ روزانہ واجب ہوتا ہے، کوئی شخص کسی کی سواری میں مدد کرے، اس کو اس پر چڑھائے یا اس کا اسباب اس پر رکھوا دے تو یہ بھی صدقہ ہے، اور کسی سے اچھی بات کہنا بھی صدقہ ہے، اور ہر قدم جو نماز کے لئے چلے وہ بھی صدقہ ہے، اور کسی کو صحیح راستہ بتانا بھی صدقہ ہے (بخاری)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : كُلُّ سُلَامٰى مِنَ النَّاسِ عَلَيْهِ صَدَقَةٌ، كُلَّ يَوْمٍ تَطْلُعُ فِيْهِ الشَّمْسُ، يَعْدِلُ بَيْنَ الْاِثْنَيْنِ صَدَقَةٌ، وَيُعِيْنُ الرَّجُلَ عَلٰى دَابَّتِهٖ فَيَحْمِلُ عَلَيْهَا، أَوْ يَرْفَعُ عَلَيْهَا مَتَاعَهٗ صَدَقَةٌ، وَالْكَلِمَةُ الطَّيِّبَةُ صَدَقَةٌ، وَكُلُّ خُطْوَةٍ يَخْطُوْهَا إِلَى الصَّلَاةِ صَدَقَةٌ، وَيُمِيْطُ الْأَذٰى عَنِ الطَّرِيْقِ صَدَقَةٌ (بخاری) [2]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انسان کے بدن کے ہر جوڑ پر ہر دن جس وقت کہ سورج طلوع ہوتا ہے، صدقہ واجب ہوتا ہے (پھر فرمایا کہ) دو آدمیوں کے درمیان عدل وانصاف کرا دینا (اور ظالم کو ظلم سے باز کرا دینا) صدقہ ہے، اور کسی آدمی کو اس کی سواری پر مدد کرنا اور اس کو اس پر سوار کرا دینا یا اُس پر اُس کا سامان رکھوا دینا بھی صدقہ ہے، اور اچھا کلمہ اور بات کہہ دینا صدقہ ہے اور ہر وہ قدم جو نماز کے لئے اُٹھے، وہ صدقہ ہے؛ اور راستہ سے تکلیف دینے والی چیز (مثلاً پتھر، کانٹا، ہڈی، چھلکا، کوڑا کرکٹ وغیرہ) کو دُور

---

[1] رقم الحديث ٢٨٩١، كتاب الجهاد والسير، باب فضل من حمل متاع صاحبه فى السفر.

[2] رقم الحديث ٢٩٨٩، كتاب الجهاد والسير، باب من أخذ بالركاب ونحوه.

Idara Ghufran

کر دینا بھی صدقہ ہے (بخاری)

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی ایک حدیث میں روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: عَلٰی کُلِّ مُسْلِمٍ فِیْ کُلِّ یَوْمٍ صَدَقَۃٌ ، فَقَالَ رَجُلٌ: مَنْ یُّطِیْقُ ھٰذَا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ؟ قَالَ: إِمَاطَتُکَ الْأَذٰی عَنِ الطَّرِیْقِ صَدَقَۃٌ، وَإِرْشَادُکَ الرَّجُلَ الطَّرِیْقَ صَدَقَۃٌ، وَعِیَادَتُکَ الْمَرِیْضِ صَدَقَۃٌ، وَاِتِّبَاعُکَ الْجِنَازَۃَ صَدَقَۃٌ، وَنَھْیُکَ عَنِ الْمُنْکَرِ صَدَقَۃٌ، وَرَدُّ الْمُسْلِمِ عَلَی الْمُسْلِمِ السَّلَامَ صَدَقَۃٌ(کشف الأستار عن زوائد البزار) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر مسلمان پر روزانہ صدقہ لازم ہے، ایک آدمی نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! اس کی کون طاقت رکھتا ہے؟ اس کے جواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ راستے سے تکلیف دہ چیز ہٹانا بھی صدقہ ہے، اور کسی شخص کو صحیح راستہ بتلانا بھی صدقہ ہے، اور مریض کی عیادت وتیمارداری کرنا بھی صدقہ ہے، اور جنازہ میں شریک ہونا بھی صدقہ ہے، اور تمہارا نہی عن المنکر بھی صدقہ ہے، اور مسلمان کے سلام کا جواب دینا بھی صدقہ ہے (بزار)

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قُلْتُ: یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ، ذَھَبَ الْأَغْنِیَاءُ بِالْأَجْرِ، یُصَلُّوْنَ وَیَصُوْمُوْنَ وَیَحُجُّوْنَ قَالَ: وَأَنْتُمْ تُصَلُّوْنَ وَتَصُوْمُوْنَ وَتَحُجُّوْنَ ،قُلْتُ: یَتَصَدَّقُوْنَ

---

[1] رقم الحدیث ۹۲۷،أبواب صدقة التطوع،باب :ما علی الإنسان کل یوم من الصدقة.
قال الھیثمی:
رواہ کلہ البزار، ورجالہ رجال الصحیح(مجمع الزوائد، تحت رقم الحدیث ۴۵۷۵،باب الصدقة التی علی الإنسان کل یوم)

وَلَا نَتَصَدَّقُ ،قَالَ:وَأَنْتَ فِيكَ صَدَقَةٌ:رَفْعُكَ الْعَظْمَ عَنِ الطَّرِيقِ صَدَقَةٌ، وَهِدَايَتُكَ الطَّرِيقَ صَدَقَةٌ، وَعَوْنُكَ الضَّعِيفَ بِفَضْلِ قُوَّتِكَ صَدَقَةٌ، وَبَيَانُكَ عَنِ الْأَرْتَمِ صَدَقَةٌ، وَمُبَاضَعَتُكَ امْرَأَتَكَ صَدَقَةٌ ،قَالَ:قُلْتُ:يَا رَسُولَ اللّٰهِ، نَأْتِي شَهْوَتَنَا وَنُؤْجَرُ؟ قَالَ:أَرَأَيْتَ لَوْ جَعَلْتَهُ فِي حَرَامٍ، أَكُنْتَ تَأْثَمُ؟قَالَ:قُلْتُ:نَعَمْ،قَالَ:فَتَحْتَسِبُونَ بِالشَّرِّ وَلَا تَحْتَسِبُونَ بِالْخَيْرِ (مسند الإمام أحمد، رقم الحديث ٢١٣٦٣) [1]

ترجمہ: میں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! سارا اجروثواب تو مالدار لوگ لے گئے کہ وہ نماز پڑھتے ہیں، وہ روزہ رکھتے ہیں اور حج کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم بھی تو نماز پڑھتے ہو، روزہ رکھتے ہو، اور حج کرتے ہو، میں نے عرض کیا کہ وہ صدقہ خیرات کرتے ہیں، لیکن ہم صدقہ خیرات نہیں کرسکتے ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ صدقہ تو تم بھی کرسکتے ہو، تمہارا راستے سے کسی ہڈی کو اٹھا دینا صدقہ ہے، تمہارا کسی کو صحیح راستہ بتادینا صدقہ ہے، تمہارا اپنی طاقت سے کسی کمزور کی مدد کرنا صدقہ ہے، تمہارا زبان میں لکنت والے آدمی کے کلام کی وضاحت کردینا صدقہ ہے، اور تمہارا اپنی بیوی سے مباشرت کرنا بھی صدقہ ہے، میں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! ہمیں اپنی خواہش پوری کرنے پر بھی ثواب ملتا ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ بتاؤ کہ اگر یہ کام تم حرام طریقے سے کرتے ،تو تمہیں گناہ ہوتا یا نہیں؟ میں نے عرض کیا کہ جی ہاں! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم گناہ کو شمار کرتے ہو، مگر نیکی کو شمار نہیں کرتے (مسند احمد)

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ:

---

[1] قال شعيب الارنؤوط: حديث صحيح، وهذا إسناد رجاله ثقات رجال الشيخين إلا أنه منقطع (حاشية مسند احمد)

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَيْسَ مِنْ نَفْسِ بْنِ آدَمَ إِلَّا عَلَيْهَا صَدَقَةٌ فِيْ كُلِّ يَوْمٍ طَلَعَتْ فِيْهِ الشَّمْسُ، قِيْلَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، وَمِنْ أَيْنَ لَنَا صَدَقَةٌ نَتَصَدَّقُ بِهَا؟ فَقَالَ: إِنَّ أَبْوَابَ الْخَيْرِ لَكَثِيْرَةٌ: اَلتَّسْبِيْحُ، وَالتَّحْمِيْدُ، وَالتَّكْبِيْرُ، وَالتَّهْلِيْلُ، وَالْأَمْرُ بِالْمَعْرُوْفِ، وَالنَّهْيُ عَنِ الْمُنْكَرِ، وَتُمِيْطُ الْأَذٰى عَنِ الطَّرِيْقِ، وَتُسْمِعُ الْأَصَمَّ، وَتَهْدِي الْأَعْمٰى، وَتُدِلُّ الْمُسْتَدِلَّ عَلٰى حَاجَتِهٖ، وَتَسْعَى بِشِدَّةِ سَاقَيْكَ مَعَ اللَّهْفَانِ الْمُسْتَغِيْثِ، وَتَحْمِلُ بِشِدَّةِ ذِرَاعَيْكَ مَعَ الضَّعِيْفِ، فَهٰذَا كُلُّهٗ صَدَقَةٌ مِنْكَ عَلٰى نَفْسِكَ (صحیح ابن حبان)[1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابنِ آدم کے ہر سانس کے بدلہ میں ہر اس دن جس دن سورج طلوع ہو (یعنی ہر روز) صدقہ ہے، عرض کیا گیا کہ اے اللہ کے رسول! ہمارے لئے اتنا مال کہاں سے ہوگا کہ ہم (ہر روز) صدقہ کریں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خیر کے کام بہت زیادہ ہیں، سبحان اللہ کہنا، الحمدللہ کہنا، اللہ اکبر کہنا، لا الٰہ الا اللہ کہنا، امر بالمعروف کرنا، نہی عن المنکر کرنا، تم راستے سے تکلیف دہ چیز ہٹادو، تم بہرے کو بات سنادو (یا سمجھادو) تم اندھے کو راستہ بتلادو، اور تم اپنی حاجت پر رہنمائی چاہنے والے کی رہنمائی کردو، اور تم اپنی قوت کے بل بوتے پر کسی لاچار اور فریادی کے ساتھ مل کر کوشش کردو، اور تم کمزور کے وزن کو اپنے بازوؤں کی طاقت سے اٹھادو، یہ سب صدقہ ہے، تمہاری طرف سے تمہاری ذات پر (ابنِ حبان)

---

[1] رقم الحدیث ۳۳۷۷، کتاب الزکاۃ، فصل ذکر الخصال التی تقوم لمعدم المال مقام الصدقة لباذلها.

قال شعیب الارنؤوط:

إسناده صحيح على شرط مسلم (حاشية ابنِ حبان)

اور حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے ایک حدیث میں روایت ہے کہ:

أَنَّ نَاسًا مِّنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالُوْا لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، ذَهَبَ أَهْلُ الدُّثُوْرِ بِالْأُجُوْرِ، يُصَلُّوْنَ كَمَا نُصَلِّيْ، وَيَصُوْمُوْنَ كَمَا نَصُوْمُ، وَيَتَصَدَّقُوْنَ بِفُضُوْلِ أَمْوَالِهِمْ، قَالَ: أَوَلَيْسَ قَدْ جَعَلَ اللّٰهُ لَكُمْ مَا تَصَّدَّقُوْنَ؟ إِنَّ بِكُلِّ تَسْبِيْحَةٍ صَدَقَةً، وَكُلِّ تَكْبِيْرَةٍ صَدَقَةً، وَكُلِّ تَحْمِيْدَةٍ صَدَقَةً، وَكُلِّ تَهْلِيْلَةٍ صَدَقَةً، وَأَمْرٌ بِالْمَعْرُوْفِ صَدَقَةٌ، وَنَهْيٌ عَنْ مُنْكَرٍ صَدَقَةٌ، وَفِي بُضْعِ أَحَدِكُمْ صَدَقَةٌ، قَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، أَيَأْتِيْ أَحَدُنَا شَهْوَتَهُ وَيَكُوْنُ لَهُ فِيْهَا أَجْرٌ؟ قَالَ: أَرَأَيْتُمْ لَوْ وَضَعَهَا فِيْ حَرَامٍ أَكَانَ عَلَيْهِ فِيْهَا وِزْرٌ؟ فَكَذٰلِكَ إِذَا وَضَعَهَا فِي الْحَلَالِ كَانَ لَهُ أَجْرٌ (مسلم)[1]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابۂ کرام میں سے کچھ لوگوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! مالدار لوگ ثواب لے گئے (یعنی وہ ثواب حاصل کرنے میں ہم سے آگے بڑھ گئے) وہ نماز پڑھتے ہیں، جیسا کہ ہم نماز پڑھتے ہیں، اور وہ روزے رکھتے ہیں، جیسا کہ ہم روزے رکھتے ہیں، اور وہ اپنے زائد مالوں کا صدقہ کرتے ہیں (اور ہم مالدار نہ ہونے کی وجہ سے صدقہ کے ثواب سے محروم ہیں) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا اللہ نے تمہارے لئے وہ چیز نہیں رکھی، جس سے تم بھی صدقہ کرسکو، بے شک ہر تسبیح (یعنی سبحان اللہ) صدقہ ہے، اور ہر تکبیر (یعنی اللہ اکبر) صدقہ ہے، اور ہر تحمید (یعنی الحمد للہ) صدقہ ہے، اور ہر تہلیل (یعنی لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ کہنا) صدقہ ہے، اور امر بالمعروف صدقہ ہے اور نہی عن المنکر صدقہ ہے، اور تم میں سے کسی کا (بیوی سے) صحبت

---

[1] رقم الحديث ١٠٠٦ ''٥٣'' كتاب الزكاة، باب بيان أن اسم الصدقة يقع على كل نوع من المعروف.

کرنا صدقہ ہے، صحابۂ کرام نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! کیا ہم میں کوئی اپنی (بیوی سے صحبت وغیرہ کرکے) شہوت پوری کرے، تو اس میں بھی اس کے لئے ثواب ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم دیکھتے نہیں کہ اگر وہ شہوت کو حرام جگہ استعمال کرتا، تو وہ اس کے لئے گناہ کا باعث ہوتا، پس اسی طرح اگر وہ اسے حلال جگہ (یعنی بیوی کے ساتھ) استعمال کرے گا، تو اس پر اس کو ثواب حاصل ہوگا (مسلم)

مذکورہ اذکار اور عبادات کو صدقہ اس لئے کہا گیا ہے کہ ان میں صدقہ کا اجر وثواب حاصل ہوتا ہے یا یہ کہ یہ اعمال اپنی ذات یا اپنے آپ پر صدقہ کرنے میں داخل ہیں۔ [1]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّهُ خُلِقَ كُلُّ إِنْسَانٍ مِنْ بَنِيْ آدَمَ عَلٰى سِتِّيْنَ وَثَلَاثِمِائَةِ مَفْصِلٍ، فَمَنْ كَبَّرَ اللّٰهَ، وَحَمِدَ اللّٰهَ، وَهَلَّلَ اللّٰهَ، وَسَبَّحَ اللّٰهَ، وَاسْتَغْفَرَ اللّٰهَ، وَعَزَلَ حَجَرًا عَنْ طَرِيْقِ النَّاسِ، أَوْ شَوْكَةً أَوْ عَظْمًا عَنْ طَرِيْقِ النَّاسِ، وَأَمَرَ بِمَعْرُوْفٍ أَوْ نَهٰى عَنْ مُنْكَرٍ، عَدَدَ تِلْكَ السِّتِّيْنَ وَالثَّلَاثِمِائَةِ السُّلَامٰى، فَإِنَّهُ يَمْشِيْ يَوْمَئِذٍ وَقَدْ زَحْزَحَ نَفْسَهُ عَنِ النَّارِ (مسلم) [2]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد میں سے ہر انسان (کے بدن) کو تین سو ساٹھ (360) جوڑوں کے ساتھ پیدا کیا گیا ہے، پس جس نے ''اللہ اکبر'' پڑھا، اور ''الحمد للہ'' پڑھا، اور ''لا الٰہ الا اللہ'' پڑھا، اور ''سبحان اللہ'' پڑھا، اور اللہ سے استغفار کیا (یعنی استغفر اللہ یا اللّٰھم اغفرلی

---

[1] قال الطيبى :جعل هذه الأمور صدقة تشبيها لها بالمال فى إثبات الجزاء وعلى المشاكلة، وقيل :إنها صدقة على نفسه (مرقاة المفاتيح ،ج۴ص ۱۳۳۸ ،كتاب الزكاة،باب فضل الصدقة)

[2] رقم الحديث ۱۰۰۷ "۵۴" كتاب الزكاة،باب بيان أن اسم الصدقة يقع على كل نوع من المعروف.

Idara Ghufran

وغیرہ پڑھا) اور لوگوں کے راستہ سے پتھر کو ہٹادیا یا کسی کانٹے یا ہڈی کو لوگوں کے راستہ سے ہٹادیا، اور امر بالمعروف کیا یا نہی عن المنکر کیا، (بدن کے) ان تین سو ساٹھ (360) جوڑوں کے عدد کے برابر، تو وہ اس دن اس حال میں چلے گا کہ اپنے آپ کو جہنم سے آزاد کر چکا ہوگا (مسلم)

مطلب یہ ہے کہ انسان کے بدن کے تین سو ساٹھ (360) جوڑ ہیں، اور جو شخص کسی دن اتنی تعداد میں مذکورہ اعمال میں سے کوئی ایک عمل یا بعض اعمال یا سارے اعمال مجموعی طور پر اتنی تعداد میں پورے کرلے، تو اس کو اس دن جہنم سے آزادی حاصل ہوجاتی ہے، اور اگر کوئی روزانہ یہ عمل کرے، تو روزانہ اس کو یہ فضیلت حاصل ہوتی ہے۔

اور بعض روایات کے مطابق چاشت کی دو رکعتیں ہی اس تعداد کے لئے کافی ہوجاتی ہیں۔ [1]

چنانچہ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنَّهُ قَالَ: يُصْبِحُ عَلٰى كُلِّ سُلَامٰى مِنْ أَحَدِكُمْ صَدَقَةٌ، فَكُلُّ تَسْبِيحَةٍ صَدَقَةٌ، وَكُلُّ تَحْمِيدَةٍ صَدَقَةٌ، وَكُلُّ تَهْلِيلَةٍ صَدَقَةٌ، وَكُلُّ تَكْبِيرَةٍ صَدَقَةٌ، وَأَمْرٌ بِالْمَعْرُوفِ صَدَقَةٌ، وَنَهْيٌ عَنِ الْمُنْكَرِ صَدَقَةٌ، وَيُجْزِءُ مِنْ ذٰلِكَ رَكْعَتَانِ يَرْكَعُهُمَا مِنَ الضُّحٰى (مسلم) [2]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر صبح تم میں سے (ہر ایک کے ذمے جسم کے) ہر جوڑ کے بدلے میں صدقہ واجب ہے، اور ہر تسبیح (یعنی سبحان اللہ کہنا)

---

[1] (عدد الستين والثلثمائة) أى :من أتى بهذا العدد ولو من مجموع أنواع الطاعات بأن أتى من كل نوع بطاعة حتى وصل لهذا القدر (فإنه يمسى) بضم الياء التحتية (يومئذٍ وقد زحزح) أى: باعد (نفسه عن النار) بالتقرّب لمولاه بأنواع الطاعات، وشكر ما أنعم به عليه من إيجاد تلك الأعضاء سالمة، وقد سبق أنه يجزى عن ذلک كله ركعتا الضحى(دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين، ج٢،ص ٣٥٩،باب فى بيان كثرة طرق الخير)

[2] رقم الحديث ٧٢٠ "٨٤" كتاب صلاة المسافرين وقصرها،باب فضل صلاة الصبح.

صدقہ ہے، اور ہر تحمید (یعنی الحمدللہ کہنا) صدقہ ہے، اور ہر تہلیل (یعنی لا الٰہ الا اللہ کہنا) صدقہ ہے، اور ہر تکبیر (یعنی اللہ اکبر کہنا) صدقہ ہے، اور امر بالمعروف صدقہ ہے، اور نہی عن المنکر صدقہ ہے، اور اس (ہر جوڑ کے واجب صدقہ) کی طرف سے چاشت کی دو رکعتیں کفایت کردیتی ہیں (مسلم)

اور حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

سَمِعۡتُ رَسُوۡلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ، یَقُوۡلُ: فِی الۡإِنۡسَانِ ثَلَاثُ مِائَۃٍ وَّسِتُّوۡنَ، مَفۡصِلًا فَعَلَیۡہِ أَنۡ یَّتَصَدَّقَ عَنۡ کُلِّ مَفۡصِلٍ مِنۡہُ بِصَدَقَۃٍ قَالُوۡا: وَمَنۡ یُّطِیۡقُ ذٰلِکَ یَا نَبِیَّ اللّٰہِ؟ قَالَ: اَلنُّخَاعَۃُ فِی الۡمَسۡجِدِ تُدۡفِنُھَا، وَالشَّیۡءُ تُنَحِّیۡہِ عَنِ الطَّرِیۡقِ فَإِنۡ لَمۡ تَجِدۡ فَرَکۡعَتَا الضُّحٰی تُجۡزِئُکَ (سنن ابی داؤد) [1]

ترجمہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کا یہ فرمان سنا کہ انسان کے اندر تین سو ساٹھ جوڑ ہیں، اور انسان پر ہر ایک جوڑ کی طرف سے صدقہ واجب ہے، صحابۂ کرام نے عرض کیا کہ اے اللہ کے نبی! اس (ہر جوڑ کے بدلہ میں واجب صدقہ کو ادا کرنے) کی کون طاقت رکھتا ہے؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارا مسجد میں بلغم کو دفن کرنا، اور راستے سے تکلیف دہ چیز کا ہٹا دینا، اور اگر اسے نہ پائیں تو چاشت کی دو رکعتوں کا پڑھنا آپ کو اس صدقہ کی طرف

---

[1] رقم الحدیث ۵۲۴۲، کتاب الادب، ابواب النوم، باب فی إماطۃ الأذی عن الطریق، مسند احمد، رقم الحدیث ۲۲۹۹۸، صحیح ابنِ حبان، رقم الحدیث ۲۵۴۰.

قال شعیب الارنؤوط: حدیث صحیح، وھذا إسناد حسن من أجل علی بن الحسین -وھو ابن واقد- فھو صدوق حسن الحدیث .ولکنہ متابع (حاشیۃ سنن ابی داود)

و قال ایضاً: صحیح لغیرہ، وھذا إسناد قوی من أجل حسین -وھو ابن واقد المروزی -فقد روی لہ البخاری تعلیقاً وفی "الأدب المفرد "ومسلم متابعۃ وأصحاب السنن، وھو صدوق لا بأس بہ، وباقی رجال الإسناد ثقات من رجال الصحیح .زید :ھو ابن الحُباب (حاشیۃ مسند احمد)

وقال ایضاً: إسنادہ قوی علی شرط مسلم(حاشیۃ صحیح ابنِ حبان)

سے کفایت کردے گا(ابوداؤد)

اس مضمون کی اور بھی روایات ہیں، جن میں کئی خیر کے کاموں میں صدقہ کا ثواب بتلایا گیا ہے۔ ۱

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : أَفْضَلُ الصَّدَقَةِ إِصْلَاحُ ذَاتِ الْبَيْنِ (المعجم الكبير للطبرانی، رقم الحديث ٣١) ۲

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ افضل ترین صدقہ لوگوں کے

---

۱ عن ابن عباس، قال :قال رسول الله صلى الله عليه وسلم :على كل ميسم من الإنسان صدقة كل يوم ، فقال بعض القوم :إن هذا لشديد يا رسول الله !ومن يطيق هذا؟ قال " :أمر بالمعروف ونهى عن المنكر صدقة، وإماطة الأذى عن الطريق صدقة، أو قال :صلاة، وإن حملك عن الضعيف صدقة، وإن كل خطوة يخطوها أحدكم إلى الصلاة صلاة ."قال البزار :لا نعلمه، عن ابن عباس إلا عن سماك، عن عكرمة عنه(كشف الاستار عن زوائد البزار، رقم الحديث ٩٢٦،أبواب صدقة التطوع،باب :ما على الإنسان كل يوم من الصدقة)

قال الهيثمی: رواه أبو يعلى، والبزار، والطبرانی فی الكبير، والأوسط، والصغير بنحوه، وزاد فيها : "ويجزى من ذلك كله ركعتا الضحى .ورجال أبی يعلى رجال الصحيح(مسند البزار، رقم الحديث ۴۵۷۳، ۴۵۷۴،باب الصدقة التی على الإنسان كل يوم)

عن سالم، عن أبيه، قال :قال رسول الله صلى الله عليه وسلم :إن تبسمك فی وجه أخيك يكتب لك به صدقة، وإن إفراغك من دلوك فی دلو أخيك يكتب لك به صدقة.وبه قال :إن أمرك بالمعرف ونهيك، عن المنكر يكتب لك به صدقة وإماطتك الأذى، عن الطريق يكتب لك به صدقة وإرشادك الضال يكتب لك به صدقة.ولا نعلم روى هذين الحديثين، عن عكرمة إلا يحيى، ولا نعلم هذا الكلام يروى عن ابن عمر، عن النبی صلى الله عليه وسلم من وجه من الوجوه إلا من هذا الوجه ويحيى بن أبی عطاء لين الحديث، وإنما يكتب من حديثه ما يتفرد به ونبين العلة التی من أجله كتب(مسند البزار، رقم الحديث ٦٠٩٦، ٦٠٠٧)

قال المنذری:رواه البزار والطبرانی من رواية يحيى بن أبی عطاء وهو مجهول(الترغيب والترهيب، تحت رقم الحديث ۴۰۷۵)

۲ قال المنذری: رواه الطبرانی والبزار وفی إسناده عبد الرحمن بن زياد بن أنعم وحديثه هذا حسن لحديث أبی الدرداء المتقدم(الترغيب والترهيب،الترغيب فی الإصلاح بين الناس)

وقال البوصيری: قلت :مدار الإسناد على الأفريقی وهو ضعيف .لكن له شاهد من حديث أبی الدرداء (اتحاف الخيرة المهرة،باب فی الإصلاح بين الناس)

درمیان صلح کرادینا ہے (طبرانی)

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَلَا أَدُلُّكَ عَلٰى صَدَقَةٍ يُحِبُّ اللّٰهُ مَوْضَعَهَا؟ قَالَ: قُلْتُ: بَلٰى بِأَبِىْ أَنْتَ وَأُمِّىْ. قَالَ: تَصْلِحُ بَيْنَ النَّاسِ، فَإِنَّهَا صَدَقَةٌ يُحِبُّ اللّٰهُ تَعَالٰى مَوْضَعَهَا (الترغيب و الترهيب للاصبهانی، رقم الحديث ١٨٠، باب فی الترغيب فی الإصلاح بين الناس) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا میں تمہیں ایسے صدقہ کے بارے میں نہ بتاؤں کہ اللہ تعالیٰ جس کے مقام کو پسند فرماتے ہیں؟ حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ بے شک میرے والدین آپ پر قربان ہوں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آپ لوگوں کے درمیان صلح کرادیں تو یہ ایسا صدقہ ہے کہ جس کے مقام کو اللہ تعالیٰ پسند فرماتے ہیں (الترغیب والترہیب)

اس طرح کی حدیث اور سندوں سے بھی مروی ہے۔ [2]

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ مسلمانوں کے درمیان صلح اور مصالحت کرادینا اور منازعت

---

[1] قال الالبانی: الحديث عندی يرتقی إلى مرتبة الحسن على الأقل، بمجموع هذه الطرق، لاسيما وفيها ذلك المرسل الصحيح (سلسلة الأحاديث الصحيحة، تحت رقم الحديث ٢٦٤٤)

[2] عن عبادة بن عمير بن عبادة بن عوف، قال :قال لی أبو أيوب :قال لی رسول الله صلى الله عليه وسلم :يا أبا أيوب ألا أدلك على صدقة يحبها الله ورسوله؟ تصلح بين الناس إذا تباغضوا، وتفاسدوا (المعجم الكبير للطبرانی، رقم الحديث ٣٩٢٢)

عن عبادة بن عمرو بن عبادة بن عوف ، قال :قال أبو أيوب :قال لی رسول الله صلى الله عليه وسلم : يا أبا أيوب ، ألا أدلك على صدقة يحبها الله ورسوله ؟ ؛ تصلح بين الناس إذا تباغضوا ، وتفاسدوا (مسند عبد حميد، رقم الحديث ٢٣٤)

عن أبی أمامة قال :قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لأبی أيوب بن زيد :يا أبا أيوب، ألا أدلك على عمل يرضاه الله ورسوله؟ قال :بلى .قال :تصلح بين الناس إذا تفاسدوا، وتقارب بينهم إذا تباعدوا (المعجم الكبير للطبرانی، رقم الحديث ٧٩٩٩)

قال الهيثمی: رواه الطبرانی، وعبد الله بن حفص صاحب أبی أمامة لم أعرفه، وبقية رجاله ثقات (مجمع الزوائد، ج٨، ص٨٠، باب ما جاء فی الإصلاح بين الناس)

وجھگڑا یا فساد ختم کرادینا عظیم صدقہ ہے۔ [1]

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِأَفْضَلَ مِنْ دَرَجَةِ الصَّلَاةِ، وَالصِّيَامِ، وَالصَّدَقَةِ؟ قَالُوْا : بَلٰى قَالَ : إِصْلَاحُ ذَاتِ الْبَيْنِ قَالَ وَفَسَادُ ذَاتِ الْبَيْنِ هِيَ الْحَالِقَةُ (مسند احمد، رقم الحديث ۲۷۵۰۸) [2]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا میں تمہیں نماز، اور روزہ اور صدقہ سے افضل درجہ کی چیز کی خبر نہ دیدوں؟ صحابۂ کرام نے عرض کیا کہ بے شک! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوگوں کے درمیان صلح کرادینا (یہ عمل نماز، روزہ اور صدقہ سے افضل ہے) اور لوگوں کے درمیان فساد پھیلانا (دین کو) مونڈنے (یعنی دین اور نیکیوں کا صفایا کرنے) والی چیز ہے (مسند احمد)

حضرت سعید بن مسیّب رحمہ اللہ سے مرسلاً روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِخَيْرٍ لَّكُمْ مِنْ

---

[1] والمعنى على كل مفصل من أعضائه صدقة شكرا لله -تعالى -على أن جعل فى أعضائه مفاصل تقدر بها على القبض والبسط، قيل :وخص مفاصل الأصابع لأنها العمدة فى الأفعال قبضا وبسطا "كل يوم "بالنصب على الظرفية أى فى كل يوم "تطلع الشمس "صفة تخص اليوم عن مطلق الوقت بمعنى النهار "يعدل "بالغيبة والخطاب بتقدير أن يعدل مبتدأ وقوله "بين الاثنين " ظرف له والخبر "صدقة "أى عدله وإصلاحه بين الخصمين ودفعه ظلم الظالم عن المظلوم صدقة "ويعين الرجل "أى :إعانته الرجل "على دابته "أى :دابة الرجل أو المعين "فيحمل عليها " أى :نفسه أو متاعه "أو يرفع "شك أو تنويع "عليها متاعه صدقة، والكلمة الطيبة "أى :مطلقا أو مع الناس "صدقة، وكل خطوة "بفتح الخاء المرة الواحدة وبالضم ما بين القدمين "يخطوها إلى الصلاة "أو ما فى معناها من الطواف والعيادة وتشييع الجنازة وطلب العلم ونحوها "صدقة، ويميط الأذى "أى :يزيله عن الطريق كالشوكة والعظم والقذر، وقيل :المراد أذى النفس عن نفسه أو عن الناس "صدقة (مرقاة المفاتيح ، ج۴،ص۱۳۳۷ ، كتاب الزكاة،باب فضل الصدقة)

[2] قال شعيب الارنؤوط: إسناده صحيح، رجاله ثقات رجال الشيخين (حاشية مسند احمد)

كَثِيْرٍ مِّنَ الصَّلاةِ وَالصَّدَقَةِ؟ قَالُوْا : بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ . قَالَ: إِصْلاَحُ ذَاتِ الْبَيْنِ (الترغيب و الترهيب للاصبهانى) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا میں تمہیں ایسی چیز کی خبر نہ دے دوں، جو تمہارے لیے کثرت سے نماز پڑھنے اور صدقہ کرنے سے بہتر ہے؟ صحابۂ کرام نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! ضرور خبر دیجئے، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوگوں کے درمیان (بغض وعداوت ختم کرا کر) صلح کرا دینا (الترغیب والترہیب)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:مَا عَمِلَ ابْنُ آدَمَ شَيْئًا أَفْضَلُ مِّنَ الصَّلاَةِ ، وَصَلاَحِ ذَاتِ الْبَيْنِ، وَخُلُقٍ حَسَنٍ (التاريخ الكبير للبخارى) [2]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابنِ آدم کا کوئی عمل بھی نماز اور لوگوں کے درمیان (بغض وعداوت ختم کرا کر) صلح کرانے اور اچھے اخلاق سے افضل نہیں (تاریخ کبیر للبخاری، شعب الایمان)

---

[1] رقم الحديث ١٨٣، باب فى الترغيب فى الإصلاح بين الناس.
قال الالبانى:
رجاله كلهم ثقات رجال مسلم غير إسحاق بن إسماعيل -وهو الطالقانى -وهو ثقة، فهو إسناد صحيح، ولكنه مرسل (سلسلة الأحاديث الصحيحة، تحت رقم الحديث ٢٦٤٤)

[2] رقم الحديث ١٣٩، ص٦٣، شعب الايمان للبيهقى، رقم الحديث ١٠٥٧٩، باب فى الإصلاح بين الناس إذا مرجوا وفسدت ذات بينهم.
قال الالبانى: فالإسناد حسن إن شاء الله تعالى وكأنه لذلك رمز السيوطى لحسنه كما فى " الفيض ."وقد أشار البخارى إلى أن له شاهدا من حديث أبى الدرداء عن النبى صلى الله عليه وسلم، ساق إسناده إلى الأعمش عن عمرو عن سالم عن أم الدرداء عنه .وهذا إسناد صحيح رجاله كلهم ثقات (سلسلة الأحاديث الصحيحة، تحت رقم الحديث ١٤٤٨)

Idara Ghufran

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ لوگوں کے درمیان صلح ومصالحت کرادینا، نماز روزہ، اورصدقہ یا ان اعمال کی کثرت سے بھی افضل ہے۔

صدقہ کرنے والا ہاتھ لینے والے ہاتھ سے بہتر ہے

حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: اَلْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِّنَ الْيَدِ السُّفْلٰى وَابْدَأْ بِمَنْ تَعُوْلُ وَخَيْرُ الصَّدَقَةِ عَنْ ظَهْرِ غِنًى وَمَنْ يَّسْتَعْفِفْ يُعِفَّهُ اللّٰهُ وَمَنْ يَّسْتَغْنِ يُغْنِهِ اللّٰهُ (بخاری) [1]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اوپر والا (یعنی سوال نہ کرنے بلکہ صدقہ وغیرہ کرنے والا) ہاتھ نیچے والے (یعنی لینے اور سوال کرنے والے) ہاتھ سے (ثواب کے اعتبار سے) بہتر ہے، اور جو افراد آپ کی عیال داری میں ہیں، صدقہ کی ابتداء ان سے کرو، اور بہترین صدقہ غناء کے ظہور کے ساتھ ہے (یعنی صدقہ کرنے کے بعد خود کنگال نہ ہوجائے، بلکہ مستغنی رہے) اور جو پاکدامنی اختیار کرے (یعنی کسی سے سوال نہ کرے) اسے اللہ پاکدامنی (یعنی کسی سے سوال نہ کرنے کی وسعت) عطا فرمادیتا ہے، اور جو غناء اختیار کرے (یعنی لوگوں کے مال پر نظر نہ رکھے، اور اپنے پاس موجود چیز پر قناعت کرے) تو اللہ اس کو غنی بنادیتا ہے (بخاری)

اس حدیث سے صدقہ وخیرات کرنے کی فضیلت واہمیت معلوم ہوئی، اور اسی کے ساتھ کسی سے سوال نہ کرنے اور قناعت کرنے کی فضیلت ومنفعت بھی معلوم ہوئی۔ [2]

---

[1] رقم الحديث ۱۴۲۷، كتاب الزكاة، باب لا صدقة إلا عن ظهر غنى.

[2] (ومن يستعفف يعفه الله) زاد في رواية البخاري، ومن يستغن يغنه الله قال التيمي: أي من

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، یَقُوْلُ: لَأَنْ یَّغْدُوَ أَحَدُکُمْ فَیَحْطِبَ عَلٰی ظَھْرِہٖ فَیَتَصَدَّقَ بِہٖ وَیَسْتَغْنِیَ بِہٖ مِنَ النَّاسِ خَیْرٌ لَہٗ مِنْ أَنْ یَّسْأَلَ رَجُلًا أَعْطَاہُ أَوْ مَنَعَہٗ ذٰلِکَ فَإِنَّ الْیَدَ الْعُلْیَا أَفْضَلُ مِنَ الْیَدِ السُّفْلٰی وَابْدَأْ بِمَنْ تَعُوْلُ (مسلم) [1]

ترجمہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ تم میں سے کوئی صبح کو نکل جائے، پھر اپنی پیٹھ پر لکڑیوں کی گٹھری لاد کر لائے، پھر اس کو صدقہ کردے، اور اس کی وجہ سے لوگوں سے مستغنی ہو جائے (یعنی اس کو فروخت کر کے اپنی ضرورت پوری کر لے، اور لوگوں سے سوال نہ کرنا پڑے) یہ بہتر ہے، اس سے کہ وہ کسی آدمی سے سوال کرے، جو اس کو دے دے یا اسے منع کر دے، پس بے شک اوپر والا (یعنی سوال نہ کرنے بلکہ دینے والا) ہاتھ نیچے والے (یعنی سوال کرنے والے) ہاتھ سے افضل ہے، اور آپ اپنی عیال داری والے (یعنی زیرِ کفالت وزیرِ تربیت و پرورش) افراد پر صدقہ میں پہل کریں (مسلم)

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

یطلب العفاف وهو ترک المسألة یعطیه الله العفاف ومن یطلب الغنی من الله یعطه وقال بعضهم : معناه من طلب من نفسه العفة عن السؤال ولم یظهر الاستغناء یعفه الله أی یصیره عفیفا ومن ترقی من هذه المرتبة إلی ما هو أعلی وهو إظهار الاستغناء عن الخلق یملأ الله قلبه غنی لکن إن أعطی شیئا لم یرده (حاشیة السیوطی علی النسائی، ج۵ص۹۵، کتاب الزکاة، باب الاستعفاف عن المسئالة)

(ومن یستعفف) بفک الإدغام :أی عن السؤال (یعفه) بضم التحتیة والفاء اتباعاً لحرکة الضمیر أی یصیره عفیفاً :أی بمال یغنیه به عن الحاجة، أو بقناعة فی نفسه، وقیل معناه ومن یطلب العفة وهی الکفّ عن الحرام یعفه الله :أی یصیر عفیفاً (ومن یستغن) بما أعطیه ویقنع به (یغنه ا) عن الاحتیاج لما فوقه فإن طعام الاثنین یکفی الثلاثة، والنفس معک إن أرسلتها استرسلت وإن فطمتها وقفت وانفطمت(دلیل الفالحین لطرق ریاض الصالحین، ج۳ ۲۳۳ ۱، باب النفقة)

[1] رقم الحدیث ۲ ۴ ۰ ۱ "۱۰۶ ا" کتاب الزکاة، باب کراهة المسألة للناس.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ، وَهُوَ يَذْكُرُ الصَّدَقَةَ وَالتَّعَفُّفَ عَنِ الْمَسْأَلَةِ اَلْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِّنَ الْيَدِ السُّفْلٰى وَالْيَدُ الْعُلْيَا الْمُنْفِقَةُ وَالسُّفْلٰى السَّائِلَةُ (مسلم) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منبر پر صدقہ کی ترغیب دیتے ہوئے اور سوال کرنے سے بچنے کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے، اور اوپر والا ہاتھ خرچ کرنے (اور دینے) والا ہے، اور نیچے والا ہاتھ سوال کرنے والا ہے (مسلم)

اس قسم کی احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اوپر والے ہاتھ سے مراد خرچ کرنے اور دینے والا ہاتھ ہے، اور نیچے والے ہاتھ سے مراد سوال کرنے والا ہاتھ ہے۔

اور بعض حضرات نے فرمایا کہ اوپر والے ہاتھ سے مراد وہ ہاتھ ہے، جو سوال کرنے سے اپنے آپ کو بچائے، اور پاکدامنی اختیار کرے، اور نیچے والے ہاتھ سے مراد وہ ہاتھ ہے، جو سوال کرے۔

بہرحال صدقہ کرنا، لینے سے افضل ہے، اور نہ مانگنا، مانگنے سے افضل ہے۔ [2]

---

[1] رقم الحديث ١٠٩٣ "٩٤" كتاب الزكاة، باب بيان ان اليد العليا خير من اليد السفلىٰ.

[2] ولابن أبى شيبة والبزار من طريق ثعلبة بن زهدم مثله وللطبرانى بإسناد صحيح عن حكيم بن حزام مرفوعا يد الله فوق يد المعطى ويد المعطى فوق يد المعطى ويد المعطى أسفل الأيدى وللطبرانى من حديث عدى الجذامى مرفوعا مثله ولأبى داود وبن خزيمة من حديث أبى الأحوص عوف بن مالك عن أبيه مرفوعا الأيدى ثلاثة فيد الله العليا ويد المعطى التى تليها ويد السائل السفلى ولأحمد والبزار من حديث عطية السعدى اليد المعطية هى العليا والسائلة هى السفلى فهذه الأحاديث متضافرة على أن اليد العليا هى المنفقة المعطية وأن السفلى هى السائلة وهذا هو المعتمد وهو قول الجمهور (فتح البارى لابنِ حجر، ج٣ص٢٩٧، كتاب الزكاة، باب لا صدقة إلا عن ظهر غنى)

(واليد العليا خير من اليد السفلى وأبدأ بمن تعول) أراد بالعلو علو الفضائل وكثرة الثواب قال

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

ساتھ ہی یہ بھی معلوم ہوا کہ صدقہ اتنی مقدار میں کرنا بہتر ہے کہ صدقہ کرنے کے بعد کچھ رقم پیچھے اپنی ضروریات (نہ کہ فضولیات وخرافات) کے لئے بھی باقی رہے، یہ نہ ہو کہ اپنی ضرورت کے لئے پھر پریشانی ہو، اور دوسروں سے سوال کرنا پڑے۔

معلوم ہوا کہ جن کا نان نفقہ اپنے ذمہ ہے، مثلاً اپنی ذات، اپنی بیوی اور اہل وعیال، ان کی ضروریات (نہ کہ فضولیات وخرافات) پر خرچ کرنا دوسروں پر خرچ کرنے سے مقدم ہے۔

اوران کی ضروریات کا انتظام کرنے کے بعد دوسروں پر صدقہ کا درجہ ہے۔ [1]

یہی وجہ ہے کہ اپنے غریب و مستحق اقرباء واعزہ پر صدقہ کرنے کا دُہرا ثواب ہے، جیسا کہ پہلے گزرا۔

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾ عیاض :والعليا الآخذة والسفلى المانعة وقال الكرمانى :العليا الآخذة والسفلى المنفقة لأن عادة الكرماء بسط الكف ليأخذه الفقير منها قيد الأخذ أعلى والمعطى يفيد الفقير الدنيا وهى فانية والفقير يفيده الآخرة وهى خير وأبقى ورد بأن نص حديث البخارى أن العليا هى المنفقة والسفلى هى السائل فهذا نص يرفع تعسف من تأوله لأجل حديث إن الصدقة تقع بكف الرحمن ولاقتضائه أن العليا يد السائلة وهذا جهل فالمعطى هى يد الله بالعطاء ولهذا قال ابن حجر :الأحاديث متضافرة على أن اليد العليا المعطية والسفلى السائلة قال :وهو المعتمد وقول الجمهور وفيه وما قبل حث على الإنفاق فى وجوه الطاعة وتفضيل الغنى مع القيام بحقوقه على الفقر لأن الإعطاء إنما يكون مع الغنى وكراهة السؤال والتنفير عنه حيث لا ضرورة (فيض القدير للمناوى، تحت رقم الحديث ۴۰۲۲)

وفيه دليل لمذهب الجمهور أن اليد العليا هى المنفقة وقال الخطابى المتعففة كما سبق وقال غيره العليا الآخذة والسفلى المانعة حكاه القاضى والله أعلم والمراد بالعلو علو الفضل والمجد ونيل الثواب (شرح النووى على مسلم ،ج۷ص۱۲۵ ، كتاب الزكاة،باب بيان ان اليد العليا خير من اليد السفلىٰ)

[1] قوله صلى الله عليه وسلم (وخير الصدقة عن ظهر غنى) معناه أفضل الصدقة ما بقى صاحبها بعدها مستغنيا بما بقى معه وتقديره أفضل الصدقة ما أبقت بعدها غنى يعتمده صاحبها ويستظهر به على مصالحه وحوائجه وإنما كانت هذه أفضل الصدقة بالنسبة إلى من تصدق بجميع ماله لأن من تصدق بالجميع يندم غالبا أو قد يندم إذا احتاج ويود أنه لم يتصدق بخلاف من بقى بعدها مستغنيا فإنه لا يندم عليها بل يسر بها.......... قوله صلى الله عليه وسلم (وابدأ بمن تعول) فيه تقديم نفقة نفسه وعياله لأنها منحصرة فيه بخلاف نفقة غيرهم وفيه الابتداء بالأهم فالأهم فى الأمور الشرعية (شرح النووى على مسلم ، ج۷ص۱۲۴ ، ۱۲۵ ، كتاب الزكاة،باب بيان ان اليد العليا خير من اليد السفلىٰ)

لوگوں سے استغنا کرنے والے پر اللہ کی مدد

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

مَنُ اسُتَغُنٰی أَغُنَاهُ اللّٰهُ، وَمَنِ اسُتَعَفَّ أَعَفَّهُ اللّٰهُ، وَمَنُ اِسُتَكُفٰی كَفَاهُ اللّٰهُ(مسند احمد، رقم الحديث ١١٠٦٠) [1]

ترجمہ: جو استغنا اختیار کرتا ہے، تو اللہ اس کو غنی فرما دیتا ہے، اور جو پاکدامنی چاہتا ہے، تو اللہ اس کو پاکدامنی عطا فرما دیتا ہے، اور جو کفایت شعاری چاہتا ہے، تو اللہ اسے کفایت عطا فرما دیتا ہے (مسند احمد)

مطلب یہ ہے کہ جو شخص حرام چیز حاصل کرنے اور لوگوں سے مانگنے اور سوال کرنے سے اپنے ضمیر کو پاک رکھنا چاہتا ہے، تو اس کے ضمیر کو اللہ پاکدامنی کی توفیق عطا فرما دیتا ہے، اور جو شخص لوگوں سے سوال کرنے اور مانگنے سے اپنے آپ کو بچانا اور محفوظ رکھنا چاہتا ہے، تو اللہ اس کے دل کو غنی فرما دیتا ہے، اور اس کی ضروریات کو غیب سے پوری فرما دیتا ہے، اور جو شخص اللہ کے دیئے ہوئے مال اور چیز پر اکتفا کرنا چاہتا ہے، اور اس سے راضی ہوتا ہے، تو اس کو اللہ تعالیٰ قناعت وکفایت کی نعمت عطا فرما دیتا ہے، جس کے بعد اسے، مانگنے اور سوال کرنے کی ضرورت نہیں رہتی۔ [2]

---

[1] قال شعيب الارنؤوط: إسناده قوی (حاشية مسند احمد)

[2] (من استعف) بفاء واحدة مشددة وفی رواية استعفف بفاء ين أی طلب العفة وهی الكف عن الحرام وعن السؤال (أعفه الله) أی جعله عفيفا من الإعفاف وهو إعطاء العفة وهی الحفظ عن المناهی (ومن) ترقی من هذه المرتبة إلی ما هو أعلی منها و (استغنی) أی أظهر الغنی عن الخلق (أغناه الله) أی ملأ الله قلبه غنی لأن من تحمل الخصاصة وكتم الفقر فصبر علما بأن الله القادر علی كشفها كان ذلك تعرضا لإزالتها عنه كالمعتر الذی يتعرض ولا يسأل وقد أمر الله بإعطاء المعتر فالله أولی أن يعطی من يتعرض لفضله (ومن سأل الناس) أن يعطوه من أموالهم مدعيا للفقر (وله عدل خمس أواق) من الفضة جمع أوقية (فقد سأل إلحافا) أی إلحاحا وهو أن يلازم المسؤول حتی يعطيه فهو نصب علی الحال أی ملحفا يعنی سؤال إلحاف أو عامله محذوف وهو أن يلازم

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

لوگوں سے سوال نہ کرنے پر جنت کی بشارت

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :مَنْ تَكَفَّلَ لِيْ أَنْ لَّا يَسْأَلَ النَّاسَ شَيْئًا وَأَتَكَفَّلَ لَهُ بِالْجَنَّةِ .فَقَالَ ثَوْبَانُ أَنَا .فَكَانَ لَا يَسْأَلُ أَحَدًا شَيْئًا (ابوداؤد) [1]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

المسؤول حتى يعطيه من قولهم لحفنى من فضل إلحاله أى أعطانى من فضل ما عنده.
(حم عن رجل من مزينة) من الصحابة وجهالته لا تضر لأن الصحابة عدول وقد رمز المصنف لحسنه(فيض القدير شرح الجامع الصغير، تحت رقم الحديث ٨٤١٣)
(من استغنى) بالله عمن سواه (أغناه الله) أى أعطاه ما يستغنى به عن الناس ويخلق فى قلبه الغنى فإن الغنى غنى النفس (ومن استعف) أى امتنع عن السؤال (أعفه الله) بتشديد الفاء أى جازاه الله على استعفافه بصيانة وجهه ودفع فاقته (ومن استكفى) بالله (كفاه الله) ما أهمه ورزقه القناعة قال ابن الجوزى :لما كان التعفف يقتضى ستر الحال عن الخلق وإظهار الغنى عنهم كان صاحبه معاملا لله فى الباطن فيقع له الربح على قدر صدقه فى ذلك وقال الطيبى :معنى قوله من استغنى أعفه الله يعف عن السؤال وإن لم يظهر الاستعفاف عن الناس لكنه إن أعطى شيئا لم يتركه يملأ الله قلبه غنى بحيث لا يحتاج إلى سؤال ومن داوم على ذلك وأظهر الاستعفاف وتصبر ولو أعطى لم يقبل فهو أرفع درجة والصبر جامع لمكارم الأخلاق وقال ابن التين :معنى قوله أعفه إما يرزقه من المال ما يستغنى به عن السؤال وإما أن يرزقه القناعة وقال الحرالى :من ظن أن حاجته يسدها المال فليس برا إنما البر الذى أيقن أن حاجته إنما يسددها ربه ببره الخفى وجوده الوفى (فيض القدير شرح الجامع الصغير، رقم الحديث ٨٤٢١)

[1] رقم الحديث ١٦٤٣، كتاب الزكاة، باب كراهية المسالة؛ مسند احمد، رقم الحديث ٢٢٣٧٤؛ مستدرک حاکم، رقم الحديث ١٥٠٠.
قال الحاكم:هذا حديث صحيح على شرط مسلم، ولم يخرجاه.
وقال شعيب الارنؤوط:
اسناده صحيح(حاشية سنن ابى داؤد)
وقال ايضاً:
إسناده صحيح على شرط مسلم، رجاله ثقات رجال الشيخين غير صحابيه، فمن رجال مسلم .عاصم :هو ابن سليمان الأحول، وأبو العالية :هو رفيع بن مهران الرياحى (حاشيه مسند احمد)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے اس بات کی کون ضمانت دیتا ہے، کہ وہ لوگوں سے کسی چیز کا سوال نہیں کرے گا، اور میں اس کے لئے جنت کی ضمانت دیتا ہوں، حضرت ثوبان نے کہا کہ میں ضمانت دیتا ہوں، تو حضرت ثوبان کسی سے کسی چیز کا سوال نہیں کرتے تھے (ابوداؤد، مسند احمد، حاکم)

اس حدیث سے لوگوں سے سوال نہ کرنے پر جنت حاصل ہونے کی فضیلت معلوم ہوئی۔ [1]

سوال کر کے جو مال حاصل ہو وہ بابرکت نہیں ہوتا

حضرت معاویہ بن سفیان رضی اللہ عنہ سے ایک لمبی حدیث میں روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

فَمَنْ أَعْطَيْتُهُ عَنْ طِيبِ نَفْسٍ فَيُبَارَكُ لَهُ فِيهِ وَمَنْ أَعْطَيْتُهُ عَنْ مَسْأَلَةٍ وَشَرَهٍ كَانَ كَالَّذِىْ يَأْكُلُ وَلَا يَشْبَعُ (صحيح مسلم) [2]

ترجمہ: جس کو میں طیبِ نفس (یعنی بغیر سوال اور بغیر حرص) کے دوں، تو اس کے لئے اس میں برکت دی جائے گی، اور جس کو سوال کرنے اور (مال کی) حرص رکھنے پر دیا، تو وہ ایسا ہے، جیسا کہ وہ کھاتا ہے، اور پیٹ نہیں بھرتا (مسلم)

اس سے معلوم ہوا کہ جو مال سوال کر کے یا بھیک مانگ کر حاصل کیا جائے، اس میں برکت نہیں ہوتی، اور اس سے انسان کی صحیح ضروریات پوری نہیں ہوتی، جیسا کہ وہ کھانے والا کہ جس کا کھانے سے پیٹ نہیں بھرتا۔

---

[1] (من تكفل) من استفهامية أى ضمن والتزم (لى) ويتقبل منى (أن لا يسأل الناس شيئا) أى من السؤال أو من الأشياء (فأتكفل) بالنصب والرفع أى أتضمن (له بالجنة) أى أولا من غير سابقة عقوبة.وفيه إشارة إلى بشارة حسن الخاتمة (فقال ثوبان أنا) أى تضمنت أو أتضمن (فكان) ثوبان بعد ذلك (لا يسأل أحدا شيئا) أى ولو كان به خصاصة.

واستثنى منه إذا خاف على نفسه الموت فإن الضرورات تبيح المحظورات بل قيل إنه لو لم يسأل حتى يموت يموت عاصيا(عون المعبود، ج٥ص ٣٩، كتاب الزكاة، باب كراهية المسألة)

[2] رقم الحديث ١٠٣٧ "٩٨" كتاب الزكاة، باب النهى عن المسألة.

Idara Ghufran

لوگوں سے سوال کرنے پر فاقہ بند نہیں ہوتا

حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ أَصَابَتْهُ فَاقَةٌ فَأَنْزَلَهَا بِالنَّاسِ لَمْ تُسَدَّ فَاقَتُهُ وَمَنْ أَنْزَلَهَا بِاللّٰهِ أَوْشَكَ اللّٰهُ لَهُ بِالْغِنٰى إِمَّا بِمَوْتٍ عَاجِلٍ أَوْ غِنًى عَاجِلٍ (ابو داؤد) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کو فاقہ پہنچا اور اس نے اس کو لوگوں کے سامنے رکھا (یعنی سوال کیا اور بھیک مانگی) تو اس کا فاقہ بند نہیں کیا جائے گا، اور جس نے اس کو اللہ کے سامنے رکھا، تو قریب ہے کہ اللہ اسے غنی بنا دے گا، یا تو جلدی موت دے کر یا جلدی مالدار بنا کر (ابوداؤد، ترمذی، مسند احمد، حاکم)

اس سے معلوم ہوا کہ معمولی ضرورت کے وقت صبر نہ کرنے اور لوگوں سے سوال کرنے سے فقر و فاقہ میں مزید اضافہ ہوتا ہے، اور صبر کرنے اور اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنے سے اس سے نجات حاصل ہوتی ہے۔

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ فَتَحَ عَلٰى نَفْسِهٖ بَابَ مَسْأَلَةٍ مِنْ غَيْرِ فَاقَةٍ نَزَلَتْ بِهٖ، أَوْ عِيَالٍ لَا يُطِيْقُهُمْ فَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْهِ بَابَ

---

[1] رقم الحديث ١٦٤٥، كتاب الزكاة، باب فى الاستعفاف، سنن الترمذى، رقم الحديث ٢٣٢٦، مسند احمد، رقم الحديث ٣٨٦٩؛ مستدرک حاكم، رقم الحديث ١٤٨٢.

قال الترمذى:

هذا حديث حسن صحيح غريب.

وقال الحاكم:

هذا حديث صحيح الإسناد، ولم يخرجاه .

وقال شعيب الارنؤوط:

اسناده حسن (حاشية سنن ابى داؤد وحاشية مسند احمد)

الفَاقَةِ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ (شعب الإيمان للبيهقى) ۱

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے اپنے آپ پر سوال کرنے کا دروازہ کھولا، جبکہ اس کے یا اس کے اہل وعیال کے ساتھ اس طرح کا فاقہ پیش نہیں آیا تھا، جس کی انہیں طاقت نہیں تھی، تو اللہ اس پر فاقہ کے دروازے کو ایسے طریقہ سے کھول دے گا، جس کا اسے گمان بھی نہیں ہوگا (بیہقی)

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے ایک حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد مروی ہے کہ:

وَلَا يَفْتَحُ عَبْدٌ بَابَ مَسْأَلَةٍ إِلَّا فَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْهِ بَابَ فَقْرٍ (مسند الإمام أحمد بن حنبل، رقم الحديث ۱۶۷۴) ۲

ترجمہ: جو بندہ بھی سوال کرنے کے دروازے کو کھولتا ہے، تو اللہ اس پر فقر وفاقہ کے دروازے کو کھول دیتا ہے (مسند احمد)

اس سے معلوم ہوا کہ سوال کرنے اور بھیک مانگنے سے فقر وفاقہ کا دروازہ کھلتا ہے۔ ۳

---

۱ رقم الحديث ۳۲۵۰، كتاب الزكاة، فصل فى الاستعفاف عن المسألة، تهذيب الآثار للطبرى رقم الحديث ۲۱.

قال المنذرى:

رواه البيهقى وهو حديث جيد فى الشواهد (الترغيب والترهيب، تحت رقم الحديث ۱۱۹۰، كتاب الصدقات الترغيب فى أداء الزكاة وتأكيد وجوبها)

۲ قال شعيب الارنؤوط: حسن لغيره، وهذا إسناد ضعيف لجهالة قاص أهل فلسطين (حاشية مسند احمد)

۳ (وعن ابن مسعود قال :قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم " :-من أصابته فاقة ") أى: حاجة شديدة، وأكثر استعمالها فى الفقر وضيق المعيشة "فأنزلها بالناس "أى :عرضها عليهم، وأظهرها بطريق الشكاية لهم، وطلب إزالة فاقة منهم .قال الطيبى :يقال :نزل بالمكان، ونزل من علو، ومن المجاز نزل به مكروه، وأنزلت حاجتى على كريم، وخلاصته أن من اعتمد فى سدها على سؤالهم "لم تسد فاقته "أى :لم تقض حاجته، ولم تزل فاقته، وكلما تسد حاجة أصابته أخرى أشد

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

پیشہ ور بھکاری اور سائل، حقیقی مسکین نہیں

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَیْسَ الْمِسْكِیْنُ الَّذِیْ تَرُدُّهُ الْأُكْلَةُ وَالْأُكْلَتَانِ وَلٰكِنَّ الْمِسْكِیْنَ الَّذِیْ لَیْسَ لَهٗ غِنًی وَیَسْتَحْیِیْ أَوْ لَا یَسْأَلُ النَّاسَ إِلْحَافًا(بخاری) [1]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسکین وہ نہیں ہے کہ جو ایک ایک اور دو دو لقموں (یعنی چند ٹکوں) کے لئے در بدر ٹھوکریں کھاتا پھرے، بلکہ مسکین وہ ہے، جس کے پاس مال نہ ہو، اور وہ لوگوں سے سوال کرنے سے شرمائے، یا لوگوں کے پیچھے پڑ کر سوال نہ کرے (بخاری)

اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ:

لَیْسَ الْمِسْكِیْنُ الَّذِیْ یَطُوْفُ عَلَی النَّاسِ تَرُدُّهُ اللُّقْمَةُ وَاللُّقْمَتَانِ وَالتَّمْرَةُ وَالتَّمْرَتَانِ وَلٰكِنَّ الْمِسْكِیْنَ الَّذِیْ لَا یَجِدُ غِنًی یُغْنِیْهِ وَلَا یُفْطَنُ بِهٖ فَیُتَصَدَّقُ عَلَیْهِ وَلَا یَقُوْمُ فَیَسْأَلُ النَّاسَ(بخاری) [2]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

منها "ومن أنزلها بالله "بأن اعتمد على مولاه "أوشک الله "أى :أسرع وعجل "له بالغناء " بفتح الغين والمد :أى :الكفاية، وفى نسخة :بالغنى .قال شراح المصابيح :رواية بالغنى بالكسر مقصورا على معنى اليسار تحريف للمعنى ;لأنه قال :يأتيه الكفاية عما هو فيه (إما بموت عاجل) قيل :بموت قريب له غنى، فيرثه، ولعل الحديث مقتبس من قوله -تعالى -(ومن يتق الله يجعل له مخرجا -ويرزقه من حيث لا يحتسب ومن يتوكل على الله فهو حسبه) "أو غنى "بكسر وقصر: أى :يسار "آجل "أى :بأن يعطيه مالا ويجعله غنيا(مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، ج۴ص ۱۳۱۶، كتاب الزكاة،باب من لا تحل له المسألة ومن تحل له)

[1] رقم الحديث ۱۴۷۶، كتاب الزكاة، باب قول الله تعالى لا يسألون الناس إلحافا، مسند احمد رقم الحديث ۹۸۹۰،صحيح ابنِ حبان رقم الحديث ۳۲۹۸.

[2] رقم الحديث ۱۴۷۹، كتاب الزكاة، باب قول الله تعالى لا يسألون الناس إلحافا.

ترجمہ: مسکین وہ نہیں ہے کہ جو لوگوں کے پاس ایک ایک اور دو دو لقموں اور ایک ایک اور دو دو کھجوروں (یعنی چند ٹکوں) کے لئے چکر کاٹتا پھرے، بلکہ مسکین وہ ہے، جس کے پاس اپنی ضرورت پوری کرنے کے لئے مال نہیں ہے، اور اس کی حالت لوگوں پر ظاہر نہیں ہے، کہ اس کو کسی کی طرف سے صدقہ دیا جائے، اور وہ لوگوں سے سوال کرنے کے لئے کھڑا نہیں ہوتا (بخاری)

اس سے معلوم ہوا کہ اصل مسکین اور صدقہ کے صحیح مستحق سفید پوش اور وہ پاک دامن لوگ ہیں، جو لوگوں کے پاس جا جا کر اور پیچھے پڑ کر چھوٹی چھوٹی چیزوں کا سوال نہیں کرتے۔

جیسا کہ آج کل پیشہ ور بھکاریوں کا حال ہے کہ ایک ایک، دو دو روپیہ کی خاطر لوگوں کے پاس چکر کاٹتے اور بازاروں میں گھومتے پھرتے ہیں، ایسے لوگوں کو مسکین سمجھ کر ان کی مدد کرنا غلط فہمی پر مبنی ہے، اس کے بجائے سفید پوش اور صحیح مستحق لوگوں کو تلاش کر کے یا کسی سے معلوم کر کے ان کی مدد کرنی چاہئے۔ [1]

---

[1] (وعنه) أى عن أبى هريرة (قال :قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم " :-ليس المسكين ") أى المذكور فى قوله -تعالى -(إنما الصدقات للفقراء والمساكين)والمعنى ليس المسكين شرعا المسكين عرفا وهو "الذى يطوف "أى يدور ويتردد "على الناس "فى أصل ابن حجر على الأبواب "ترده اللقمة واللقمتان والتمرة والتمرتان "جملة حالية .قال ابن الملك :أى ليس المسكين من يتردد على الأبواب ويأخذ لقمة فإن من فعل هذا ليس بمسكين لأنه يقدر على تحصيل قوته، والمراد ذم من هذا فعله إذا لم يكن مضطرا، وقال الطيبى :فينبغى أن لا يستحق الزكاة، وقيل :ليس المراد نفى استحقاقه بل إثبات المسكنة لغير هذا المتعارف بالمسكنة وإثبات استحقاقه أيضا اهـ وهذا القيل هو القول لأن كلا منهما مصرف الزكاة حيث لا شىء لهما لكن الثانى أفضل وهذا معنى قوله "ولكن المسكين "وفى نسخة بتشديد النون أى :الكامل فى المسكنة "الذى لا يجد غنى "أى شيئا أو مالا "يغنيه "أى عن غيره ويكفيه "ولا يفطن به "بصيغة المجهول أى لا يعلم باحتياجه "فيتصدق "بالرفع والنصب مجهولا "عليه ولا يقوم "أى لا يتعرض "فيسأل الناس "بالرفع والنصب معلوما بل يخفى حال نفسه، وفى الحديث إشارة إلى ما فى الكلام القديم (للفقراء الذين أحصروا فى سبيل الله لا يستطيعون ضربا فى الأرض يحسبهم الجاهل أغنياء من التعفف تعرفهم بسيماهم لا يسألون الناس إلحافا)أى أصلا وفيه حجة لما ذهب إليه أبو حنيفة ومالك ومن تبعهما من أن المسكين هو الذى لا يملك شيئا فهو أسوأ حالا من الفقير لأنه يملك ما لا يكفيه (مرقاة المفاتيح، ج۴ص ۱۳۰۴، كتاب الزكاة، باب من لا تحل له الصدقة)

مال بڑھانے کے لئے مانگنے پر وعید

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ سَأَلَ النَّاسَ أَمْوَالَهُمْ تَكَثُّرًا فَإِنَّمَا يَسْأَلُ جَمْرًا فَلْيَسْتَقِلَّ أَوْ لِيَسْتَكْثِرْ (مسلم) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو لوگوں سے ان کے مال کا سوال کرے، تاکہ اپنے پاس مال بڑھ جائے، تو وہ درحقیقت آگ کے انگارے کا سوال کر رہا ہے، اب اس کی مرضی ہے، خواہ وہ کم مانگے یا زیادہ (مسلم)

مطلب یہ ہے کہ مال کی حرص وہوس اور مال کو بڑھانے کے لئے سوال کرنے والا اپنے لئے آگ کا عذاب جمع کرتا ہے، اور جتنا بھی زیادہ سوال کرتا ہے، اتنا ہی آگ کا عذاب اکٹھا کرتا ہے، لہٰذا مال بڑھانے کی خاطر تھوڑا یا زیادہ مال مانگنے سے اپنے آپ کو بچانا چاہئے۔ [2]

غیر مستحق کے مانگنے پر قیامت میں عذاب

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

---

[1] رقم الحديث ۱۰۴۱ "۱۰۵"کتاب الزكاة، باب كراهة المسألة للناس، سنن ابنِ ماجه، رقم الحديث ۱۸۳۸.

[2] (وعن أبي هريرة قال :قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم " :-من سأل الناس أموالهم ") أي شيئا من أموالهم، يقال سألته الشيء وعن الشيء قاله الطيبي فنصبه لنزع الخافض أو على أنه مفعول به، وقيل :بدل اشتمال "تكثرا "مفعول له أي ليكثر ماله لا للاحتياج "فإنما يسأل جمرا " أي قطعة من نار جهنم، يعني ما أخذ سبب للعقاب بالنار، وجعله جمرا للمبالغة فهذا كقوله (إن الذين يأكلون أموال اليتامى ظلما إنما يأكلون في بطونهم نارا)أي ما يوجب نارا في العقبى وعارا في الدنيا، ويجوز أن يكون جمرا حقيقة يعذب به كما ثبت لمانعي الزكاة "فليستقل "أي من السؤال أو الجمر "أو ليستكثر "أي ليطلب قليلا أو كثيرا وهذا توبيخ له أو تهديد، والمعنى سواء استكثر منه أو استقل(مرقاة المفاتيح، ج۴ص ۱۳۰۹، كتاب الزكاة، باب من لا تحل له المسألة ومن تحل له)

عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ :مَنْ سَأَلَ مَسْأَلَۃً وَھُوَ عَنْھَا غَنِیٌّ کَانَتْ شَیْئًا فِیْ وَجْھِہٖ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ (مسند احمد رقم الحدیث ۲۲۴۲۰) [1]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے کسی چیز کا سوال کیا، اور اس کو (اس کی حقیقت اور واقعہ میں) ضرورت نہیں تھی، تو قیامت کے دن اس کے چہرے میں (رسوائی کا) نشان ہوگا (مسند احمد)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ :مَا یَزَالُ الرَّجُلُ یَسْأَلُ النَّاسَ حَتّٰی یَأْتِیَ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ وَلَیْسَ فِیْ وَجْھِہٖ مُزْعَۃُ لَحْمٍ (مسلم) [2]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آدمی لوگوں سے سوال کرتا رہتا ہے، یہاں تک کہ وہ قیامت کے دن اس حال میں آئے گا، کہ اس کے چہرے میں گوشت کی کوئی بوٹی نہیں ہوگی (بخاری، مسلم)

یہ وعید اس شخص کے لئے ہے، جو کہ صحیح مستحق نہیں اور کمائی کرنے سے بھی معذور نہیں، اور اس کے باوجود لوگوں سے مانگتا ہے، تو قیامت میں اس کی ذلت ورسوائی اور اس کی اس دھوکہ دہی

---

[1] قال الھیثمی:

رواہ احمد والبزار والطبرانی فی الکبیر ورجال أحمد رجال الصحیح (مجمع الزوائد ج۳ص ۹۶، تحت رقم الحدیث ۴۵۲۲،باب ما جاء فی السؤال)

وقال المنذری:

رواہ أحمد والبزار والطبرانی ورواۃ أحمد محتج بھم فی الصحیح (الترغیب والترھیب، تحت رقم الحدیث ۱۱۹۳، کتاب الزکاۃ،الترھیب من أخذ ما دفع من غیر طیب نفس المعطی)

وقال شعیب الارنؤوط:

حدیث صحیح (حاشیۃ مسند احمد)

[2] رقم الحدیث ۱۰۴۰ "۱۰۴" کتاب الزکاۃ، باب کراھۃ المسألۃ للناس،بخاری رقم الحدیث ۱۴۷۴.

کو واضح کرنے کے لئے اس کو مذکورہ عذاب میں مبتلا کیا جائے گا۔ [1]

مانگنا سخت ضرورت کے علاوہ جائز نہیں

حضرت قبیصہ بن مخارق ہلالی رضی اللہ عنہ سے ایک لمبی حدیث میں روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

يَا قَبِيصَةُ إِنَّ الْمَسْأَلَةَ لَا تَحِلُّ إِلَّا لِأَحَدِ ثَلَاثَةٍ رَجُلٍ تَحَمَّلَ حَمَالَةً فَحَلَّتْ لَهُ الْمَسْأَلَةُ حَتّٰى يُصِيبَهَا ثُمَّ يُمْسِكُ وَرَجُلٍ أَصَابَتْهُ جَائِحَةٌ اجْتَاحَتْ مَالَهُ فَحَلَّتْ لَهُ الْمَسْأَلَةُ حَتّٰى يُصِيبَ قِوَامًا مِنْ عَيْشٍ أَوْ قَالَ سِدَادًا مِنْ عَيْشٍ، وَرَجُلٍ أَصَابَتْهُ فَاقَةٌ حَتّٰى يَقُومَ ثَلَاثَةٌ مِنْ ذَوِي الْحِجَا مِنْ قَوْمِهِ لَقَدْ أَصَابَتْ فُلَانًا فَاقَةٌ فَحَلَّتْ لَهُ الْمَسْأَلَةُ حَتّٰى يُصِيبَ قِوَامًا مِنْ عَيْشٍ أَوْ قَالَ سِدَادًا مِنْ عَيْشٍ، فَمَا سِوَاهُنَّ مِنَ الْمَسْأَلَةِ يَا قَبِيصَةُ سُحْتًا يَأْكُلُهَا صَاحِبُهَا سُحْتًا (مسلم) [2]

ترجمہ: اے قبیصہ! سوال کرنا کسی کے لئے حلال نہیں، سوائے تین آدمیوں میں سے ایک کے لئے، ایک تو وہ جس پر کسی کا بوجھ (یعنی دیت یا تاوان یا قرض وغیرہ) ہو (اور اس کے پاس اس کی ادائیگی کا انتظام نہ ہو) تو اس کے لئے (بقدرِ

---

[1] (وعن عبد الله بن عمر قال :قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم " :-ما يزال الرجل يسأل الناس ") أى من غير استحقاق بلسان القال أو بيان الحال "حتى يأتى يوم القيامة ليس فى وجهه مزعة لحم "بضم الميم وكسرها مع سكون الزاى بعدها عين مهملة وحكى فتح الميم أيضا والضم هو المحفوظ عند المحدثين أى قطعة يسيرة من اللحم، قال الطيبى :أى يأتى يوم القيامة ولا جاء له ولا قدر، من قولهم لفلان وجه فى الناس أى قدر ومنزلة أو يأتى فيه وليس على وجهه لحم أصلا إما عقوبة له وإما إعلاما بعمله اهـ وذلك بأن يكون علامة له يعرفه الناس بتلك العلامة أنه كان يسأل الناس فى الدنيا فيكون تفضيحا لحاله وتشهيرا لما له وإذلالا له كما أذل نفسه فى الدنيا وأراق ماء وجهه بالسؤال، ومن دعاء الإمام أحمد :اللهم كما صنت وجهى عن سجود غيرك فصن وجهى عن مسألة غيرك(مرقاة المفاتيح، ج۴ص ۱۳۰۹، كتاب الزكاة، باب من لا تحل له الصدقة)

[2] رقم الحديث ۱۰۲۴ "۱۰۹" كتاب الزكاة، باب من تحل له الصدقة.

ضرورت) سوال کرنا حلال ہوجاتا ہے، یہاں تک کہ اس کو اس بوجھ سے چھٹکارا مل جائے، پھر وہ سوال سے رُک جائے، اور دوسرے وہ آدمی جس کے مال پر کوئی آفت وحادثہ پیش آجائے (مثلاً چوری ہوجائے یا ڈاکہ ڈل جائے، یا آگ لگ جائے، یا اسی طرح کا کوئی حادثہ پیش آجائے، اوراس کا مال ضائع ہوجائے) اس کے لئے سوال کرنا حلال ہوجاتا ہے، یہاں تک کہ وہ ضروریاتِ زندگی کو پالے (خواہ سارا مال حاصل نہ ہو) اور تیسرے وہ آدمی جسے فاقہ پیش آجائے، جس کی کہ اس کی قوم کے تین عقل مند لوگ گواہی دیں، کہ واقعی فلاں کو فاقہ کی نوبت پہنچ چکی ہے، تو اس کے لئے سوال کرنا حلال ہوجاتا ہے، یہاں تک کہ وہ اپنی ضرورت کو پالے (یعنی اس کا فقر و فاقہ دور ہوجائے) پس ان کے علاوہ اے قبیصہ! سوال کرنا حرام ہے، کہ سوال کرنے والا سوال کر کے حرام کھاتا ہے (مسلم)

تین عقلمند لوگوں کی گواہی دینے سے مراد یہ ہے کہ فاقہ کا اچھی طرح ثبوت ہوجائے، اسی لئے اگر بغیر گواہی کے کسی کے بارے میں ثبوت ہوجائے، تو بھی یہی حکم ہے۔

اوراس کی قوم کے لوگوں کی گواہی کا ذکر اس لئے کیا گیا کہ دوسرے لوگوں کی طرف سے کسی کی غربت کی حقیقت پر اطمینان کے بغیر خود سے نفس کی آمیزش ممکن ہوتی ہے، اور خود سے ہر ایک اپنے آپ کو غریب سمجھتا ہے، جس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اجنبی شخص، جس کے حقیقت میں غریب وضرورت مند ہونے پر اس کے قریبی لوگوں کو اطمینان نہ ہو، اسے صرف نفس کے کہنے پر اپنے آپ کو ضرورت مند سمجھ کر سوال کرنا مناسب نہیں۔ [1]

---

[1] والمراد المبالغة فى ثبوت الفاقة، قال الصغانى :هكذا وقع فى كتاب مسلم :يقوم، والصحيح :يقول باللام، وكذا أخرجه أبو داود وكذا فى المصابيح، وأجيب بأن تقدير القول مع القيام آكد، وأغرب ابن حجر قال :وبما تقرر فى معنى "يقوم"، اندفع قول الصغانى ووجه غرابته أن كلام الصغانى فى تصريح الرواية لا فى تصحيح الدراية مع أن عدم الاحتياج إلى التقدير أظهر فى مقام التقرير، هذا وقد أبعد من قال إن "يقوم" بمعنى "يقول"، وصححه ابن حجر ووجه بعده أن القول يأتى بمعنى الفعل لا العكس كما فى هذا المحل فتأمل .قال ابن الملك :وهذا على سبيل

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ: إِنَّ الْمَسْأَلَةَ لَا تَحِلُّ إِلَّا لِثَلَاثَةٍ: لِذِي فَقْرٍ مُدْقِعٍ ، أَوْ لِذِي غُرْمٍ مُفْظِعٍ ، أَوْ لِذِي دَمٍ مُوجِعٍ

(مسند احمد رقم الحديث ۱۲۲۷۸) [1]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سوال کرنا کسی کے لئے حلال نہیں، سوائے تین افراد کے، ایک شدید فقروفاقہ والے کے لئے، دوسرے بھاری قرض والے کے لئے (جبکہ قرض کی ادائیگی کا انتظام نہ ہو) اور تیسرے تکلیف دہ خون والے کے لئے (یعنی اس قاتل کے لئے جس پر دیت لازم ہو) اور قاتل کے پاس دیت کی ادائیگی کا مال نہ ہو) (مسند احمد)

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

الاستحباب والاحتياط ليكون أدل على براء ة السائل عن التهمة فى ادعائه وأدعى للناس إلى سرعة إجابته، وخص بكونهم من قومه لأنهم هم العالمون بحاله وهذا من باب التبيين والتعريف إذ لا مدخل لعدد الثلاث من الرجال فى شىء من الشهادات عند أحد من الأئمة، وقيل :إن الإعسار لا يثبت عند البعض إلا بثلاثة لأنها شهادة على النفى فثلثت على خلاف ما اعتيد فى الإثبات للحاجة، وقال السيد جمال الدين نقلا عن التخريج :أخذ بظاهر الحديث بعض أصحابنا، وقال الجمهور : يقبل من عدلين وحملوا الحديث على الاستحباب، وهذا محمول على من عرف له مال فلا يقبل قوله فى تلفه والإعسار إلا ببينة، وأما من لم يعرف له مال فالقول قوله فى عدم المال "فحلت له المسألة "أى فسبب هذه القرائن الدالة على صدقه فى المسألة صارت حلالا له "حتى يصيب قواما من عيش، أو قال سدادا من عيش "ويختلف فاعل قال باختلاف من وقع له الشك فتأمل " فما سواهن "أى هذه الأقسام الثلاثة من المسألة يا قبيصة "سحت "بضمتين وبسكون الثانى وهو الأكثر هو الحرام الذى لا يحل كسبه لأنه يسحت البركة أى يذهبها "يأكلها "أى يأكل ما يحصل له بالمسألة، قاله الطيبى :والحاصل يأكل حاصلها "صاحبها سحتا "نصب على التمييز أو بدل من الضمير فى يأكلها وجعله ابن حجر حالا، قال ابن الملك :وتأنيث الضمير بمعنى الصدقة والمسألة(مرقاة المفاتيح، ج۴ص۱۳۰۸ ، كتاب الزكاة، باب من لا تحل له المسألة ومن تحل له،الفصل الأول)

[1] قال شعيب الارنؤوط:
حسن لغيره(حاشية مسند احمد)

یہ حدیث بھی گزشتہ حدیث کے قریب قریب ہے۔ [1]

حضرت سہل بن حنظلیہ رضی اللہ عنہ سے ایک لمبی حدیث میں روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

مَنْ سَأَلَ وَعِنْدَهُ مَا يُغْنِيهِ، فَإِنَّمَا يَسْتَكْثِرُ مِنْ جَمْرِ جَهَنَّمَ،قَالُوا:يَا رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَمَا يُغْنِيهِ ؟ قَالَ:مَا يُغَدِّيهِ أَوْ يُعَشِّيهِ (مسند احمد) [2]

ترجمہ: جس نے سوال کیا، جبکہ اس کے پاس گزارے کے لائق (مال یا چیز)

---

[1] إن المسألة لا تصلح "أی :لا تحل ولا تجوز ولا تصح "إلا لثلاثة :لذی فقر مدقع "أی: شدید "أو لذی غرم "أی :غرامة أو دین "مفظع "أی :فظیع وثقیل وفضیح، قال ابن الملک : هذا لفظ الحدیث لکن الحکم جواز السؤال لأداء الدین وإن کان قلیلا تحل له الصدقة، فیعطی من سهم الغارمین اهـ .وفیه ما فیه من أن لفظ الحدیث مخالف للحکم أو الحکم یخالفه، وهذا خلف مع أنه خلاف المذهب، إذ الحکم جواز أخذ الزکاة لأداء الدین، لا جواز السؤال کما تقدم، وقوله من سهم الغارمین مبنی علی مذهب الشافعی خلافا للمذهب کما هو معلوم من الخلاف المرتب "أو لذی دم موجع "بکسر الجیم وفتحها أی :مؤلم، والمراد دم یوجع القاتل وأولیاء ه بأن تلزمه الدیة، ولیس لهم ما یؤدی به الدیة، ویطلب أولیاء المقتول منهم، وتنبعث الفتنة والمخاصمة بینهم، وقیل: هو الذی یوجع أولیاء المقتول فلا تکاد ثائرة الفتنة تطفأ فیما بینهم، فیقوم له من یتحمل الحمالة، وقد ذکر ذلک فیما سبق، وقیل :هو أن یتحمل الدیة فیسعی فیها، ویسأل حتی یؤدیها إلی أولیاء المقتول لتنقطع الخصومة، ولیس له ولأولیائه مال، ولا یؤدی أیضا من بیت المال، فإن لم یؤدها قتلوا المتحمل عنه، وهو أخوه أو حمیمه، فیوجعه قتله(مرقاة المفاتیح، ج۴ص۱۳۱۵، کتاب الزکاة، باب من لا تحل له المسألة ومن تحل له)

[2] رقم الحدیث ۱۷۶۲۵، صحیح ابنِ حبان رقم الحدیث ۳۳۹۴،ابو داوٗد رقم الحدیث ۱۶۲۹.

قال شعیب الارنؤوط:

إسناده صحیح، رجاله ثقات رجال الصحیح غیر صحابیه فقد روی له أبو داود والنسائی(حاشیة مسند احمد)

وقال ایضاً:

حدیث صحیح، وهذا إسناد حسن(حاشیة سنن ابی داوٗد)

وقال ایضاً:

إسناده صحیح علی شرط البخاری غیر صحابیه، فقد روی له أبو داود والنسائی(حاشیة ابنِ حبان)

موجود ہے، تو اس نے جہنم کے انگاروں کو اکٹھا کیا، صحابۂ کرام نے عرض کیا کہ گزارے کے لائق سے کیا مراد ہے، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو اس کے صبح شام کی ضرورت پوری کردے (مسند احمد)

اور ایک روایت کے آخر میں یہ الفاظ ہیں کہ:

قِیلَ: یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ، وَمَا الْغِنَاءُ الَّذِیْ لَا یَنْبَغِیْ مَعَهُ الْمَسْأَلَةُ ؟ قَالَ: أَنْ یَّکُوْنَ لَهُ شَبْعُ یَوْمٍ وَّلَیْلَةٍ أَوْ لَیْلَةٍ وَیَوْمٍ (صحیح ابنِ خزیمۃ) [1]

ترجمہ: عرض کیا گیا کہ گزارے کے لائق کہ جس کے ہوتے ہوئے سوال کرنا درست نہیں، اس سے کیا مراد ہے؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کے پاس ایک دن اور ایک رات، یا ایک رات اور ایک دن کے گزارے کا انتظام ہو (ابنِ خزیمہ)

اس سے معلوم ہوا کہ جس کے پاس ایک دن کی ضروریات (مثلاً کھانے، پینے، پہننے وغیرہ) کا انتظام ہو، اس کو سوال کرنا منع ہے، کیونکہ ایسے شخص کو ایسے سخت وشدید فاقہ میں مبتلا قرار نہیں دیا جاتا، جس حالت میں احادیث میں سوال کو حلال قرار دیا گیا ہے، اور قرض وغیرہ کا معاملہ الگ ہے، جس کا پہلے ذکر گزر چکا۔

البتہ اگر ایسے شخص کو کوئی بغیر سوال کے دے دے اور وہ زکاۃ وصدقہ کا مستحق ہو، تو اس کے لینے میں کوئی حرج نہیں، بہرحال مذکورہ احادیث سے سخت ضرورت ومجبوری کے بغیر سوال کرنے کی ممانعت معلوم ہوئی، مگر افسوس کہ آج بہت سے لوگوں نے سوال کرنے اور بھیک مانگنے کو پیشہ بنالیا ہے، بلکہ اس کو بہت بڑی تجارت خیال کرلیا ہے۔

---

[1] رقم الحدیث ۲۳۹۱، کتاب الزکاۃ، باب کراھۃ المسألۃ من الصدقۃ إذا کان سائلھا واجدا غداء أو عشاء الخ.

قال الألبانی:

إسنادہ صحیح علی شرط مسلم (حاشیۃ صحیح ابنِ خزیمۃ)

اللہ حفاظت ونجات عطاء فرمائے۔ آمین۔ ۱

اللہ کے نام پر سوال کرنے اور دینے کی حیثیت

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: مَنْ سَأَلَکُمْ بِاللّٰہِ فَأَعْطُوْہُ،

---

۱ والثالث :الغنى الذى يحرم به السؤال، ولا يحرم الاخذ ولا الدفع من غير سؤال :قال بعضهم: خمسون درهما .وقال عامة العلماء :إذا ملك قوت يومه وما يستر به عورته، فلا يحل له السؤال، فأما إذا لم يكن، فلا بأس به .وأما الفقير إذا كان قويا مكتسبا فيحل به أخذ الصدقة، ولا يحل له السؤال(تحفة الفقهاء للسمرقندى ج ا ص ۳۰۲،كتاب الزكاة، باب من يوضع فيه الصدقة)

والمسكين من لا شيئ له فيحتاج للمسألة لقوته أو ما يوارى بدنه ويحل له ذلك بخلاف الأول(اى الفقير) حيث لا تحل المسألة له فإنها لا تحل لمن يملك قوت يومه بعد سترة بدنه ، وعند بعضهم لا تحل لمن كان كسوبا أو يملك خمسين درهما ......ونصاب يحرم المسألة وهو ملك قوت يومه أو لا يملكه لكنه يقدر على الكسب أويملك خمسين درهما على الخلاف فى ذلك (فتح القدير، ج۲ص ۲۶۱،كتاب الزكاة،باب من يجوز دفع الصدقة إليه ومن لا يجوز)

والصواب من القول فى ذلك عندنا :أن المسألة مكروهة لكل أحد إلا المضطر يخاف على نفسه التلف بتركها ، فإن من كان قد بلغ حد الخوف على نفسه من الجوع ولا سبيل له إلى ما يقيم به رمقه ، ويرد عن نفسه الضرورة الحالة به إلا بالمسألة ، فإن عليه المسألة فرضا واجبا ؛ لأنه لا يحل له إتلاف نفسه ، وهو يجد السبيل إلى إحيائها بما أباح الله له بها إحياء ها به ، والمسألة مباحة لمن كان ذا فاقة وفقر ، وإن كرهناها له ، وقد وجد عنها مندوحة بما يقيم به رمقه من عيش وإن ضاق ، وإنما كرهناها على السبيل التى وصفنا ، لمن كرهنا له ؛ لتتابع الأخبار عن رسول الله صلى الله عليه وسلم بما ذكرنا قبل..........وقلنا :هى مع ذلك مباحة لمن كان ذا فاقة وفقر ؛ لتظاهر الأخبار عن النبى صلى الله عليه وسلم فى الأخبار التى وردت عنه بالوعيد عليها أو بتحريمها موصولة بالشروط التى ذكرناها ....والمسألة تكره جميعها لمن وجد عنها مندوحة ، ولا نحرمها فنلزم السائل المأثم بها ، إلا سائلا سأل عن غنى مكثرا بها ماله ، فأما فى غرم لحقه فلم يكن فى ماله وفاء به ، أو فى حمالة تحملها لم يكن فى ماله لها سعة ، أو فى فاقة نزلت به وحاجة لا يقدر على سدها إلا بالمسألة ؛ فإن المسألة له جائزة حلال ، وإن اخترنا له الاستعفاف والتجمل والصبر ، والفزع إلى ربه عز وجل فى كشف النازل به من ذلك ، فإنه الجواد الذى لا يخاف بسعة الإفضال الفقر ، ولا تنقص خزائنه كثرة البذل .وبنحو الذى قلنا فى ذلك تظاهرت الأخبار عن رسول الله صلى الله عليه وسلم ، وذلك الخبر الذى ذكرنا عن قبيصة بن المخارق وغيره ، وبه قالت جماعة العلماء من السلف والخلف(تهذيب الآثار للطبرى،تحت رقم الحديث ۷۹، باب ذكر من أنكر المسألة بكل حال)

وَمَنْ دَعَاكُمْ فَأَجِيبُوهُ، وَلَوْ أُهْدِيَ إِلَيَّ كُرَاعٌ لَقَبِلْتُ، وَلَوْ دُعِيتُ إِلٰى كُرَاعٍ لَأَجَبْتُ (مسند الإمام أحمد، رقم الحديث ١٠٦٥١) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو تم سے اللہ کے نام پر سوال کرے، تو اس کو دو، اور جو تمہیں دعوت دے، تو اس کی دعوت قبول کرو، اور اگر مجھے ہدیہ میں بکری کا کھُر دیا جائے، تو میں اس کو قبول کرلوں گا، اور اگر (کسی کی طرف سے) میری بکری کے کھُر سے دعوت کی جائے، تو میں اس دعوت کو قبول کرلوں گا (مسند احمد)

حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنِ اسْتَعَاذَ بِاللّٰهِ فَأَعِيذُوهُ، وَمَنْ سَأَلَكُمْ بِاللّٰهِ فَأَعْطُوهُ، وَمَنْ دَعَاكُمْ فَأَجِيبُوهُ، وَمَنْ أَتٰى إِلَيْكُمْ مَعْرُوفًا فَكَافِئُوهُ، فَإِنْ لَّمْ تَجِدُوا مَا تُكَافِئُوهُ، فَادْعُوا لَهُ، حَتّٰى تَعْلَمُوا أَنْ قَدْ كَافَأْتُمُوهُ (مسند الإمام أحمد، رقم الحديث ٥٣٦٥) [2]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو تم سے اللہ کے نام پر پناہ (و حفاظت) مانگے، تو اس کو پناہ (وحفاظت) دو، اور جو تم سے اللہ کے نام پر سوال کرے، تو اس کو دو، اور جو تم کو دعوت دے، تو اس کی دعوت قبول کرو، اور جو تمہارے ساتھ بھلائی کرے، تو اس کو اس کا پورا پورا بدلہ دو، اگر تم وہ چیز نہیں پاتے، جس سے اس کا بدلہ ادا کرو، تو اس کے لئے دعاء ہی کردو، اور اتنی دعاء کرو کہ تمہیں اندازہ ہوجائے کہ تم نے اس کا بدلہ ادا کردیا ہے (مسند احمد)

---

[1] قال شعيب الارنؤوط:
إسناده صحيح على شرط البخارى (حاشية مسند احمد)

[2] قال شعيب الارنؤوط:
إسناده صحيح على شرط الشيخين (حاشية مسند احمد)

Idara Ghufran

اللہ کے نام سے سوال کرنے والے کو دینے کا حکم اُس وقت ہے جبکہ سوال کرنے والا حق پر ہو، اور اگر ناحق سوال کرے، مثلاً کوئی پیشہ وَر بھکاری یا مالدار ہو، تو اس کو دینے کا حکم نہیں ہے، اور آج کل جو در بدر بھکاری اور سائل آ کر سوال کرتے اور مانگتے ہیں، وہ ناحق سوال کرنے والے ہوتے ہیں، ایسے لوگ اگر چہ اللہ کے نام پر سوال کریں، ان کو نہیں دینا چاہئے، کیونکہ اللہ نے اس طرح مانگنے سے منع کیا ہے، لہٰذا ایک تو اس نے اللہ کی نافرمانی کی، اور دوسرے اللہ کے نام پر یہ گناہ کیا، پھر یہ کیسے بری ہوسکتا ہے، اسی لئے حدیث میں اللہ کے نام پر اور اللہ کی رضا کے نام پر سوال کرنے کی ممانعت آئی ہے۔ [1]

چنانچہ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم يَقُولُ: مَلْعُونٌ مَنْ سَأَلَ بِوَجْهِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ، وَ مَلْعُونٌ مَنْ سُئِلَ بِوَجْهِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ ثُمَّ مَنَعَ سَائِلَهُ مَا لَمْ يَسْأَلْ هَجْرًا (الدعاء للطبرانی، رقم الحديث ٢١١٢) [2]

---

[1] (من استعاذكم) وفى رواية من استعاذ أى طلب منه الاعاذة مستغيثا (بالله) من ضرورة أو جائحة حلت به أو ظلم ناله أو تجاوز عن جناية (فأعيذوه) أعينوه أو أجيبوه فان اغاثة الملهوف فرض (ومن سألكم بالله) أى بحقه عليكم أخرويا أو دنيويا غير ممنوع شرعا (فأعطوه) ما يستعين به على الطاعة اجلالا لمن سأله فلا يعطى من هو على معصية أو فضول وزاد لفظ بالله اشارة الى ان استعاذته وسؤاله بحق فمن سأل بباطل فانما سال بالشيطان (ومن دعاكم فاجيبوه) وجوبا ان كان لنحو وليمة عرس وندبا فى غيرها ويحتمل لمن دعاكم لمعونة او شفاعة (ومن صنع اليكم معروفا فكافئوه) بمثله أو خير منه (فان لم تجدوا ما تكافئونه) به فى رواية باثبات النون وفى رواية المصابيح حذفها وسقطت من غير جازم ولا ناصب تخفيفا (فادعوا له) وكرروا الدعاء (حتى تروا) أى تعلموا (أنكم قد كافأتموه) يعنى من احسن اليكم أى احسان فكافئوه بمثله فان لم تقدروا فبالغوا فى الدعاء له جهدكم حتى تحصل المثلية (التيسير بشرح الجامع الصغير، للمناوى، ج٢، ص٣٩٦، حرف الميم)

[2] قال المنذرى: رواه الطبرانى ورجاله رجال الصحيح إلا شيخه يحيى بن عثمان بن صالح وهو ثقة وفيه كلام (الترغيب والترهيب، تحت رقم الحديث ١٢٥٧، ترهيب السائل أن يسأل بوجه الله غير الجنة وترهيب المسؤول بوجه الله أن يمنع)

وقال الهيثمى: رواه الطبرانى فى الكبير، وإسناده حسن على ضعف فى بعضه مع توثيق (مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ٤٥٦٩)

ترجمہ: انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص اللہ عزوجل کی رضا کے نام پر سوال کرے، وہ ملعون ہے، اور وہ شخص بھی ملعون ہے کہ جس سے اللہ عزوجل کی رضا کے نام پر سوال کیا جائے، پھر وہ سائل کو منع کردے، بشرطیکہ وہ ناحق سوال نہ کرے (طبرانی)

اس سے معلوم ہوا کہ اللہ کی رضا یا اللہ کے نام پر سوال کرنا گناہ ہے، کیونکہ اللہ کو سوال کرنا پسند نہیں، پھر اس عمل پر اللہ کی رضا کو مرتب کرنے کا سوال کرنا درست نہیں، اور اگر کوئی اللہ کے نام پر ناحق سوال کرے، جیسا کہ کوئی پیشہ ور یا غیر مستحق سوال کرے، تو اس کو دینا ضروری نہیں، جیسا کہ بعض لوگ اس غلط فہمی کا شکار ہیں۔

بعض اور احادیث وروایات میں بھی مانگنے اور سوال کرنے کی مذمت اور برائی کا ذکر آیا ہے، مگر ان میں سے بعض روایات کی سندوں میں ضعف پایا جاتا ہے۔ [1]

---

[1] عن حبشی بن جنادة السلولی قال :سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول فی حجة الوداع وهو واقف بعرفة، أتاه أعرابی، فأخذ بطرف ردائه، فسأله إياه، فأعطاه وذهب، فعند ذلک حرمت المسألة، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم :إن المسألة لا تحل لغنی، ولا لذی مرة سوی، إلا لذی فقر مدقع، أو غرم مفظع، ومن سأل الناس ليثری به ماله، كان خموشا فی وجهه يوم القيامة، ورضفا يأكله من جهنم، ومن شاء فليقل، ومن شاء فليكثر(سنن الترمذی،رقم الحديث ۶۵۳، كتاب الزكاة، باب ما جاء من لا تحل له الصدقة)

قال الالبانی:ويؤيده أن الترمذی قد روى(۱/۲۲۹)عن عبيد الله بن شميط بن عجلان :حدثنا الأخضر بن عجلان عن عبد الله الحنفی عن أنس بن مالک أن رسول الله صلى الله عليه وسلم باع حلسا ...الحديث دون قوله ":إن المسألة " ...وقال " :هذا حديث حسن ,لا نعرفه إلا من حديث الأخضر بن عجلان ,وعبد الله الحنفی هو أبو بكر الحنفی ."

قلت :قال الحافظ فی "التقريب " :"لا يعرف حاله "وقال فی "التلخيص(۲۳۷) " :"وأعله ابن القطان بجهل حال أبی بكر الحنفی ونقل عن البخاری أنه قال :لا يصح حديثه ."(ارواء الغليل فی تخريج احاديث منار السبيل، ج۳ص ۳۷۱، تحت رقم الحديث۸۶۷)

عن حبشی بن جنادة السلولی، قال :سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول :من سأل الناس فی غير مصيبة حاجته فكأنما يلتقم الرضفة(المعجم الكبير للطبرانی رقم الحديث ۳۵۰۵،ج۴ص ۱۴)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

ان تمام احادیث سے صدقہ کرنے والے کی فضیلت اور مانگنے والے بالخصوص غیر مستحق کے سوال کرنے اور بھیک مانگنے کی مذمت اور برائی معلوم ہوئی۔

اور یہ بھی معلوم ہوا کہ غیر مستحق اور پیشہ ور بھکاری کو دینا منع ہے، مگر آج نہ تو بہت سے لوگ بلا ضرورت سوال کرنے اور بھیک مانگنے سے باز آتے، بلکہ اس کو بہت سے لوگوں نے پیشہ بنالیا ہے، جس میں بہت سے مالدار لوگ بھی شامل ہیں، اور ان میں ایسے لوگوں کی بھی کمی نہیں کہ وہ خود ان لوگوں سے زیادہ مالدار ہوتے ہیں، جن سے وہ سوال کرتے اور مانگتے ہیں، اور نہ ہی پیشہ ور بھکاریوں کی مدد کرنے والے باز آتے، بلکہ ان کی مدد کرکے اس گناہ میں تعاون کرتے ہیں، اور اس طرح اس گناہ کے پیشہ کو پروان چڑھاتے ہیں، اور اس کے ساتھ مستحق لوگوں کی حق تلفی بھی کرتے ہیں کہ جو مال صحیح سفید پوش مستحق ومسکینوں کا حق تھا، وہ ناحق وغیر مستحق لوگوں کو دے دیا، اللہ اس قسم کی جہالت سے محفوظ رکھے۔

وَاللّٰہُ سُبۡحَانَہٗ وَتَعَالٰی اَعۡلَمُ وَعِلۡمُہٗ اَتَمُّ وَاَحۡکَمُ.

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾ قال ابوحذيفة نبيل بن منصور الكويتي: ورواه جابر بن يزيد الجُعْفي عن الشعبي عن حبشي بن جنادة بلفظ "من سأل الناس في غير مصيبة حاجته فكأنما يلتقم الرضفة" أخرجه الطبراني في "الكبير(٣٥٠٥) "وجابر الجعفي قال ابن معين :ضعيف، وقال أبو حاتم :لا يحتج به(انيس السارى فى تخريج احاديث فتح البارى، ج٧ص٥٠٦٣، ٥٠٦٤، تحت رقم الحديث ٣٦٢٦)

عن عائذ بن عمرو، أن رجلا أتى النبي صلى الله عليه وسلم، فسأله فأعطاه، فلما وضع رجله على أسكفة الباب، قال رسول الله صلى الله عليه وسلم :لو تعلمون ما في المسألة، ما مشى أحد إلى أحد يسأله شيئا (سنن النسائي ،رقم الحديث ٢٥٨٦، كتاب الزكاة،باب المسألة،السنن الكبرىٰ للنسائي رقم الحديث ٢٣٦٧)

قال الالباني:ضعيف.أخرجه النسائي (٣٦٢/١)عن عبد الله بن خليفة، عن عائذ بن عمرو :أن رجلا أتى النبي -صلى الله عليه وسلم -فسأله، فأعطاه، فلما وضع رجله على أسكفة الباب قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم :-فذكره.

قلت :وهذا إسناد ضعيف؛ عبد الله بن خليفة -ويقال :خليفة بن عبد الله البصري-؛ قال الحافظ: "مجهول، ما روى عنه إلا بسطام بن مسلم، ووهم من زعم أن شعبة روى عنه."

يشير بذلك إلى الذهبي، وبناء على زعمه المذكور قال فيه " :صدوق."(سلسلة الاحاديث الضعيفة، تحت رقم الحديث ٤٣٥٥)

صدقہ وخیرات مقبول ہونے کی شرائط

گزشتہ احادیث سے صدقہ کے عظیم الشان فضائل معلوم ہو چکے ہیں۔

اور جو مال اللہ تعالیٰ کی رضا مندی اور خوشنودی کے لئے صحیح مستحق غریبوں، مسکینوں کو دیا جاتا ہے یا خیر کے کسی کام میں خرچ کیا جاتا ہے وہ صدقہ وخیرات کہلاتا ہے۔

گزشتہ اور اس جیسی دوسری احادیث اور قرآن مجید کی ہدایات سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک صدقہ وخیرات مقبول ہونے کے لئے کچھ باتوں کا پایا جانا ضروری ہے، جن کا خلاصہ چھ شرائط ہیں، آگے ان کی تفصیل ذکر کی جاتی ہے۔ [1]

(1)......نیت میں اخلاص کا ہونا

صدقہ وخیرات کے مقبول ہونے کی پہلی شرط یہ ہے کہ نیت میں اخلاص ہو۔

جس کا مطلب یہ ہے کہ صدقہ خیرات اخلاص کے ساتھ اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کے لیے ہو؛ نام ونمود کے لیے نہ ہو۔ [2]

اور اخلاص کے لئے چھپ کر عمل کرنا زیادہ مناسب اور افضل ہے۔ [3]

---

[1] یہ چھ شرائط قرآن مجید کی آیات سے ثابت ہیں (ملاحظہ ہو: معارف القرآن، ج۱ ص۶۳۵، سورہ بقرہ)

[2] قال الله تعالىٰ:
وَمَا تُنفِقُوا مِنْ خَيْرٍ فَلِأَنفُسِكُمْ وَمَا تُنفِقُونَ إِلَّا ابْتِغَاءَ وَجْهِ اللَّهِ وَمَا تُنفِقُوا مِنْ خَيْرٍ يُوَفَّ إِلَيْكُمْ وَأَنتُمْ لَا تُظْلَمُونَ (سورة البقرة، رقم الآية ۲۷۲)

[3] صدقة السر أفضل من صدقة العلانية أو الجهر، فالأفضل الإسرار بصدقة التطوع بخلاف الزكاة، لقوله تعالى :(إن تبدوا الصدقات فنعما هي، وإن تخفوها وتؤتوها الفقراء فهو خير لكم، ويكفر عنكم من سيئاتكم) ولما في الصحيحين عن أبي هريرة في خبر السبعة الذين يظلهم الله تحت ظل عرشه يوم لا ظل إلا ظله :ورجل تصدق بصدقة، فأخفاها حتى لا تعلم شماله ما تنفق يمينه وروى الطبراني في الصغير :صدقة السر تطفىء غضب الرب(الفقه الاسلامي وادلتهٗ للزحيلي، ج۳ص ۲۰۵۲، الباب الرابع، الفصل الثالث)

یہی وجہ ہے کہ اللہ کے حضور جو چیز پیش کی جاتی ہے بعینہٖ وہی نہیں پہنچتی بلکہ اس کا تقویٰ اوراخلاص پہنچتا ہے لٰہذا یہ عقیدہ نہ رکھا جائے کہ بعینہٖ وہی چیز اللہ کے حضور پہنچے گی۔ [1]

اوراسی وجہ سے صدقہ وخیرات میں کوئی خاص چیز مثلاً بکرا بکری اور وہ بھی کالا یا خاص کھانا ہی ضروری نہیں بلکہ ہر ایسی چیز کا صدقہ کیا جاسکتا ہے جس سے غریب کی ضرورت پوری ہوجائے۔

ضرورت مند غریب کو نقد روپیہ پیسہ دے دے، بھوکے کو کھانا کھلا دے یا لباس کے ضرورت مند کو کپڑے دے دے یا اور کوئی ضرورت کی چیز دے دے، سب جائز ہے، کوئی خاص چیز ضروری نہیں۔

صدقہ نقدی کی صورت میں دینا زیادہ بہتر ہے کیونکہ اس میں اخلاص بھی زیادہ ہے کہ چھپا کر دینا آسان ہے اور غریبوں کے لئے زیادہ مفید بھی ہے۔

صدقہ کا ایک صحیح طریقہ یہ ہے کہ غریبوں کی ضرورت کے مطابق ان کا تعاون کیا جائے مثلاً مریض کو دوا، مسافر کو کرایہ ٹکٹ وغیرہ کا خرچ، بھوکے کو کھانا اور برہنہ کو لباس، جوتا، سردی میں بے سروسامان کو کمبل، رضائی اور گرم لباس وغیرہ غرض یہ کہ غریب کی ضرورت پوری کرنے کا خیال رکھا جائے۔

بعض لوگ اپنی نام آوری اور شہرت کی خاطر بازاروں اور مجمعوں میں سب لوگوں کے سامنے صدقہ خیرات لوگوں میں تقسیم کرتے ہیں، یا شہرت ونام آوری کی خاطر خاموشی کے ساتھ نقدی دینے کے بجائے بعض اشیاء تقسیم کرتے ہیں۔

اسی طرح بعض لوگ شہرت کی خاطر کھلے عام دیگیں پکا کر لوگوں میں کھانا تقسیم کرتے ہیں، اور خاموشی کے ساتھ غریبوں کی مدد کرنے کے لئے تیار نہیں ہوتے۔ ظاہر ہے کہ اخلاص نہ ہونے اوراس کے بجائے شہرت اور ریاء کاری آجانے سے ثواب تو کیا ہوتا، الٹا گناہ ہوتا ہے۔

---

[1] لَنْ يَنَالَ اللّٰهَ لُحُومُهَا وَلَا دِمَاؤُهَا وَلٰكِنْ يَنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ (سورة الحج، رقم الآية ٣٧)

(2)......صدقہ کا سنت کے مطابق ہونا

صدقہ وخیرات مقبول ہونے کی دوسری شرط یہ ہے کہ صدقہ سنت کے مطابق ہو۔
جس کا مطلب یہ ہے کہ مصرف کی اہمیت اور ضرورت کی شدت کا لحاظ کر کے مصرَف کا انتخاب کیا جائے؛ مگر آج کل عام طور پر خرچ کرنے والے اس کا لحاظ نہیں کرتے۔
آج کل لوگ اپنی طرف سے صدقہ خیرات میں مخصوص قیدیں اور شرطیں لگا دیتے ہیں، مثلاً مخصوص دن یا تاریخ یا جگہ یا کوئی ھیئت وطریقۂ کار متعین کر لیتے ہیں، جو کہ شرعاً متعین نہیں ہوتے، اور ان کو ثواب سمجھتے ہیں، اور پھر بعض اوقات اس پر اعتقاداً یا عملاً اصرار والتزام کرتے ہیں، خواہ وہ عام صدقہ ہو یا ایصالِ ثواب والا صدقہ ہو۔
اس قسم کی قیدیں اور شرطیں لگانا سنت کے خلاف ہے، جو کہ صدقہ کے عمل کو ثواب کی فہرست سے نکال کر گناہ کی فہرست میں داخل کر دیتا ہے۔
جیسا کہ آج کل فوتگی کے بعد تیجے، چالیسویں اور برسی وغیرہ کے عنوان سے رسمیں جاری ہیں۔

(3)......صحیح مصرَف کا انتخاب کرنا

صدقہ وخیرات مقبول ہونے کی تیسری شرط یہ ہے کہ صحیح مصرَف میں خرچ کیا جائے۔
جس کا مطلب یہ ہے کہ وہ مصرَف شریعت کی رو سے جائز اور اچھا بھی ہو۔
صدقہ کے اصل مستحق غریب لوگ ہیں، لہٰذا غریبوں کو دینے کا اہتمام کرنا چاہئے۔
بعض لوگ صدقہ خیرات تو کرتے ہیں، مگر جہالت یا کم علمی کی بناء پر اپنا مال غلط مَصرَف میں خرچ کر دیتے ہیں، اور بعض اوقات بطورِ رسم امیروں کو مال کھلا کر اس کو صدقہ تصور کرتے ہیں۔
یہ یاد رکھنا چاہئے کہ ہر سائل کو دینا ضروری نہیں، بلکہ بعض سائل بغیر احتیاج اور اضطرار کے صرف پیشے کے طور پر سوال کرتے پھرتے ہیں، ایسے سائلوں کو زکاۃ، صدقات کا دینا جائز نہیں۔
آج کل مانگنے والوں نے مانگنے کو ایک پیشہ بنا لیا ہے، اور جھوٹی سچی مختلف مجبوریاں سامنے رکھ کر

لوگوں سے مانگتے پھرتے ہیں؛ اس طرح پیشے کے طور پر مانگنا اور اُن کا تعاون کرنا گناہ ہے۔

مگر آج کل بہت سے لوگ لاعلمی کی وجہ سے پیشہ ور سائلوں ہی کو صدقہ کا اصل مستحق سمجھتے ہیں اور جو لوگ سوال نہیں کرتے ان کو مستحق نہیں سمجھتے۔

حالانکہ آج کل عام طور پر پیشہ ور سائلین مستحق نہیں ہوتے بلکہ مالدار ہوتے ہیں، اور پیشہ ور سائلوں کو تو مانگنے پر پیسے بھی دینا جائز نہیں خواہ وہ مستحق ہی کیوں نہ ہوں، پیشہ ور سائل سے مراد وہ شخص ہے جس نے اپنا پیشہ مانگنا ہی بنا رکھا ہو۔

اور آج کل مانگنے کا پیشہ معاشرے میں بہت رائج ہو گیا ہے، اور اس کو پیسہ کمانے کا ایک آسان ذریعہ سمجھ لیا گیا ہے، اس پیشے کی خاطر قصداً وعمداً بچوں کو معذور بنا دینے کو بہت بڑا ہنر اور فن سمجھا جانے لگا ہے۔

مانگنے کے ایسے نئے رنگ ڈھنگ چل گئے ہیں کہ جن کی طرف لوگوں کی توجہ بھی نہیں جاتی۔

بے شمار پیشہ ور بھکاری آج کے معاشرے میں درحقیقت لکھ پتی اور کروڑ پتی ہوتے ہیں لیکن وہ اپنے آپ کو فقیر اور غریب ظاہر کرتے ہیں، اور عموماً ایسا ہوتا ہے کہ ان پیشہ ور سائلوں اور بھکاریوں کی مدد کرنے والا خود ان سے زیادہ مستحق اور ضرورت مند ہوتا ہے۔

ایسے پیشہ ور سائلوں کو صدقات کے نام سے دینا دراصل اپنے قیمتی مال کو ضائع کرنا اور ثواب کے بجائے ان پیسوں کے عوض گناہوں کو خریدنا ہے، کیونکہ مانگنے کو پیشہ بنانا کبیرہ گناہ اور حرام ہے اور یہ پیشہ تعاون کرنے والوں کی بیساکھیوں کے سہارے ہی چلتا ہے۔

افسوس ہے کہ لوگ خود تحقیق کرنے اور اپنے اردگرد کے ماحول میں سفید پوش مستحق غریبوں کو تلاش کرنے کے بجائے اپنے صدقات کو پیشہ ور بھکاریوں اور سائلوں کی بھینٹ چڑھا کر اس پیشہ کی حوصلہ افزائی کرتے ہیں اور روزمرہ تھوڑا تھوڑا کر کے لاکھوں روپے اس غلط مصرف کی نظر کر کے اصل مستحقین کو محروم کرتے ہیں۔

اسی طرح بہت سے لوگ خود سے صحیح مستحق اور صحیح مصرف کو تلاش کرنے کے بجائے کسی غیر ذمہ دار فرد یا تنظیم یا ادارہ کو صدقہ وخیرات حوالہ کر کے مطمئن ہو جاتے ہیں۔

جن میں بعض ادارے تو صرف اپنے ذاتی مفادات کی خاطر کام کرتے ہیں۔

بالخصوص جبکہ کوئی زلزلہ یا سیلاب وغیرہ کا حادثہ پیش آجائے؛ تو متاثرین کی مدد کے لئے بہت سے غیر ذمہ دار بلکہ دوکاندار لوگ صدقات وصول کر کے قوم کی بڑی دولت کو اس کے صحیح مصارف سے محروم کردیتے ہیں۔اس لئے غیر ذمہ دار فرد یا ادارہ کو صدقہ کا مال حوالہ نہیں کرنا چاہئے۔

اگر کسی وقت ضرورت ومصلحت ہو تب بھی ذمہ دار اور امانت دار اور شریعت کے احکام سے واقف فرد اور ادارہ ہی کو سپرد کرنا چاہئے۔

اہلِ حق کی زیرِ سرپرستی دینی مدارس موجودہ دور میں زکاۃ وصدقات کے عمدہ اور اعلیٰ مصارف میں سے ہیں، کہ ان میں زکاۃ وصدقات سے تعاون کرنے والا دین کے احیاء اور بقاء کا ذریعہ اور صدقۂ جاریہ میں شرکت کرنے والا ہے۔

بعض لوگ فوتگی کے بعد امیروں وغریبوں کو دعوتیں کھلا کر اس کو صدقہ کا نام دیتے ہیں، یہ بھی غلط طریقہ ہے۔

بعض لوگ صدقہ وخیرات کا مستحق ہونے کے لئے معذور ہونے کو بنیاد بناتے ہیں اور اس کے لئے معذور افراد کی تلاش کرتے ہیں۔جبکہ صدقہ وخیرات کا مستحق ہونے کے لئے شرعاً معذور ہونا ضروری نہیں بلکہ غریب ومسکین ہونا ضروری ہے۔

اگر کوئی انسان معذور ہے مگر غریب نہیں تو اس کو صدقہ وخیرات کا مستحق سمجھنا غلط ہے، دنیا میں بہت سے انسان ایسے ہیں کہ جو معذور تو ہیں مگر غریب نہیں ہیں، اس لئے وہ صدقہ وخیرات کے حقدار نہیں ہیں، اور بہت سے انسان ایسے ہیں جو معذور تو نہیں ہیں مگر غریب ہیں، مثلاً مقروض ومدیون ہیں، اور ان کے پاس قرض ادا کرنے کا انتظام نہیں، اس لئے وہ صدقہ وخیرات کے مستحق اور حق دار ہیں، اور کیونکہ معذور لوگوں کو صدقہ وخیرات کا مستحق سمجھ کر آج کل لوگ خود ہی صدقہ وخیرات وغیرہ دیتے رہتے ہیں اور اس کے برخلاف جو سفید پوش اور غیر معذور غریب ہوتے ہیں ان کو صدقہ وخیرات نہیں دیتے۔اس لئے ہمارے معاشرے میں

آج کل معذور لوگ کم صدقہ وخیرات کے مستحق اور سفید پوش غریب زیادہ مستحق ہوتے ہیں۔

پس جب صدقہ وخیرات دینا ہو تو اصل مستحق ہونے کی جستجو کرنی چاہئے اور پھر مستحق معلوم ہونے کی صورت میں صدقہ وخیرات ادا کرنا چاہئے۔

اسی طرح جس عورت کو صدقہ وخیرات دیا جائے اس کا غریب ہونا کافی ہے، بیوہ ہونا ضروری نہیں اور یہ بات ممکن ہے کہ ایک عورت بیوہ ہو اور وہ صدقہ کی مستحق نہ ہو، اور اس کے برخلاف یہ بھی ممکن ہے کہ ایک عورت شادی شدہ ہو اور اس کا شوہر زندہ ہو اور کمائی بھی کرتا ہو لیکن وہ عورت غریب اور صدقہ وخیرات کی مستحق ہو۔

لہٰذا صدقہ وخیرات کا مستحق ہونے کے لئے عورت کا بیوہ ہونا بھی ضروری نہیں بلکہ یہاں بھی غریب ہونا ہی اصل بنیاد ہے۔

اسی طرح آج کل بہت سے لوگ شادی بیاہ کی مروجہ رسموں میں بھی صدقہ وخیرات کے خرچ کرنے کو ثواب سمجھتے ہیں، اور اس کا خوب اہتمام کرتے ہیں۔ حالانکہ شادی بیاہ کی بہت سی رسمیں ویسے ہی خلافِ شریعت اور گناہ ہیں، اور ان میں تعاون کرنا بھی گناہ ہے۔

یہی حال جہیز کی مروجہ رسم کا بھی ہے کہ ہمارے معاشرے میں جہیز کی رسم ایک وبائی صورت اختیار کرگئی ہے جو لوگ جہیز کی رسم پوری کرنے کی قدرت واستطاعت رکھتے ہیں وہ تو اس کو کوئی عیب ہی نہیں سمجھتے، اور جو خود قدرت نہیں رکھتے وہ دوسرے لوگوں کے سامنے سوالی اور بھکاری بن کر صدقات وغیرہ جمع کرکے اور بلکہ اس غرض کے لئے چوری ڈکیتی وغیرہ جیسے جرائم کا ارتکاب کرکے اس رسم کے پورا کرنے کا انتظام کرتے ہیں۔

اور خود دوسرے امیر لوگ بھی غریب لڑکیوں کو جہیز تیار کرانے میں مدد کرنے اور صدقات اس مصرف میں لگانے کو بہت بڑی عبادت خیال کرتے ہیں، ان ملے جُلے افراد کے مختلف نوعیّتوں سے اس رسم کے ارتکاب اور تعاون کے طرزِ عمل کا نتیجہ یہ ہے کہ اب دولہا اور اس کے اہلِ خانہ جہیز کو اپنا حق سمجھنے لگے ہیں اور کُھلے بندوں اس کی فرمائش کرتے ہیں، اور خود ہی

اپنی مطلوبہ چیزوں کا مطالبہ اور ڈیمانڈ کرتے ہیں، بلکہ ان کی تفصیلات کی فہرست بھی پیش کرتے ہیں۔

جبکہ شرعی اعتبار سے نکاح ہونے کے بعد بیوی کے بھی سارے نان ونفقہ کی ذمہ داری شوہر کے ذمہ عائد ہوجاتی ہے، یہاں تک کہ عورت کے لباس، اس کی رہائش، اس کی غذا وغیرہ سب ضروریات کا انتظام شوہر کے ذمہ ہوتا ہے، اگر نکاح کے بعد لڑکی کے والدین اپنا لباس اتروا کر شوہر کو اس بات کا پابند کریں کہ اب وہ اپنا لباس پہنائے اور خود لباس کا انتظام کرے تو یہ کہنا بھی درست ہوگا۔ ان حالات میں جہیز بنانے میں تعاون کرنے کے بجائے اس رسم کو ختم کرنے کی کوشش کرنا زیادہ ضروری ہے، مگر بے شمار لوگ اس رسم کو ختم کرنے کے بجائے اس رسم میں صدقہ وخیرات کر کے تعاون کرتے ہیں۔

افسوس کہ جس رسم کو ختم کرنے کی ضرورت تھی اس کو تو ختم کرنے میں تعاون نہ ہوسکا اور الٹا صدقہ وخیرات وغیرہ سے اس رسم کو فروغ دینا شروع کردیا اور امیر لوگوں کا اصل تعاون غریب لڑکیوں کے ساتھ یہ ہے کہ خود آگے بڑھ کر ان سے نکاح کریں اور جہیز کی رسم کو ختم کریں، نہ یہ کہ خود تو اسے ختم نہ کرسکیں اور جن کے پاس اس رسم کے انجام دینے کا انتظام نہ ہو ان کو بھی ختم نہ کرنے دیں اور اس رسم میں تعاون کریں۔

ملحوظ رہے کہ صدقہ کا صحیح مستحق کو دے دینا اور صدقہ کی دل میں نیت کرلینا کافی ہے، زبان سے یہ بتانا ضروری نہیں کہ یہ صدقہ ہے، بلکہ ہدیہ وغیرہ کے نام سے بھی اگر مستحق کو صدقہ دیا جائے، تو بھی درست ہے۔

بلکہ اگر غریب مستحق کو ہدیہ دیا جائے، تو وہ صدقہ کا ثواب ہی رکھتا ہے۔ [1]

یہ بھی یاد رہے کہ زکاۃ کا غیر مسلم کو دینا تو جائز نہیں، اور جو واجب صدقات ہیں، مثلاً منت

---

[1] ولا يشترط علم الفقير بأنها زكاة على الأصح لما في البحر عن القنية والمجتبى الأصح أن من أعطى مسكينا دراهم وسماها هبة أو قرضا ونوى الزكاة فإنها تجزيه لأن العبرة لنية الدافع لا لعلم المدفوع إليه إلا على قول أبي جعفر (مجمع الانهر، ج ۱ ص ۱۹۶، كتاب الزكاة، شروط صحة اداء الزكاة)

Idara Ghufran

ماننے کے بعد واجب ہونے والا صدقہ، اور صدقۂ فطر اور قسم کا کفارہ وغیرہ، اس کا بھی غیر مسلم کو دینا احتیاط کے خلاف ہے، البتہ جو نفلی صدقہ وخیرات ہوتا ہے، مثلاً کوئی ویسے ہی بیماری یا شکرانہ کے طور پر صدقہ دینا چاہتا ہے، تو اس کا غیر مسلم کو دینا جائز ہے۔ [1]

---

[1] يشترط فى الفقير الذى تعطى له الزكاة الشروط الآتية:

أ -الإسلام :فلا يجوز صرف الزكاة إلى كافر باتفاق الفقهاء ، لحديث معاذ رضى الله عنه :خذها من أغنيائهم وردها فى فقرائهم أمر عليه الصلاة والسلام بوضع الزكاة فى فقراء من يؤخذ منهم، وهم المسلمون، فلا يجوز فى غيرهم .

أما ما سوى الزكاة من صدقة الفطر، والكفارات والنذور فقد اختلف الفقهاء فى جواز صرفها لفقراء أهل الذمة.

فذهب الجمهور إلى أنه لا يجوز صرفها إلى فقراء أهل الذمة، لأن فقيرهم كافر فلم يجز الدفع إليه كفقراء أهل الحرب .

وذهب أبو حنيفة .ومحمد بن الحسن إلى جواز صرفها إلى فقراء أهل الذمة، وقالا :إن الله سبحانه وتعالى قال :(إن تبدوا الصدقات فنعما هى وإن تخفوها وتؤتوها الفقراء فهو خير لكم)من غير فصل بين فقير وفقير، وعموم هذا النص يقتضى جواز صرف الزكاة إليهم، إلا أنه خص منه زكاة المال، لحديث معاذ المتقدم، ولأن صرف الصدقة إلى أهل الذمة من باب إيصال البر إليهم، وما نهينا عن ذلک، قال تعالى :(لا ينهاكم الله عن الذين لم يقاتلوكم فى الدين ولم يخرجوكم من دياركم أن تبروهم وتقسطوا إليهم إن الله يحب المقسطين)وظاهر هذا النص جواز صرف الزكاة إليهم، لأنه بر بهم، إلا أن البر بطريق زكاة المال غير مراد، لحديث معاذ، فيبقى غيرها من طرق البر بهم جائزا(الموسوعة الفقهية الكويتية، ج٣٢ص ٢٠٠، مادة "فقير")

اختلف الفقهاء فى جواز صدقة التطوع على الكافر، وسبب الخلاف :هو أن الصدقة تمليک لأجل الثواب، وهل يثاب الشخص بالإنفاق على الكفار؟ .

فقال الحنابلة :وهو المشهور عند الشافعية، والمنقول عن محمد فى السير الكبير :إنه يجوز دفع صدقة التطوع للكفار مطلقا، سواء أكانوا من أهل الذمة أم من الحربيين؟ مستأمنين أم غير مستأمنين، وذلک لعموم قوله تعالى :(ويطعمون الطعام على حبه مسكينا ويتيما وأسيرا).

قال ابن قدامة :ولم يكن الأسير يومئذ إلا كافرا ولقوله صلى الله عليه وسلم :فى كل كبد رطبة أجر وقد ورد فى حديث أسماء بنت أبى بكر -رضى الله عنهما -قالت :قدمت على أمى وهى مشركة فى عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم فاستفتيت رسول الله صلى الله عليه وسلم قلت :إن أمى قدمت وهى راغبة، أفأصل أمى؟ قال :نعم، صلى أمک ولأن صلة الرحم محمودة فى كل دين، والإهداء إلى الغير من مكارم الأخلاق(الموسوعة الفقهية الكويتية، ج٢٦ ص٣٣٣، مادة "صدقة")

وتحل الصدقة أيضا على فاسق، وكافر من يهودى أو نصرانى أو مجوسى، ذمى أو حربى، لقوله تعالى :(ويطعمون الطعام على حبه مسكينا ويتيما وأسيرا)ومعلوم أن الأسير حربى .ولقوله صلى الله عليه وسلم فى الصحيحين عن أبى هريرة فيمن سقى الكلب العطشان :فى كل كبد رطبة أجر وأما حديث :لا يأكل طعامک إلا تقى فأريد به الأولى(الفقه الاسلامى وادلتہ للزحيلى، ج٣ص٢٠٥٧، الباب الرابع، الفصل الثالث)

(4)......صدقہ کر کے احسان نہ جتلانا

صدقہ وخیرات مقبول ہونے کی چوتھی شرط یہ ہے کہ صدقہ کر کے دوسرے پر احسان نہ جتلایا جائے۔
جس کا مطلب یہ ہے کہ جن لوگوں پر صدقہ خیرات کیا جائے، صدقہ خیرات کرنے کے نتیجہ میں ان کو اپنا ماتحت اور تابعدار نہ سمجھا جائے، اور ان سے احسان کے اظہار کی توقع نہ رکھی جائے، اور نہ ہی ان کے سامنے اپنے صدقہ خیرات کے احسان کو جتلایا جائے۔
آج کل بہت سے لوگ صدقہ خیرات کر کے دوسروں کو اپنا ماتحت اور تابعدار سمجھنے لگتے ہیں، اور ان سے اپنی تعریف کی توقع رکھتے ہیں، بلکہ ایسے ہی لوگوں کو صدقہ خیرات کے لئے منتخب کرتے ہیں، جو ان کے احسان مند ہوں۔
جبکہ بعض لوگ اپنے ملازموں اور ماتحتوں کو اس غرض سے صدقہ خیرات کرتے ہیں، تاکہ وہ ان کے فرمانبردار و تابعدار رہیں، اور ان کا کام ٹھیک کرتے رہیں۔
اس قسم کا طرزِ عمل صدقہ وخیرات کے مقبول ہونے کے لئے مانع ورکاوٹ بن جاتا ہے۔
اسلامی ہدایات کی روشنی میں تو صدقہ خیرات کرنے والے کو ان لوگوں کو اپنا محسن سمجھنا چاہئے، جنہوں نے اس کے صدقہ خیرات کو قبول کیا، اور ان کے ذریعہ سے صدقہ خیرات کرنے والا عظیم فضائل کا مستحق بنا۔

(5)......صدقہ کر کے تذلیل وتحقیر نہ کرنا

صدقہ وخیرات مقبول ہونے کی پانچویں شرط یہ ہے کہ صدقہ کے ذریعہ سے دوسرے کی تذلیل وتحقیر نہ کی جائے۔ [1]

---

[1] قال الله تعالیٰ:
الَّذِينَ يُنفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ ثُمَّ لَا يُتْبِعُونَ مَا أَنفَقُوا مَنًّا وَلَا أَذًى لَّهُمْ أَجْرُهُمْ عِندَ رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ (سورة البقرة، رقم الآية ٢٦٢)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

جس کا مطلب یہ ہے کہ نہ تو صدقہ خیرات دیتے وقت ایسا طرزِ عمل اختیار کیا جائے، جس سے صدقہ خیرات لینے والوں کی دوسروں کے سامنے یا صدقہ خیرات کرنے والے کے سامنے ذلت ورسوائی ہو، اور نہ ہی صدقہ خیرات کے بعد دوسروں کے سامنے چرچا وتذکرہ کر کے دوسروں کی آبرو کو نقصان پہنچایا جائے، اور نہ ہی کوئی ایسا طرزِ عمل اختیار کیا جائے، جس کی وجہ سے دوسرے کو جانی ومالی کسی قسم کی تکلیف کا سامنا ہو۔

آج کل بہت سے لوگ اس اصول کی خلاف ورزی کرتے ہیں، اور صدقہ خیرات کر کے دوسروں سے اس کے عوض میں خدمت کی توقع رکھتے ہیں، اور خلاف ورزی پر ان سے خفگی اور ناراضگی بھی اختیار کرتے ہیں۔

(6)......صدقہ، حلال مال سے کرنا

صدقہ وخیرات مقبول ہونے کی چھٹی شرط یہ ہے کہ صدقہ وخیرات میں دیا جانے والا مال حلال ہو۔

آج کل لوگ صدقہ دیتے وقت عام طور پر اس چیز کا لحاظ نہیں کرتے کہ حلال مال سے صدقہ کریں، بلکہ نعوذ باللہ تعالیٰ بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ صدقہ خیرات کرنے سے حرام مال کی بُرائی ختم ہوجاتی ہے، اور وہ اس سہارے پر حرام مال بٹورنے میں جری ہوجاتے ہیں۔

حالانکہ یہ سوچ غلط ہے، اور اس بنیاد پر حرام مال کمانے کی جرأت کرنا اور زیادہ بُرا ہے۔[1]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُبْطِلُوا صَدَقَاتِكُمْ بِالْمَنِّ وَالْأَذَى كَالَّذِي يُنْفِقُ مَالَهُ رِئَاءَ النَّاسِ وَلَا يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَمَثَلُهُ كَمَثَلِ صَفْوَانٍ عَلَيْهِ تُرَابٌ فَأَصَابَهُ وَابِلٌ فَتَرَكَهُ صَلْدًا لَا يَقْدِرُونَ عَلَى شَيْءٍ مِمَّا كَسَبُوا وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكَافِرِينَ (سورة البقرة، رقم الآية ۲۶۴)

[1] لقد حث الإسلام أن تكون الصدقة من المال الحلال والطيب، وأن تكون مما يحبه المتصدق. فقد ورد فى الحديث عن أبى هريرة -رضى الله عنه -قال :قال رسول الله صلى الله عليه وسلم :ما تصدق أحد بصدقة من طيب، ولا يقبل الله إلا الطيب، إلا أخذها الرحمن بيمينه، وإن كانت تمرة

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

بعض لوگ فوتگی کے بعد مرحوم کا مال اس کے وارثوں کی دلی رضامندی کے بغیر صدقہ وخیرات کے عنوان سے خرچ کرتے ہیں، یہ بھی جائز نہیں۔

ہمارے معاشرے میں خرچ کرنے والوں کی کمی نہیں، لیکن روز بروز غربت و افلاس میں اضافہ ہوتا جارہا ہے، جس کی ایک اہم وجہ یہ ہے کہ لوگ صدقہ وخیرات کی شرائط کا لحاظ نہیں کرتے، اور غلط مصرف میں مال خرچ کرتے رہتے ہیں، خاص کر پیشہ ور بھکاریوں اور مانگنے والوں کو دیتے رہتے ہیں، اور اصل مستحق اور خاص کر سفید پوش غریب غرباء وغیرہ، وہیں کے وہیں رہتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ شرائط کے مطابق صدقہ وخیرات کرنے کی توفیق عطاء فرمائے۔ آمین۔

وَاللّٰہُ سُبْحَانَہٗ وَتَعَالٰی اَعْلَمُ وَعِلْمُہٗ اَتَمُّ وَاَحْکَمُ.

محمد رضوان

29/ شعبان المعظم/ 1437ھ 06/ مئی/ 2016ء بروز پیر

ادارہ غفران، راولپنڈی، پاکستان

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

فتربو فی کف الرحمن حتی تکون أعظم من الجبل، کما یربی أحدکم فلوه أو فصیله والمراد بالطیب هنا الحلال، کما قال النووی .

وعنه أیضا :قال رسول الله صلی الله علیه وسلم :أیها الناس إن الله طیب لا یقبل إلا طیبا، وإن الله أمر المؤمنین بما أمر به المرسلین، فقال :(یا أیها الرسل کلوا من الطیبات واعملوا صالحا إنی بما تعملون علیم)وقال :(یا أیها الذین آمنوا کلوا من طیبات ما رزقناکم)ثم ذکر الرجل یطیل السفر أشعث أغبر یمد یدیه إلی السماء یا رب یا رب، ومطعمه حرام، ومشربه حرام، وملبسه حرام، وغذی بالحرام، فأنی یستجاب لذلک .

قال النووی :وهذا الحدیث أحد الأحادیث التی هی من قواعد الإسلام ومبانی الأحکام . . .وفیه الحث علی الإنفاق من الحلال، والنهی عن الإنفاق من غیره .وفیه أن المشروب والمأکول والملبوس ونحو ذلک ینبغی أن یکون حلالا خالصا لا شبهة فیه(الموسوعة الفقهیة الکویتیة، ج۲۶ص ۳۳۴، ۳۳۵، مادة " صدقة")

بکرے کے صدقہ کا شرعی حکم

گزشتہ تفصیل سے یہ بات معلوم ہوچکی کہ شرعاً صدقہ کے لئے بکرے یا کسی دوسرے جانور بلکہ کسی بھی دوسری چیز کی تخصیص نہیں ہے، بلکہ صدقہ اس چیز کا کرنا چاہئے جس سے غریبوں اور محتاجوں وضرورتمندوں کی زیادہ بہتر طریقہ پر مدد ہو، کیونکہ صدقہ دراصل غریبوں کی ضروریات پوری کرنے اور ان کا بہتر طریقہ پر تعاون کرنے کا نام ہے، اور غریبوں کی ضروریات مختلف قسم کی ہوتی ہیں۔

اسی وجہ سے احادیث میں بھوکے کو کھانا کھلانے، پیاسے کو پانی وغیرہ پلانے اور ننگے کو لباس پہنانے اور مقروض کا قرض اداء کرنے اور کسی کی تکلیف دور کرنے اور ضرورت پوری کرنے کا ذکر آیا ہے (اس طرح کی احادیث پہلے ذکر کی جاچکی ہیں)

اسی لئے شریعت نے صدقہ کے لئے بکرے یا کسی دوسری چیز کو مخصوص نہیں کیا۔

بکرے کے مروّجہ صدقہ میں پیدا شدہ خرابیاں

لیکن آج کل بہت سے لوگ بیماری، پریشانی یا کسی حادثے کے وقت بکرے کے صدقے اور اس کے ذبح کرنے کو ضروری سمجھتے ہیں۔

حالانکہ قربانی اور عقیقہ اور حج میں دم کے علاوہ کسی دوسری جگہ جانور ذبح کرنے یا کسی خاص چیز کا صدقہ دینے کو شریعت نے متعین نہیں کیا۔

آج کل عوام میں بکرے کے صدقہ کرنے کی جو رسم چلی ہوئی ہے اس میں کئی خرابیاں پیدا ہوچکی ہیں مثلاً:

(1)...... بیماری وحادثہ وغیرہ کے موقع پر بہت سے لوگوں کی طرف سے صدقہ کے وسیع مفہوم کو نظر انداز کرکے بکرے ہی کو لازم وضروری سمجھا جانے لگا ہے اور بکرے کو دوسری

چیزوں پر ترجیح دی جانے لگی ہے خواہ غریبوں اور دینی اداروں کی دوسری ضروریات ہی کیوں نہ ہوں اور بکرے یا گوشت کی غریبوں اور دینی اداروں کو ضرورت نہ بھی ہو، جبکہ شریعت نے صدقہ کو کہیں بھی بکرے کے ساتھ خاص نہیں کیا اور نہ ہی بکرے کو ہمیشہ اور ہر حال میں دوسری چیزوں پر فضیلت دی ہے، بکرے کو مخصوص کر لینے کی وجہ سے غریبوں کی ضروریات کا بہتر طریقہ پر لحاظ نہیں ہوتا، کیونکہ غریبوں کی مختلف قسم کی ضروریات ہوتی ہیں، مثلاً لباس، کپڑے کی ضرورت، مسافر کو کرایہ کی ضرورت، بیمار کو علاج اور دوا کی ضرورت اور غریب کو آج کے بجائے کل پیش آنے والی ضروریات وغیرہ وغیرہ۔

اور یہ بات بالکل ظاہر ہے کہ بکرے سے اور وہ بھی ذبح ہونے کے بعد غریب لوگ اور دینی ادارے اپنی ہر قسم کی موجودہ یا آئندہ کی ضروریات پوری نہیں کر سکتے اور بالفرض غریبوں کو کھانے کی ہی ضرورت ہو تب بھی صرف بکرے یا گوشت سے اپنے پیٹ کو نہیں بھر سکتے، بلکہ روٹی وغیرہ کی پھر بھی ضرورت رہتی ہے، پھر بہت سے غریب لوگ گوشت کے بجائے کھانے کی دوسری چیزوں کو پسند کرتے ہیں یا غریب بیمار کا بسا اوقات گوشت سے پرہیز ہوتا ہے، نیز بکرے کو کھانے کے لائق بنانے کے لئے کئی مراحل سے گزرنا پڑتا ہے (کھال اتارنا، بوٹیاں بنانا، صاف کرنا، پھر اس کو پکا کر تیار کرنا وغیرہ وغیرہ) اس کے برعکس اگر اتنی ہی رقم دے دی جائے، تو اس سے آج کے دور میں اپنی موجودہ یا آئندہ مختلف قسم کی ضروریات پوری کی جا سکتی ہیں اور ایک سے زیادہ ضروریات ہوں تو وہ بھی پوری ہو سکتی ہیں، مثلاً پانچ ہزار روپے کا بکرا صدقہ کرنا ہے، اور غریب کو مثلاً لباس کی بھی ضرورت ہے، اور دوا کی بھی ضرورت ہے، یا اس پر کچھ قرض ہے، تو رقم کے ذریعہ سے غریب اپنی اس قسم کی ضروریات پوری کر سکتا ہے، لیکن بکرے یا اس کے گوشت سے کس طرح یہ ضرورت پوری کرے گا۔

(2)...... بکرے کے صدقہ میں عام طور پر دکھلاوا پیدا ہو جاتا ہے اس کے برعکس نقد رقم ایسی چیز ہے کہ اس سے غریب اپنی ہر قسم کی ضرورت پوری کر سکتا ہے اور چپ چاپ اخلاص کے

IdaraGhufran

ساتھ اس کا صدقہ ہوسکتا ہے اور غریب آئندہ کی ضرورت کے لئے بھی رکھ سکتا ہے، اور آسانی سے دوسری جگہ بھی ساتھ میں لے کر جاسکتا ہے، جبکہ بکرے یا اس کے گوشت میں ان باتوں کا بآسانی پایا جانا مشکل ہے۔

(3)...... دنیا میں پریشانی، مصیبت یا بیماری وحادثات کا سامنا تو ایسے غریبوں کو بھی ہوتا ہے جو بکرے کے صدقہ، کی استطاعت نہیں رکھتے، ایسی صورت میں یا تو وہ صدقہ کرنے سے محروم رہتے ہیں یا پھر قرض وغیرہ لے کر بکرے کے صدقہ پر مجبور ہوتے ہیں حالانکہ صدقہ اپنی استطاعت وقدرت کے مطابق ہر ایک کرسکتا ہے اور یہ مستحب عمل ہے، جس کی خاطر قرض لینے کی اجازت نہیں اور یہ خرابی بکرے کی تخصیص سے پیدا ہوئی۔

(4)...... نقدی کے بجائے بکرے کے صدقہ میں غریبوں کے علاوہ خود صدقہ کرنے والے کی محنت اور وقت کا بھی بے جا ضیاع ہے، کیونکہ نقدی وغیرہ تو اپنے پاس موجود ہوتی ہے جس سے بکرا خریدا جاتا ہے، اگر وہی رقم دے دی جائے تو بکرے کی خریداری اور اس کو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرنے کی پریشانیوں اور بکھیڑوں سے بھی نجات مل جاتی ہے۔

(5)...... اس صدقہ میں خاص بکرے کے ذبح کرنے کو آفتوں، بلاؤں اور بیماریوں کے دور ہونے میں مؤثر سمجھا جاتا ہے۔

حالانکہ صدقہ میں بکرے یا کسی جانور کا ذبح کرنا یا خون بہانا ذرہ برابر بھی بلاؤں کے دور ہونے میں مؤثر نہیں، اور یہ لوگوں کا خود ساختہ عقیدہ ہے، صدقہ میں اصل چیز ضرورت مندوں کی اعانت اور تعاون ہے۔

(6)...... بعض لوگ جانور کے ذبح کرنے کو خون بہا، یا جان کا بدلہ جان سمجھتے ہیں اور یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ الا بلا بکرے کی جان پر ٹل جاتی ہے ''الا بلا برسرِ بکرا'' یہ بھی غیر شرعی حرکت ہے، اور صدقہ کی روح سے ناواقفیت پر مبنی ہے، کیونکہ اس قسم کے صدقہ میں جانور یا اس کا ذبح کرنا اور خون بہانا ہرگز بھی جان کا بدلہ نہیں بنتا۔

(7)......بعض لوگ بذاتِ خود بکرے کے ذبح کرنے کو ہی اصل صدقہ سمجھنے لگے ہیں اسی وجہ سے غریبوں کو زندہ دینا گوارا نہیں اور اگر معلوم ہو جائے کہ غریب اس کو زندہ رکھ کر کسی دوسری طرح اس سے فائدہ اٹھائے گا، یا کسی کو فروخت کر دے گا یا کسی دوسرے کو صدقہ وھبہ وغیرہ کر دے گا اور ذبح نہیں کرے گا تو اس کو صدقہ دینا ہرگز گوارا نہیں کرتے، یہ تنگ نظری بھی صدقہ کے فلسفہ کے خلاف ہے۔

(8)......صدقہ کے لئے بکرے کے ذبح کو ضروری سمجھنے میں ایک جانور کی جان کے علاوہ، مال کا اتلاف اور ضیاع بھی پایا جاتا ہے، اور وہ اس طرح کہ زندہ بکرے کی خرید میں جتنی رقم خرچ ہوتی ہے، غریبوں تک اس پوری رقم کا فائدہ نہیں پہنچتا، چنانچہ ذبح ہونے کے بعد اس کی قیمت گھٹ جاتی ہے یعنی اگر اتنی مقدار میں بازار سے گوشت خریدا جائے تو زندہ جانور سے غیر معمولی کم قیمت میں حاصل ہو جائے، لہٰذا جتنی مالیت جانور ذبح ہونے میں تلف ہو گئی اس کا فائدہ غریبوں تک بھی نہیں پہنچا اور صدقہ کا ثواب نہ ملا، اور اگر کھال وغیرہ گوشت بنانے کی اجرت میں چلی گئی اسی طرح سری، پائے، کلیجی وغیرہ بھی استعمال میں نہ آئے (جیسا کہ عام طور پر اُن اداروں میں ضائع چلے جاتے ہیں جہاں کثرت سے صدقہ کے بکرے آتے ہیں) تو اتنی مقدار بھی صدقہ کے مفہوم سے خارج ہو گئی، اور رہی سہی مقدار جو غریبوں کے ہاتھ لگی وہ ہی اصل صدقہ ہے، پھر اتنی زیادہ رقم خرچ کرنے سے کیا حاصل ہوا اور اگر غلط عقیدہ ہو تو اس کی وجہ سے رہی سہی مقدار کے صدقہ سے بھی محرومی کا قوی اندیشہ ہے۔

(9)......بعض اداروں میں جہاں بکروں کی آمد بکثرت ہوتی ہے، گوشت کے زیادہ ہونے کی وجہ سے اسی گوشت کو اور اگر زندہ بکرے ہوں تو انہیں بہت سستے داموں فروخت کر دیا جاتا ہے، اور اصل گوشت کی بازاری قیمت بھی مستحقین کے ہاتھ نہیں لگتی، اور گوشت کی فراوانی اور شکم سیری کے باعث ایسے اداروں میں دوسرے طریقوں سے بھی گوشت کی

ناقدری ہوتی ہے۔

(10)...... بکرے کا گوشت بڑے گوشت اور عام سبزی ودال کے مقابلہ بہت گراں قیمت میں حاصل ہوتا ہے، اور زندہ جانور کی مالیت عموماً ذبح شدہ بازاری گوشت سے بھی زیادہ ہوتی ہے، اور غریبوں کی ضرورت بڑے گوشت، یا دال اور سبزی سے بھی پوری ہوسکتی ہے، اگر اتنی مالیت کی نقدی غریبوں کو صدقہ دی جائے، جتنی قیمت میں بکرا خریدا گیا ہے، تو غریب لوگ اس کے ذریعہ سے اپنے صرف کھانے کی ضرورت کئی کئی وقتوں بلکہ کئی کئی دنوں تک پوری کرسکتے ہیں، جبکہ بکرے کی مروجہ رسم میں خرچ کردہ مالیت ایک وقت میں ہی ہضم ہوجاتی ہے، اس لئے بھی مروجہ بکرے کے صدقہ کی رسم کے بجائے نقدی یا دوسرے ضرورت کے مال سے صدقہ کرنا زیادہ فائدے اور فضیلت کا باعث ہے۔

(11)...... عام صدقہ وخیرات مستحب اور زیادہ سے زیادہ سنت عمل ہے، اور شریعت کا اصول ہے کہ اگر کسی سنت ومستحب عمل میں مفاسد پیدا ہوجائیں، اور اس کی اصل روح متاثر ہو، تو اس غلط طریقہ کا ترک کرنا ضروری ہوجاتا ہے، کیونکہ مفاسد کے ساتھ اس عمل کو انجام دینا ثواب کا باعث نہیں رہتا بلکہ الٹا گناہ کا باعث ہوجاتا ہے، اور جانور کے صدقہ کی مروجہ رسم میں ایک کے بجائے کئی مفاسد شامل ہوگئے ہیں، جن کی وجہ سے اب یہ ثواب کے بجائے گناہ کا باعث ہوگیا ہے، اس سے بہتر تھا کہ صدقہ کیا ہی نہ جاتا، کیونکہ اس صورت میں کوئی گناہ نہیں تھا، اور اگر کرنا ہی تھا تو ایسے طریقہ پر کیا جاتا جس سے صدقہ کا مقصد اور ثواب تو حاصل ہوتا، اور اس کا بہتر طریقہ نقدی یا غریب کی کسی دوسری ضرورت کی چیز کی شکل میں تھا۔

(12)...... بعض لوگ بکرے میں کالے رنگ کو ضروری یا افضل سمجھتے ہیں، اور اس میں اتنا غلو کرتے ہیں کہ اگر ذرا سا رنگ بھی غیر سیاہ ہو تو اس کو صدقہ میں کم فضیلت یا کم افادیت کا باعث سمجھتے ہیں، اسی وجہ سے صدقہ کے لئے کالے رنگ والے بکروں کی قیمت دوسرے

رنگ کے بکروں سے زیادہ ہوتی ہے، عوام کا عقیدہ اس سلسلہ میں یہ ہوگیا ہے کہ بلا اور مصیبت اُن کے تصور میں سیاہ اور کالے رنگ کی ہوتی ہے اور سیاہ رنگ کا بکرا اس بلاء کو دور کرنے اور اپنے ساتھ لے جانے میں زیادہ تاثیر رکھتا ہے، کیونکہ دونوں طرف سے رنگ کی مناسبت وموافقت ہو جاتی ہے اور یہ تصور خود ساختہ اور بدعت ہے اور اس خرابی کی بنیاد جانور کا بیماری اپنی جان کے ساتھ لے جانے کا فاسد عقیدہ ہے۔

(13)...... بعض لوگ مریض یا مصیبت زدہ شخص کا بکرے یا ذبح کرنے والی چھری پر ہاتھ پھیرنے کا اہتمام کرتے ہیں، یہ بھی دین میں زیادتی اور بدعت ہے۔

(14)...... بعض لوگ اس بکرے کو مریض کے قریب ذبح کرنے کو ضروری سمجھتے ہیں، یہ بھی غلط ہے۔

(15)...... بعض لوگ مریض کے سر کے اوپر سے بکرے کی سری گھماتے ہیں اور پھر غریبوں کو دیتے ہیں، اور اس کو سر صدقہ (یعنی سر کا صدقہ) کہتے ہیں، یا کوڑے کباڑے وغیرہ میں پھینک دیتے ہیں، اس کی بھی شریعت میں اصل نہیں۔

(16)...... بعض جگہ بارات کی روانگی کے وقت بکرا ذبح کر کے اس کے خون کے اوپر سے دولہا کو گزارا جاتا ہے، اسی طرح بارات کی واپسی پر بکرا ذبح کر کے اس کے اوپر سے دولہن کو گزارا جاتا ہے، تاکہ آفات وبلیات اس بکرے کی جان یا خون کے ساتھ چلی جائیں، یہ عقیدہ من گھڑت اور شریعت کے بالکل خلاف ہے، اور ہندوؤں وغیرہ کے مذہبی طور و طریقوں سے مسلمانوں میں منتقل ہوا ہے۔

(17)...... بعض لوگ بکرا ذبح کرنے کے بعد اس کے یا اس کے خون کے اوپر سے دولہا یا دلہن کے علاوہ مریض یا مصیبت زدہ کو گزارتے ہیں، یہ بھی جہالت کی رسم ہے۔

(18)...... اسی طرح بعض جگہ مکان وغیرہ کی بنیاد یا در و دیوار کے ساتھ بکرے کو ذبح کر کے اس کا خون ڈالتے ہیں، یہ بھی جہالت کی بات ہے، اور ان سب خرابیوں کی بنیاد وہی

Idaraghufran

جانور کی جان اور خون کے ساتھ آفات وبلیات کے رخصت ہو جانے کا فاسد عقیدہ ہے۔

(19)...... بہت سے لوگ سستے داموں کی خاطر بکری کے چھوٹے چھوٹے دودھ پیتے بچوں کو اس رسم کی خاطر ذبح کر دیتے ہیں، جن کا گوشت طبی طور پر نقصان دہ ہونے کے علاوہ ان جانوروں کے معصوم بچوں پر ایک طرح کا ظلم بھی ہے، جس کا وبال سخت ہے، شریعتِ مطہرہ نے بکرے کے لئے قربانی یا عقیقہ میں جو ایک سال کی قید لگائی ہے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بلاضرورت اس سے کم عمر کے بکروں کو ذبح کرنا پسندیدہ عمل نہیں، اور یہ پہلے ہی معلوم ہو چکا کہ صدقہ میں جانور کا ذبح کرنا ضروری نہیں اور جہاں ذبح ضروری ہے (مثلاً قربانی، عقیقہ وغیرہ) وہاں بکرے کی ایک سال عمر ہونا ضروری ہے، اور جب عمر مکمل ہونے سے پہلے پورے سال ملک بھر میں لاکھوں کی تعداد میں صدقہ کے طور پر بکرے ذبح کئے جائیں گے تو اس کا اثر قربانی کے موقع پر بکروں کی کمیابی اور قیمت کی گرانی کی صورت میں ظاہر ہوگا اور متوسط طبقہ کو اپنا قربانی کا واجب ادا کرنے میں مشکل پیش آئے گی، اور عقیقہ کے سلسلہ میں بھی یہی مشکل پیش آئے گی، اور یہ سب خرابیاں بکرے کے ذبح کو مقصود، ضروری یا آفات وبلیات سے حفاظت کا ذریعہ سمجھنے کی وجہ سے پیدا ہو رہی ہیں۔

غرضیکہ بکرے کے صدقہ کی اس مروجہ رسم میں اس قسم کی تمام رسمیں غلط ہیں جن میں بجائے ثواب کے گناہ ہے۔ ان میں بعض چیزیں حرام اور بدعت ہیں اور بعض شرک کے قریب پہنچا دینے والی ہیں۔

جب بکرے کی رسم میں اتنی خرابیاں پیدا ہو چکی ہیں تو بکرے کے بجائے نقدی کی صورت میں صدقہ کرنا چاہئے (جس میں نہ تو رقم سے بکرا خرید کرلانے، پھر اس کو مصرَف تک پہنچانے کی مشقت ہے، اور نہ ہی منڈی و بازار جانے کی ضرورت ہے، اور نہ ہی خریداری کرنے کے لئے وقت خرچ کرنے کی ضرورت ہے) یا رقم کے علاوہ غریبوں کی کسی اور ضرورت کی چیز

سے صدقہ کرنا چاہیئے، اگر کوئی شخص خرابیوں سے بچ کر بھی بکرا صدقہ کرے تب بھی قولی یا عملی طور پر اس رسم کی تائید ہوتی ہے اور مروجہ رسم کو تقویت پہنچتی ہے، لہٰذا ان تمام پابندیوں کو چھوڑ کر صدقہ میں شریعت کی دی ہوئی آسانی سے فائدہ اٹھانا چاہیئے۔

اس موقع پر اس چیز کی دوبارہ یاددہانی ضروری ہے کہ صدقہ کرنا عظیم عبادت ہے، اس عبادت سے منع کرنا یا روکنا ہرگز مقصد نہیں، بلکہ صدقہ کا ثواب ضائع ہونے اور صدقہ کے بجائے گناہ لازم آنے سے بچانا اور صدقہ کا صحیح طریقہ بتلانا مقصد ہے، جیسا کہ کوئی قبلہ کی طرف رُخ کرنے کے بجائے قبلہ کی طرف پشت کر کے نماز پڑھے اور اُس کو اس طرح نماز پڑھنے سے منع کیا جائے تو اس منع کرنے کا مقصد نماز سے منع کرنا نہیں ہوگا بلکہ نماز کو غلط پڑھنے اور نماز کو ضائع کرنے سے روکنا اور نماز کو صحیح طریقہ پر ادا کرنے کو بتلانا ہوگا۔

کیا اب بھی وقت نہیں آیا کہ اہلِ علم اور اس مسئلہ سے واقف حضرات قوم کو اس جہالت اور اندھیرے سے نکال کر روشنی کی طرف لائیں۔

اللہ توفیق عطاء فرمائے۔

صدقہ کی مروّجہ رسم پر چند اردو فتاویٰ

اب اہلِ علم حضرات کے اطمینان کے لئے صدقہ کی مروجہ رسم کے غیر شرعی ہونے پر مستند فتاویٰ اور معتبر کتب کے چند حوالہ جات تحریر کیئے جاتے ہیں:

(1)...... حضرت حکیم الامت رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

> اگر اس وقت یہ خیال تھا کہ جان کے بدلے جان صرف کرنے کی نیت کرنے سے مریض کی جان بچ جائے گی تو خواہ کوئی سا جانور ذبح کیا جاوے اس کے جواز کی تحقیق دوسرے علماء سے کرنا چاہیئے، مجھ کو (اس کے جواز میں) شبہ ہے (امدادالفتاویٰ، ج ۳ص۶۰۴، کتاب الذبائح والاضحیۃ والصید والعقیقۃ)

(2)...... حضرت حکیم الامت رحمہ اللہ سے سوال کیا گیا کہ ذی الحجہ کی دسویں، گیارہویں،

بارہویں تاریخ کے علاوہ اور دنوں میں اللہ کی رضا کے لئے اللہ کے نام پر نفلی درجہ میں بکرا ذبح کرنے سے ثواب ہوگا یا نہیں؟ حضرت رحمہ اللہ نے چند احادیث اور محدثین کی عبارات نقل کرنے کے بعد یہ جواب تحریر فرمایا:

ان روایتوں سے معلوم ہوا کہ بجز دماءِ منقولہ (یعنی وہ دم جو کہ شریعت سے ثابت ہیں مثلاً قربانی، حج میں دم) کے کہ ان میں سے عقیقہ بھی ہے، دوسرے دماء (یعنی خون بہانے) سے تقرب غیر مشروع ہے، نیز ان میں تشبہ بھی ہے مشرکین کے ساتھ کہ وہ تقرب کے لئے ایسا کرتے ہیں، نیز ہمارے علماء نے تصریح فرمائی ہے کہ اراقۃِ دم قربتِ غیر معقولہ یعنی خلافِ قیاس ہے، پس خاص ہوگی وارد کے ساتھ اور صورت مسئولہ عنہا وارد نہیں، لہٰذا بدعت ہے (امداد الفتاویٰ، ج ۳ ص ۵۵۹، کتاب الذبائح والاضحیۃ والصید والعقیقۃ)

فائدہ:......معلوم ہوا کہ ذی الحجہ وحج کی قربانی اور عقیقہ کے علاوہ ذبح کرنا عبادت اور ثواب کا کام نہیں، بلکہ اس طرح جانور ذبح کرنے میں مشرکین کے ساتھ تشبہ ہے، چونکہ مشرکین اس طرح کا عمل اپنے مذہب میں عبادت سمجھ کر کرتے ہیں، لہٰذا یہ طریقہ بدعت و ناجائز ہے۔

(3)......حضرت حکیم الامت رحمہ اللہ نے اسی قسم کے ایک سوال کا مفصل ومدلل جواب تحریر فرمایا، چنانچہ فرماتے ہیں:

اگر بلا نذر بطور شکر کے ذبح کرے، اس میں دو صورتیں ہیں، ایک یہ کہ خود ذبح مقصود نہیں بلکہ مقصود اعطاء یا اطعامِ مساکین ہے اور ذبح محض اس کا ذریعہ ہے سہولت کے لئے اور علامت اس تصدق کے مقصود ہونے اور ذبح کے مقصود نہ ہونے کی یہ ہے کہ اگر اتنا ہی اور ویسا ہی گوشت کسی دوکان سے مل جاوے تو انشراحِ خاطر سے اس پر اکتفاء کرے، ذبح کا اہتمام نہ کرے، تب تو یہ ذبح

جائز ہے، اوددوسری صورت یہ ہے کہ خود ذبح ہی مقصود ہو اور ذبح ہی کو بخصوصہٖ طریقۂ شکر وقربت سمجھے، سوقواعد سے یہ درست معلوم نہیں ہوتا......اسی طرح خصوصیت کے ساتھ اکثر عوام بلکہ ممتاز لوگوں میں یہ رسم ہے کہ مریض کی طرف سے جانور ذبح کرتے ہیں یا وباء وغیرہ کے دفع کے لئے ایسا ہی کرتے ہیں، سو چونکہ قرائن قویہ سے ان مواقع پر بھی معلوم ہوتا ہے کہ خود ذبح ہی مقصود ہے اور اسی کو مؤثر فی دفع البلاء خصوصی مرض کی حالت میں اس ذبیحہ کو من حیث الذبح فدیہ سمجھتے ہیں، سو اس کا حکم بھی قواعد سے عدمِ جواز معلوم ہوتا ہے: ’’لما مر من قوله ان الا راقة فی غیر محال و ارادة الخ ولایقاس علی العقیقة لانه غیر معقول فلایتعدی‘‘

بلکہ اعتقاد مؤثریت یا فدائیت کی حالت میں تو نذر بھی صحیح نہیں معلوم ہوتی:

’’لانه اعتقاد من غیر دلیل فیکون العمل معه بدعة وبالبدعة لاینعقد النذر‘‘

البتہ اگر یہاں بھی ذبح مقصود نہ ہو محض اعطاء اور اطعام مقصود ہو جس کی علامت اوپر مذکور ہو چکی (کہ اگر اتنا ہی اور ویسا ہی گوشت کسی دکان سے مل جاوے تو انشراح خاطر سے اس پر اکتفا کرے ذبح کا اہتمام نہ کرے) تب جائز ہے: ’’لکنه بعید من حال عوام الناس فالاحوط منعهم مطلقا من مثل هٰذا‘‘ (امداد الفتاویٰ، ج۳ص۷۱۵ملخصاًبلفظہٖ، کتاب الذبائح والاضحیۃ والصید والعقیقۃ)

(4)...... امداد الفتاویٰ میں ایک سوال وجواب جو فارسی زبان میں ہے اس کا ترجمہ نقل کیا جاتا ہے:

’’سوال:...... کیونکہ ہمارے علاقہ میں عوام وخواص لوگوں میں یہ رسم ہے کہ جب کسی مریض کے سر پر کوئی بیماری یا مصیبت آن پڑے یا کوئی حادثہ ہو جائے تو صدقہ کی غرض سے بلاؤں کو دور کرنے کے لئے جانور ذبح کرتے ہیں یا یوں بھی کہتے ہیں کہ اے اللہ العالمین اس مریض کو شفا عطا فرمائیے، ہم اس جانور کو

خدا تعالیٰ کے نام پر ذبح کرتے ہیں، کیونکہ اس موقع پر خاص رحم و کرم کا نزول مقصود ہوتا ہے، جانور پر غضب مقصود نہیں ہوتا، کیا یہ رسم جائز ہے کہ ناجائز، خیر القرون کے زمانہ میں اس کا وجود تھا یا نہیں؟‘‘

’’جواب:...... اگرچہ اس عادت کا خیر القرون میں ہونا نظر سے نہیں گزرا، مگر قواعدِ کلیہ شرعیہ کی طرف نظر کرنے سے اگرچہ فی نفسہٖ جواز کا حکم ہونا چاہئے، لیکن بعض عوارض کی وجہ سے اس عمل کے بدعت ہونے پر فتویٰ دینے کا میرا معمول ہے، اور وہ عارض یہ ہے کہ اکثر لوگ اس عمل میں محض صدقہ کرنے کو نافع نہیں سمجھتے، بلکہ جانور کے ذبح کرنے اور اس کے خون بہانے کو مریض کی جان کا بدلہ سمجھتے ہیں، اور یہ چیز غیر قیاسی ہے، جس کے لئے نص کی ضرورت ہے، اور کوئی نص اس بارے میں موجود نہیں اور اکثر لوگوں کے اس اعتقاد کی دلیل یہ ہے کہ وہ جانور کی قیمت کے بقدر اتنی رقم صدقہ کرنے پر راضی نہیں ہوتے، خاص جانور کے ذبح کو ہی ضروری سمجھتے ہیں (امداد الفتاویٰ، ج ۵ ص ۳۰۷، کتاب البدعات)

معلوم ہوا کہ بکرے کے صدقہ میں عوام کا عقیدہ خلافِ شرع اور ناجائز ہے۔

(5)...... امداد الفتاویٰ ہی میں ایک سوال و جواب اس بارے میں اس طرح ہے:

’’سوال:...... زید سخت بیمار ہوا، اس وقت اس کے خویش و اقارب نے ایک بکرا لاکر زید کی جانب سے ذبح کر کے اس کا گوشت لِلّٰہ فقراء کو تصدق کر دیا اور یہ عام رواج ہوگیا ہے اور اس طریقہ کو دم نام رکھا ہے، آیا یہ طریقہ شرعاً کیسا ہے؟ اور اس کا ثبوت کہیں ہے یا نہیں؟‘‘

’’جواب:...... چونکہ مقصود فدا (جان کا بدلہ) ہوتا ہے اور ذبح کی یہ غرض صرف عقیقہ میں ثابت ہے اور جگہ نہیں اس لئے یہ طریقہ بدعت ہے (امداد الفتاویٰ، ج ۵ ص ۳۰۷، کتاب البدعات)

(6)...... امداد الفتاویٰ میں ہی ہے:

’’سوال نمبر۱:...... صدقہ میں علاوہ قربانی اور عقیقہ کے جان کے عوض جان ذبح کرنا جائز ہے یا ناجائز؟‘‘

’’الجواب:...... اس کی کوئی اصل نہیں‘‘

’’سوال نمبر۲:...... اگر جائز ہے تو کونسی روایت سے اور ناجائز ہے تو کونسی دلیل سے؟‘‘

الجواب:...... دلیل یہی ہے کہ اراقۃِ دم قربت غیر مدرکہ بالقیاس ہے (یعنی خون بہانا ایسی عبادت ہے جس کی بنیاد قیاس پر نہیں) اس کے لئے نص کی ضرورت ہے اور نص اس بابِ خاص میں وارد نہیں‘‘ (امداد الفتاویٰ، ج۵ ص ۳۰۸، کتاب البدعات)

(7)...... ایک موقع پر حضرت حکیم الامت رحمہ اللہ بیان فرماتے ہیں:

’’بعض لوگ بیمار کی طرف سے جو بکری وغیرہ ذبح کرتے ہیں، یہ ٹھیک نہیں معلوم ہوتا، کیونکہ اس میں محض صدقہ مقصود نہیں ہوتا، بلکہ خود ذبح کو شفاء میں اس خیال پر مؤثر سمجھا جاتا ہے کہ جان کا بدلہ جان ہو جائے گا، اور یہ شرع میں بجز (علاوہ) عقیقہ کے کہیں معہود نہیں، اور اگر عقیقہ پر قیاس کرنے لگیں تو اس پر اس کا قیاس ہو نہیں سکتا کیونکہ عقیقہ تو خود خلافِ قیاس مشروع ہے، دوسری چیز کا قیاس اس پر صحیح نہیں جیسا کہ اصول میں مذکور ہے‘‘ (ملفوظات مقالاتِ حکمۃ، حصہ اول ص ۱۶، مطبوعہ: ادارہ تالیفاتِ اشرفیہ، جامعہ اشرفیہ، لاہور)

(8)...... ایک اور مقام پر ہے کہ:

’’اراقۃِ دم قربتِ غیر معقولہ ہے اور غیر معقول محلِ قیاس نہیں‘‘ (امداد الفتاویٰ، ج۳ ص ۶۲۲، فصل فی الصید والعقیقۃ)

(9)...... حضرت مولانا مفتی رشید احمد صاحب رحمہ اللہ احسن الفتاویٰ میں ایک سوال کے

جواب میں فرماتے ہیں:

’’آفات اور بیماری سے حفاظت کے لئے صدقہ وخیرات کی ترغیب آئی ہے، مگر عوام کا اعتقاد اس بارے میں یہ ہو گیا ہے کہ کسی جانور کا ذبح کرنا ہی ضروری ہے، جان کو جان کا بدلہ سمجھتے ہیں، شریعت میں اس کا کوئی ثبوت نہیں، یہ عوام کی خود ساختہ بدعت ہے اگر کوئی یہ عقیدہ نہ رکھتا ہو تو بھی اس میں چونکہ اس عقیدے اور بدعت کی تائید ہے، لہٰذا ناجائز ہے، اور کسی قسم کا صدقہ وخیرات کر دے، شریعت میں قربانی اور عقیقہ کے سوا اور کہیں بھی جانور کا ذبح کرنا ثابت نہیں، یہ غلط عقیدہ اچھے اچھے دیندار لوگوں میں بھی پایا جاتا ہے، اس لئے علماء پر لازم ہے کہ اس کی اصلاح پر خاص توجہ دیں، اور مدارسِ دینیہ میں اس قسم کے جو بکرے دیئے جاتے ہیں ان کو ہرگز قبول نہ کریں، علماء کی چشم پوشی اور ایسے بکروں کو قبول کر لینے سے اس گمراہی کی تائید ہوتی ہے (احسن الفتاویٰ، ج۱ص۳۶۷، باب ردالبدعات)

مفتی صاحب موصوف کے مذکورہ فتوے سے چند باتیں معلوم ہوئیں:

(۱)...... آفات وبلیات اور بیماری سے حفاظت کے لئے صدقہ وخیرات کی قرآن وسنت میں ترغیب آئی ہے، مگر عوام اس مفہوم کو چھوڑ کر جانور کے ذبح کرنے کو ضروری سمجھتے ہیں، حالانکہ ذبح کا عمل صدقہ نہیں۔

(۲)......عوام اس طرح کے موقع پر جانور کو جان کا بدلہ سمجھتے ہیں، حالانکہ شریعت میں اس کا کوئی ثبوت نہیں، اس لئے یہ عوام کی خود ساختہ بدعت ہے۔

(۳)...... اگر کسی کا یہ عقیدہ نہ بھی ہو، تب بھی جانور صدقہ کرنے سے اس غلط عقیدے اور بدعت کی تائید ہوتی ہے، لہٰذا عقیدہ صحیح ہونے کی صورت میں بھی اس سے بچا جائے اور جانور کے بجائے کسی اور مال سے صدقہ کر دیا جائے۔

(۴)......شریعت میں قربانی (جس میں دَم بھی شامل ہے) اور عقیقہ کے علاوہ

کسی دوسرے موقع پر جانور کا ذبح کرنا ثابت نہیں، اور عوام کا اس طرح جانور کو ذبح کرنا قربانی و دم اور عقیقہ کے علاوہ ہے، لہٰذا بدعت ہوا۔

(۵)...... جانور کے ذبح کو مقصود اور جان کا بدلہ جان سمجھنے کے اس فاسد عقیدے میں اچھے اچھے دیندار لوگ بھی مبتلا ہو گئے ہیں، اور یہ خرابی عوام سے لے کر دیندار لوگوں تک پہنچ چکی ہے، اس لئے علماء پر لازم ہے کہ اس اہم خرابی اور بدعت کی اصلاح پر خاص توجہ فرمائیں۔

(۶)...... دینی مدارس میں جو اس قسم کے بکرے آتے ہیں ان کو قبول نہ کریں (یا تو واپس کر دیں یا کم از کم عقیدہ کی اصلاح اور آئندہ کے لئے اس خرابی سے بچنے کی تاکید کے ساتھ ضائع ہونے سے بچانے کی خاطر قبول کر لیں)

(۷)...... علماء کی اس خرابی پر خاموشی بلکہ اس سے بڑھ کر چپ چاپ ایسے بکروں کو دینی مدارس کے لئے قبول کر لینے کی وجہ سے اس غلط عمل کی تائید ہوتی ہے۔

بکرے کے صدقہ کی نیت کر لینے کے بعد شرعی حکم

اگر کسی نے نیت کر لی کہ میرا فلاں کام ہو جائے مثلاً بیمار صحت یاب ہو جائے، یا فلاں مسئلہ حل ہو جائے تو ایک بکرا صدقہ میں دوں گا، تو کیا وہ کام ہو جانے کے بعد کی گئی نیت کے مطابق بکرا دینا ضروری ہوگا؟

اس کا جواب یہ ہے کہ ضروری نہیں ہوگا، کیونکہ صرف نیت کر لینے سے کوئی کام لازم نہیں ہوتا، اور صرف نیت کر لینا شرعاً نذر (یعنی منت) نہیں، البتہ اگر کوئی اپنی نیت کے مطابق عمل کرنا چاہے تو اس کے لئے افضل اور بہتر اور زیادہ خیر کی بات یہ ہوگی کہ درمیانی درجہ کے بکرے کی قیمت یا اتنی مالیت کی کوئی ایسی چیز جو غریبوں کے لئے زیادہ کار آمد ہو صدقہ کر دے، اور اگر اتنی استطاعت نہ ہو، تو اس سے کم مالیت کی چیز یا رقم

صدقہ کر دے۔

بکرے کے صدقہ کی منت مان لینے کے بعد شرعی حکم

اسی طرح اگر کسی نے نیت کے بجائے زبان سے نذر (یعنی منت) مان لی ہو کہ اگر فلاں کام ہو گیا مثلاً فلاں مسئلہ حل ہو گیا تو ایک بکرا صدقہ دوں گا، یا ایک بکرا ذبح کروں گا تو کیا اس صورت میں اس کو بکرا دینا یا بکرا ذبح کرنا ضروری ہوگا؟ تو اس صورت میں بھی حنفیہ کے نزدیک نہ تو خاص بکرا صدقہ کرنا ضروری ہوگا اور نہ ہی ذبح کرنا ضروری ہوگا، اور اصل منت اتنی مالیت کے صدقہ کے ساتھ متعلق ہوگی یعنی اتنی مالیت کی رقم یا کسی اور چیز سے صدقہ کر دینا جائز ہوگا۔ [1]

---

[1] فی الحاوی :ذکر هشام فی نوادره عن محمدرحمه الله تعالیٰ :إذا نذر ذبح شاة لا یأکل منها الناذر، ولو أکل فعلیه قیمة ما أکل(المحیط البرهانی، ج۹ص ۴۶۰، کتاب الاضحیة ، الفصل الثانی)

(ولو قال إن برئت من مرضی هذا ذبحت شاة أو علی شاة أذبحها فبرء لا یلزمه شیء)لأن الذبح لیس من جنسه فرض بل واجب کالأضحیة (فلا یصح) (إلا إذا زاد وأتصدق بلحمها فیلزمه) لأن الصدقة من جنسها فرض وهی الزکاة فتح وبحر ففی متن الدرر تناقض منح.

(ولو قال لله علی أن أذبح جزورا وأتصدق بلحمه فذبح مکانه سبع شیاه جاز) کذا فی مجموع النوازل ووجهه لا یخفی(الدرالمختار مع شرحه ردالمحتار، ج۳ص ۷۳۹، ۷۴۰، کتاب الایمان)

(قوله لأن الذبح لیس من جنسه فرض إلخ) هذا التعلیل لصاحب البحر، وینافیه ما فی الخانیة قال : إن برئت من مرضی هذا ذبحت شاة فبرء لا یلزمه شیء إلا أن یقول فلله علی أن أذبح شاة اهـ :وهی عبارة متن الدرر وعللها فی شرحه بقوله لأن اللزوم لا یکون إلا بالنذر والدال علیه الثانی لا الأول اهـ.فأفاد أن عدم الصحة لکون الصیغة المذکورة لا تدل علی النذر أی لأن قوله ذبحت شاة وعد لا نذر، ویؤیده ما فی البزازیة لو قال إن سلم ولدی أصوم ما عشت فهذا وعد لکن فی البزازیة أیضا إن عوفیت صمت کذا لم یجب ما لم یقل لله علی وفی الاستحسان یجب ولو قال :إن فعلت کذا فأنا أحج ففعل یجب علیه الحج .اهـ.فعلم أن تعلیل الدرر مبنی علی القیاس والاستحسان خلافه وینافیه أیضا قول المصنف علی شاة أذبحها أو عبارة الفتح فعلی بالفاء فی جواب الشرط إذ لا شک أن هذا لیس وعدا ولا یقال إنما لم یلزمه شیء لعدم قوله لله علی لأن المصرح به صحة النذر بقوله لله علی حجة أو علی حجة فیتعین حمل ما ذکره المصنف علی القول بأنه لا بد أن یکون من جنسه فرض وحمل ما فی الخانیة والدرر من صحة قوله لله علی أن أذبح شاة علی القول بأنه یکفی أن یکون من جنسه واجب، وسیأتی فی آخر الأضحیة عن الخانیة لو نذر عشر أضحیات لزمه ثنتان لمجیء الأمر بهما.

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اوراگر چہ مذکورہ صورت میں مسئلہ کی رو سے فی نفسہٖ زندہ یا ذبح کر کے بکرا صدقہ کرنا بھی جائز تھا، مگر بکرے کے صدقے میں پیدا شدہ خرابیوں اور مفاسد کی بناء پر کسی دوسری مالیت سے صدقہ کرنا چاہئے۔

کیونکہ مفاسد اور خرابیوں کی وجہ سے جہاں ایک طرف صدقہ کا ثواب ضائع ہو جاتا ہے، اسی کے ساتھ گناہ بھی لازم آ جاتا ہے اور گناہ والا پہلو نذر و منت میں معتبر بلکہ جائز بھی نہیں ہوگا۔ [1]

حنفیہ کے نزدیک اس مسئلہ کی قدرے تفصیل درج ذیل ہے۔

عباداتِ مالیہ میں اصل عباداتِ مقصودہ ذبح کرنا نہیں (لانہٗ اتلاف) بلکہ صدقہ کرنا ہے، البتہ جہاں ذبح کرنا عباداتِ مقصودہ کے طور پر ثابت ہو وہاں ذبح کرنا ضروری ہے، اور ذبح کا عباداتِ مقصودہ ہونا قربانی، حج میں دمِ شکر و دمِ جنایت اور عقیقہ کے علاوہ کہیں ثابت نہیں، اور حنفیہ کے نزدیک نذر و منت معتبر ہونے کے لئے جہاں شرعاً یہ ضروری ہے کہ جس چیز کی منت مانی جائے اس جنس کی کوئی عبادت شرعاً فرض، واجب ہو، وہاں یہ بھی ضروری ہے کہ جس چیز کی متعین طریقہ پر منت مانی جارہی ہے وہ بذاتِ خود عباداتِ مقصودہ ہو۔

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

وفی شرح الوهبانية الأصح وجوب الكل لإيجابه ما لله من جنسه إيجاب، ونقل الشارح هناک عن المصنف أن مفاده لزوم النذر بما من جنسه واجب اعتقادى أو اصطلاحى اهـ ويؤيده أيضا ما قدمناه عن البدائع وبه يعلم أن الأصح أن المراد بالواجب ما يشمل الفرض والواجب الاصطلاحى لا خصوص الفرض فقط (قوله فتح وبحر) يوهم أنه فى الفتح ذكر هذا التعليل مع أن المذكور فيه عبارة المتن فقط وكذلک فى البحر معزيا إلى مجموع النوازل (قوله ففى متن الدرر تناقض) أى حيث صرح أولا بأنه يشترط فى النذر أن يكون له أصل فى الفروض ونص ثانيا على صحة النذر بقوله لله على أن أذبح شاة مع أن النذر ليس له أصل فى الفروض، بل فى الواجبات وأجاب ط :بأن مراده بالفرض ما يعم الواجب بأن يراد به اللازم فلا تناقض(ردالمحتار، ج۳ص ۷۴۰، كتاب الايمان)

[1] ”لِقَوْلِهٖ تعالیٰ لَاتُبْطِلُوْا صَدَقَاتِكُمْ بِالْمَنِّ وَالْاَذٰى“ كما مر بحوالة امدادالفتاویٰ ”لانه اعتقاد من غير دليل فيكون العمل معه بدعة وبالبدعة لاينعقد النذر“

اور یہ بات جانور کے مروجہ صدقہ کے اندر پائی نہیں جاتی (کیونکہ نہ تو یہ عیدالاضحیٰ والی قربانی ہے اور نہ حج والی اور نہ ہی یہ عقیقہ ہے) اور عرف ورواج میں بھی بکرے کے صدقہ یا ذبح سے مقصود اس کے گوشت کا صدقہ ہوتا ہے، اسی لئے ذبح کے بعد اس کے گوشت کا صدقہ کرنا ضروری سمجھا جاتا ہے، اور اگر ذبح مقصود ہوتا تو جانور میں قربانی والی شرائط کا لحاظ کیا جاتا، مثلاً بکرے میں ایک سال کی عمر کا پورا ہونا ضروری سمجھا جاتا، اور اگر پھر بھی کہا جائے کہ اس سے مقصود ذبح ہے تو جانور میں قربانی والی شرائط کا پایا جانا ضروری ہوگا، **لانہ ھو المعھود۔**

اس لئے اس طرح کی نذومنت میں شرعاً وعرفاً خاص بکرے کا صدقہ یا اس کو ذبح کرنا ضروری نہیں، بلکہ اتنی مالیت کی رقم یا کوئی اور چیز صدقہ کرنا کافی ہے۔

چنانچہ حضرت حکیم الامت رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''قربانی سے مراد اگر مطلق ذبح ہے تب تو کسی زمان کی قید نہ ہوگی اور اگر تضحیہ (قربانی) مراد ہے تو ایامِ نحر (قربانی کے دنوں) کی قید ہوگی، اور نیز ذبح مراد لینے میں یہ بھی اختیار ہے خواہ ذبح کر کے تصدق (صدقہ) کرے یا بکری کی قیمت کا تصدق کردے اور بیچ ڈالنے کے بعد بھی دونوں اختیار ہیں خواہ دوسری بکری خرید کر ذبح وتصدق کرے، خواہ وہ قیمت تصدق کردے، اور اگر تضحیہ (قربانی) مراد لیا ہے اور پھر بیچ ڈالا تو اگر کسی خاص سال کی قید لگائی تھی تو اس کی قیمت کا تصدق کردے، اور اگر تضحیہ میں کسی سال کی قید نہ لگائی تھی تو ایامِ نحر میں اُس قیمت کی بکری خرید کر قربانی کرے، **وکل ھذا ظاھر من القواعد**'' (امدادالفتاویٰ ج۳ص۵۵۸،۵۵۹، کتاب الذبائح والاضحیۃ والصید والعقیقہ، مطبوعہ: مکتبہ دارالعلوم کراچی)

دوسری جگہ فرماتے ہیں:

''فقہاء نے تصریح کی ہے کہ ذبح کرنا غیر ایامِ اضحیہ میں قربتِ مقصودہ نہیں، اور یہ بھی تصریح کی ہے کہ منذور بہ کا قربتِ مقصودہ ہونا چاہیئے، پس اگر نذر بالذبح

میں صرف ذبح سے پوری ہوجائے تولازم آتا ہے کہ منذور بہ غیر قربۃِ مقصودہ ہو وھو باطل، اس سے معلوم ہوا کہ تصدق کو لازم کیا جائے گا، تاکہ اس کے انضمام سے وہ قربۃِ مقصودہ ہوجائے، اس قاعدہ سے یقیناً معلوم ہوتا ہے کہ تصدق واجب ہوگا، نیز ناذر کا قصد اس نذر ذبح سے یقیناً تصدق کا ہوتا ہے، پس عرفاً نذر بالذبح کالفظ مستعمل نذر لمجموع الذبح والتصدق میں ہے، اوراس مجموع کے نذر میں فقہاء نے انعقادِ نذر کی تصریح کی ہے‘‘ (امداد الفتاویٰ ج ۲ ص ۵۵۷، کتاب النذور، مطبوعہ: مکتبہ دارالعلوم کراچی)

اور حضرت مولانا مفتی رشید احمد صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

’’اضحیہ کے سوا نذرِ ذبح سے نذرِ تصدقِ لحم مقصود ہے، ورنہ نفسِ ذبح کی نذر صحیح نہیں، اس لئے کہ اضحیہ کے سوا ذبحِ حیوانات عبادتِ مقصودہ نہیں، جب ذبح مقصود نہیں بلکہ تصدقِ لحم مقصود ہے تو اس سے ثابت ہوا کہ ذبحِ حیون واجب نہیں بلکہ اختیار ہے چاہے یہ بکرا ذبح کر کے گوشت صدقہ کرے یا بکرا زندہ صدقہ کردے یا اس کی قیمت صدقہ کرے یا قیمت کے برابر کوئی دوسری چیز‘‘ (احسن الفتاویٰ ج ۵ ص ۴۸۳، کتاب الایمان)

ایک اور موقع پر فرماتے ہیں:

’’اصولِ شرع کے تحت بھی یہی صحیح ہے کہ نذر ذبح میں لحم واجب التصدق ہے، نذر تضحیہ میں نہیں، البتہ نذر تضحیہ میں تصدق لحم کی نیت بھی کی ہو تو تصدق واجب ہوگا۔

نذر ذبح ونذر تضحیہ میں یہ تفریق اصولاً اس لئے لازم ہے کہ نذر تضحیہ میں اگر تصدقِ لحم کی نذر نہیں کی تو یہ واجب التصدق کیوں ہوا؟ وجوبِ تضحیہ وجوبِ تصدق کو مستلزم نہیں اور نذر ذبح میں فعلِ ذبح عبادت نہیں، اس لئے نذرِ ذبح

تصدق لحم کو مستلزم ہے، ورنہ فعل عاقل کا ابطال لازم آتا ہے جو عقلاً وشرعاً کسی طرح بھی صحیح نہیں۔ نذر ذبح میں نذر تصدق کا عرف ہے، اگر یہ عرف نہ بھی ہوتا تو بھی تصحیح فعل عاقل کے لئے عقلاً وشرعاً اس کو نذر تصدق قرار دیا جائے گا۔ غرضیکہ نذر ذبح کا نذر تصدق کو مستلزم ہونا تسلیم نہ کیا جائے تو یہ نذر ہی صحیح نہیں، اور استلزام تسلیم کرلیا جائے تو صحت نذر و وجوبِ تصدق دونوں اصولِ شرع کے مطابق ہیں۔ فعلِ ذبح عبادت نہ ہونے کے باوجود اس کی نذر صحیح ہونے میں اشکال کا جواب امداد الفتاویٰ میں یوں دیا ہے:

''اس میں ورودِ نص کی وجہ سے اس کی صحت خلافِ قیاس ہے'' (احسن الفتاویٰ ج ۷ ص ۵۲۷، کتاب الاضحیۃ والعقیقۃ، مطبوعہ: ایچ ایم سعید کمپنی کراچی)

وَاللّٰہُ سُبْحَانَہٗ وَتَعَالٰی اَعْلَمُ وَعِلْمُہٗ اَتَمُّ وَاَحْکَمُ.

Idara Ghufran

عبادتِ مالیہ سے متعلق چند فقہی قواعد

آخر میں اہلِ علم کی دلچسپی کے لئے اس سلسلہ میں فقہ حنفی کے مطابق چند فقہی واصولی باتیں بیان کی جاتی ہیں:

(1)...... عبادتِ مالیہ یا تقرب بالمال کی دو قسمیں ہیں، ایک بطریقِ تملیک، جیسے زکوٰۃ وصدقات، دوسرے بطریقِ اتلاف جیسے غلام آزاد کرنا، اوراضحیہ میں (اوراسی طرح حج میں دمِ شکرودمِ جنایت اورعقیقہ حکماً اضحیہ میں داخل ہے) تملیک واتلاف دونوں عناصر پائے جاتے ہیں، اتلاف بشکلِ ذبح، اور تملیک بشکلِ گوشت تبرعاً۔

مندرجہ بالا دونوں قسموں کو تقرب بالتصدق اورتقرب باراقۃِ الدم سے بھی تعبیر کرسکتے ہیں، قربانی میں اراقۃِ دم اصل ہوتا ہے اور صدقہ میں تملیک اصل ہوتی ہے۔

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ صدقہ میں اصل تقرب تملیکِ فقیر سے حاصل ہوتا ہے، اوراس میں اراقۃِ دم یعنی خون بہانا کوئی حیثیت نہیں رکھتا، جیسا کہ حج کی جنایات میں بعض جگہ صدقہ اوربعض جگہ دم لازم کیا گیا ہے اورحج میں دونوں ایک دوسرے کے مقابل یعنی قسیمین ہیں، لہٰذا جانور کے مروجہ صدقہ میں تقربِ مالی کی ایک قسم کو دوسری قسم میں شامل کردینا ہے اوراگر ذبح کو ہی اصل مقصود سمجھ لیا جائے تو تقربِ مالی کی اقسام میں تحریف کردینا ہے، جیسا کہ عوام کا عقیدہ ہے کہ اتنی مقدار کا بازار سے گوشت خرید کر صدقہ کرنا گوارا نہیں کیونکہ اس صورت میں ذبح واراقۃِ دم نہیں پایا جاتا جو شریعت پر زیادتی ہونے کی وجہ سے بدعت اور بلاضرورت اتلاف ہے جو بعید نہیں کہ اسراف کے مفہوم میں داخل

ہوکر بھی ممنوع ہو۔ ۱؎

(2)...... اگر نص نہ ہوتی تو قربانی میں بھی اصل اور قیاس کا تقاضا تصدق تھا، مگر نص کی وجہ سے قیاس سے عدول کرکے اتلاف ونقصانِ مالیت کی طرف رجوع کیا گیا "کما مر بحوالہ امداد الفتاویٰ وغیرہ"

اور جانور کی مروجہ رسم میں اتلاف وذبح کی کوئی نص موجود نہیں، لہٰذا یہاں اصلی تصدق ہی معتبر ہوگا، اور قیاس واصل سے عدول کرنا درست نہ ہوگا۔ ۲؎

(3)...... تقرب باراقۃِ دم کے لئے مخصوص شرائط ہیں، اگر وہ فوت ہوجائیں تو یہ تقرب باراقۃِ دم سے نکل کر تقرب بالتصدق کی طرف منتقل ہوجاتا ہے۔

جبکہ جانور کی مروجہ صدقہ کی رسم میں سرے سے تقرب باراقۃِ دم کا وجود ہی نہیں، پھر اس میں خون بہانے کو تقرب یعنی عبادت وثواب سمجھنے کی کیسے گنجائش ہوسکتی ہے۔ ۳؎

۱؎ اعلم بأن القرب المالية نوعان نوع بطريق التمليک کالصدقات ونوع بطريق الإتلاف کالعتق ويجتمع فی الأضحية معنيان فإنه تقرب بإراقة الدم وهو إتلاف، ثم بالتصدق باللحم وهو تمليک(المبسوط للسرخسی، ج۱۲ ص۸، کتاب الذبائح، باب الاضحية)

واعلم أن القربة المالية نوعان نوع بطريق التمليک کالصدقات ونوع بطريق الإتلاف کالإعتاق والأضحية، وفی الأضحية اجتمع المعنيان فإنه يتقرب بإراقة الدم وهو إتلاف، ثم بالتصدق باللحم فيكون تمليكا اهـ(تكملة البحر الرائق للطوری، ج۸ص۱۹۷، کتاب الاضحية)

اعلم أن القربة المالية نوعان نوع بطريق التمليک کالصدقات ونوع بطريق الإتلاف کالإعتاق والأضحية، وفی الأضحية اجتمع المعنيان فإنها تقرب بإراقة الدم، وهو إتلاف ثم بالتصرف فی اللحم يكون تمليكا وإباحة(تبيين الحقائق ج۶ص۲، کتاب الاضحية ، سبب الاضحية وشرائطها)

۲؎ لأن التضحية ثبتت قربة بالنص واحتمل أن يكون التصدق بعين الشاة أو قيمتها أصلا؛ لأنه هو المشروع فی باب المال كما فی سائر الصدقات إلا أن الشرع نقل من الأصل إلى التضحية وهو نقصان فی المالية(اصول البزدوی مع شرحه كشف الاسرار، ج۱ ص۵۵، باب الامر، القضاء نوعان اما بمثل معقول واما بمثل غيرمعقول)

الأصل فی الأموال التقرب بالتصدق بها لا بالإتلاف وهو الإراقة .إلا أن الشارع نقله إلى إراقة دمها مقيدة بوقت مخصوص حتى أنه يحل أكل لحمها للمالک والأجنبی والغنی والفقير، لأن الناس أضياف الله تعالى فی هذا الوقت(الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۵ص۹۴،مادة " اضحية ")

۳؎ فإذا فات معنى التقرب إلى الله تعالى بإراقة الدم يتعين التقرب إلى الله تعالى بالتصدق،

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

فقط

وَاللہُ سُبْحَانَہٗ وَتَعَالٰی اَعْلَمُ وَعِلْمُہٗ اَتَمُّ وَاَحْکَمُ.

محمد رضوان

۱۹/۴/۱۴۲۷ھ 20/مئی/2010ء بروز جمعرات

اضافہ واصلاح: ۲۰/رجب المرجب/۱۴۳۷ھ 28/اپریل/2016ء بروز جمعرات

نظرِ ثالث

01/رمضان المبارک/1437ھ 07/جون/2016ء بروز منگل

ادارہ غفران، راولپنڈی، پاکستان

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

وذلک بالصرف إلى الفقراء دون الأغنياء (المبسوط للسرخسي، ج۴ص۱۴۵، كتاب المناسک، باب النذر، عطب الهدى فى الطريق)

(ولنا) أن هذه صدقة مالية فلا تسقط بعد الوجوب إلا بالأداء كزكاة المال، ولا نقول :الأضحية تسقط بل ينتقل الواجب إلى التصدق بالقيمة؛ لأن إراقة الدم لا تكون قربة إلا فى وقت مخصوص أو مكان مخصوص فأما التصدق بالمال قربة فى كل وقت(المبسوط للسرخسي، ج ۳ص ۱۱۰، كتاب الصوم، باب صدقة الفطر)

ولأنه متمكن من التقرب بالتصدق فى سائر الأوقات، ولا يتمكن من التقرب بإراقة الدم إلا فى هذه الأيام فكان أفضل وأما بعد مضى أيام النحر فقد سقط معنى التقرب بإراقة الدم؛ لأنها لا تكون قربة إلا فى مكان مخصوص وهو الحرم، وفى زمان مخصوص وهو أيام النحر.

ولكن يلزمه التصدق بقيمة الأضحية إذا كان ممن تجب عليه الأضحية؛ لأن تقربه فى أيام النحر كان باعتبار المالية فيبقى بعد مضيها والتقرب بالمال فى غير أيام النحر يكون بالتصدق، ولأنه كان يتقرب بسببين إراقة الدم والتصدق باللحم، وقد عجز عن أحدهما وهو قادر على الآخر فيأتى بما يقدر عليه(المبسوط للسرخسي، ج ۱۲ ص ۱۴، كتاب الاضحية، باب الاضحية)